تعلموا العلم و علموه الناس

تذکرہ علمائے فرنگی محل

مؤلفہ

مولانا مولوی محمد عنایت اللہ صاحب محمد یعقوب الانصاری فرنگی محلی مہتمم مدرسہ عالیہ نظامیہ

منصور حیدر راجہ

باہتمام حاسی پر معاسی سید محمد اشفاق حسین رضوی منیجر

اشاعت العلوم برقی پریس فرنگی محل لکھنؤ 1347ھ

لۂ اشاعۃ العلوم نمبر ۶

تعلموا العلم و علموہ الناس

تذکرۂ علمائے فرنگی محل

مؤلفہ

مولانا مولوی محمد عنایت اللہ صاحب مدظلہ العالی انصاری فرنگی محلی افسر مدرس مدرسہ عالیہ نظامیہ

باہتمام عاصی پُرمعاصی سید محمد اشفاق حسین رضوی منیجر

اشاعۃ العلوم برقی پریس فرنگی محل لکھنؤ 1347 ھ

۵	مولوی خلیل اللہ بن غلام [illegible]	۹۶	[illegible]
۵	مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد [illegible]	۹۸	[illegible]

حرف الذال المعجمہ

[illegible]	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]

حرف الراء المهملہ

[illegible]	مولوی الہ [illegible]	۳۲	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible] اللہ	۹۱	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible]	۹۰	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	۹	[illegible]
۸	مولوی [illegible]	۹۰	[illegible]
۸	مولوی روح اللہ بن مولوی حبیب اللہ	۹۱	[illegible]

حرف الزاء المعجمہ

۸	مولوی [illegible] الحق بن مولوی نظام الحق	۹۲	[illegible]

حرف السین المهملہ

۸	مولوی [illegible] اللہ بن مولوی [illegible]	۹۵	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible] الحق بن مولوی ظہور اللہ	۹۶	[illegible]
۸	مولوی [illegible]	۹۷	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	مولوی [illegible]	۹۹	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	مولوی [illegible] اللہ بن مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]

حرف الشین المعجمہ

۹۰	مولوی [illegible] الحق بن [illegible]	۹	۹۸
[illegible]	مولوی [illegible] اللہ بن [illegible]	۹۹	[illegible]
۹۹	مولوی [illegible] الحق بن [illegible]	۹۹	[illegible]
۱۰۰	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]

حرف الصاد المهملہ

۱۰۱	مولوی محمد ابو الحسن بن [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۲	مولوی [illegible] اللہ بن مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۳	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۴	مولوی اسحٰق اللہ بن مولانا [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۵	مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق	[illegible]	[illegible]

حرف الضاد المعجمہ

۱۰۶	مولوی ضیاء الحق بن [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۷	مولوی ضیاء [illegible]	[illegible]	[illegible]

حرف الظاء المعجمہ

۱۰۸	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۹	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۰	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۱	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۱۱۲	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۳	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱۴	مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	نام	نمبر شمار
۱۶۲	مولوی محمد یحییٰ بن مولوی مظفر	۲۰۹
۱۹۰	مولوی فرحت اللہ بن مولوی [illegible]	۲۱۰
"	مولوی فرید الدین بن مولوی [illegible]	۲۱۱
"	مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ	۲۱۲
[illegible]	مولوی ابوالفضل بن مفتی یعقوب	۲۱۳
۱۲۰	مولوی فضل [illegible] بن [illegible]	۲۱۴
۱۶۵	مولوی فضل حق [illegible]	۲۱۵
"	مولوی فقیر شیر بن [illegible]	۲۱۶
	حرف القاف	
	حضرت قطب شہید [illegible]	۲۱۷
۱۲۶	مولوی محمد قاسم بن مولوی مہدی	۲۱۸
۱۲۵	مولوی [illegible] عبد القیوم بن [illegible] عبد العزیز	۲۱۹
[illegible]	ملا قدرت علی [illegible] مفتی یعقوب	۲۲۰
۱۰۳	مولوی قطب الدین (قطب میاں صاحب)	۲۲۱
۱۲۷	مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ	۲۲۲
۱۳۶	[illegible]	۲۲۳
	حرف الکاف	
۱۶۹	مولوی [illegible] بن مولوی محمد اسلم	۲۲۴
"	مولوی [illegible]	۲۲۵
"	مولوی [illegible]	۲۲۶
[illegible]	مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم	۲۲۷
[illegible]	مولوی [illegible]	۲۲۸
۱۲۸	مولوی کمال الدین بن مولوی [illegible]	۲۲۹
	حرف اللام	
[illegible]	[illegible]	۲۳۰

صفحہ	نام	نمبر شمار
	[illegible]	
[illegible]	ملا محمد [illegible]	۲۳۱
[illegible]	مولوی محبوب [illegible]	۲۳۲
[illegible]	مولوی محب اللہ [illegible] احسان اللہ	۲۳۳
[illegible]	[illegible] مولانا عبد الحق	۲۳۴
[illegible]	ملا [illegible]	۲۳۵
[illegible]	مولوی [illegible] بن مولوی [illegible]	۲۳۶
[illegible]	[illegible]	۲۳۷
۱۳	مولوی محمد [illegible] بن [illegible]	۲۳۸
[illegible]	مولوی [illegible] بن قاضی [illegible]	۲۳۹
۷۰	مولوی مراد اللہ بن ملا نعمت اللہ	۲۴۰
[illegible]	مولوی [illegible] بن مولوی [illegible] اللہ	۲۴۱
۵۱	مولوی [illegible]	۲۴۲
۶۸	مولوی مصلح الحق بن مولوی [illegible]	۲۴۳
[illegible]	ملا معین بن ملا [illegible]	۲۴۴
[illegible]	مولوی معین الدین بن مولوی [illegible]	۲۴۵
۵	مولوی [illegible] بن مولوی محمد [illegible]	۲۴۶
[illegible]	مولوی [illegible] الحق بن مولوی [illegible]	۲۴۷
[illegible]	مولوی منظر الحق بن مولوی فضل حق	۲۴۸
[illegible]	مولوی منہاج الحق بن مولوی [illegible]	۲۴۹
[illegible]	مولوی [illegible] بن مفتی محمد یوسف	۲۵۰
	حرف النون	
۲۴	مولوی [illegible] العلوم	۲۵۱
	مولوی نثار احمد بن مولوی [illegible]	۲۵۲
	مولوی نجیب اللہ بن [illegible]	۲۵۳

مشاہیر علمائے فرنگی محل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یا من تقدس عن شوائب الانساب والقرائن وتنزہ جنابہ عن اتخاذ الاہل والاولاد
والعلائق اسئلک ان تصلی وتسلم علی حبیبک اکرم المخلوقات الذی آدم ومن دونہ
تحت لوائہ یوم یحشر فیہ الاواخر والاوائل وعلی آلہ وصحبہ حسن السجایا والشمائل
اللہم واحشرنی تحت لواء جدنا السید الامین وادخلنی فی الجنۃ مع من سلک الانبیاء
والمرسلین۔ اما بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر [illegible] عفا اللہ عنہ جناب مستطاب [illegible]
[illegible] شرافت اللہ انصاری فرنگی محلی [illegible]
حضرت قطب شہید ملا قطب الدین سہالوی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اب باقی نہیں ہیں اور اکثر حضرات اُن کے حالات سے بے خبر ہیں۔ اگر کوئی صاحب تصانیف پر کچھ [illegible]
علمائے فرنگی محل کے حالات تحریر فرما دیتے تو طبع کر دیے جاتے۔ مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کا
کام اپنے سر لیتا ہوں تو مجھ کو یہ بھی موقع ہوگا کہ اس ضمن میں دیگر علمائے فرنگی محل کے تذکرہ
کے ساتھ حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مختصر تذکرہ قلمبند کر سکوں گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی
کامل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم جو مولانا کی یادگار میں قائم ہوئی ہے شائع کرنے کا
اہتمام کر رہی ہے مگر بظاہر ابھی اس میں تاخیر ہے [illegible] مختصراً ان کی حضرت [illegible] رحمۃ اللہ
علیہ کے حالات لکھتا ہوں [illegible]
کر لیا کہ انشاء اللہ اس کام [illegible] کروں گا۔ چنانچہ محرم الحرام [illegible] سے [illegible] اس تذکرہ
کو لکھنا شروع کیا اور محرم [illegible] میں اس کا اتمام ہوا [illegible] تمام [illegible]
علمائے فرنگی محل ہے جو حسب ممدوح کا [illegible] ہوا ہے۔ اس تذکرہ کے لکھنے کے وقت
کہ بہت سی کتابیں میرے پیش نظر تھیں مگر میں نے [illegible] زیادہ [illegible] ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

حسرۃ المسترشد [illegible] آثار الاول [illegible] حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
رسالہ قطبیہ۔ مصنفہ مولانا عبد الاعلیٰ بن بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہما
[illegible]
[illegible]
عمدۃ الوسائل [illegible]
[illegible]
تکملہ [illegible] مصنفہ مولانا [illegible] صاحب قبلہ مدظلہ فرنگی محلی
[illegible] مصنفہ [illegible] انصاری
[illegible] مصنفہ [illegible] انصاری
[illegible] مصنفہ [illegible] آزاد بلگرامی
[illegible] فرنگی محل [illegible] مصنفہ [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] استفادہ کیا [illegible]

خیر العمل کے پورے مضمون کو بجنسہ اُردو مین لکھدیا ہے۔ اختصار کے خیال سے اکثر جگہ بعض حضرات کے نامون کے بدلے مختصر القاب لکھدیے ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مختصر لقب	مراد
(۱) حضرت سید السادات	حضرت سیدی ومولائی قطب الاقطاب شیخ الشیوخ محبوب قادر علی الاطلاق سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ الاصفی۔
(۲) استاذ الہند۔	باقی درس نظامی قطب الوقت افتخار الہند ملا نظام الملۃ والدین بن قطب شہید رحمہما اللہ تعالی
(۳) قطب شہید۔	حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی جد علماے فرنگی محل رحمۃ اللہ علیہ۔
(۴) بحر العلوم۔	حضرت ملک العلما بحر العلوم مولانا ابو العیاش عبد العلی محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن استاذ الہند
(۴) استاذ الاساتذہ یا فخر المتاخرین	حضرت مولانا واستاذ اساتذتنا ابو الحسنات محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۵) استاذ الوقت۔	حضرت مولانا مولوی سید عین القضاۃ حیدر آبادی تلمیذ حضرت فخر المتاخرین۔
(۶) حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ یا امام الوقت	حضرت ملک العلما مولانا واستاذنا قیام الملۃ والدین محمد عبد الباری قدس اللہ سرہ العزیز۔
(۷) ملک العلما۔	حضرت مولانا محمد حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید

اسیطرح جہان کہین اغصان کا حوالہ ہے اس سے مراد اغصان اربعہ ہے نہ کہ اغصان الانساب جہان کہین اغصان الانساب سے اخذ کیا ہے وہان پورا نام یعنی اغصان الانساب لکھدیا ہے۔ جہان کہین مین نے یہ تحریر کیا ہے کہ عورت اجنبیہ یا ذن بیرونی سے عقد ہوا یا اولاد ہوئی تو

اجنبیہ اور بیرونی سے مراد یہ ہے کہ متعارف برادری مین یہ عورت شامل نہین ہے۔ بعض صورتون مین ایسی عورتین نہایت شریف خاندان سادات مین سے تھین مگر چونکہ رواج فرنگی محل کے مطابق وہ شامل برادری نہین تھین اسلیے انکی اولاد سے نکاح اور بیاہ کے تعلقات نہین ہوئے

مین نے اس تذکرہ مین چند امور کا مخصوص طور پر لحاظ کیا ہے۔

(۱) علمائے فرنگی محل کے تالیفات و تلامذہ کے اسامی جہانتک مجھے معلوم ہو سکے لکھدیے ہین افسوس ہے کہ موجودہ تذکرونمین سے کسی مین کامل کیا ناقص بھی فہرست جس سے کافی مدد ملسکے مجھے نہین دستیاب ہوئی۔ مین نے متفرق جگہون سے تلاش کر کے جس قدر اسامی ملسکے لکھدیے ہین۔

(۲) علمائے فرنگی محل کی اولاد دختری کا ذکر بالاستیعاب اس رسالہ مین کیا ہے مگر دختری اولاد کی اولاد کو مجملاً لکھا ہے۔

(۳) چونکہ اس رسالہ کی تالیف کے مقاصد اصلیہ مین سے یہ بھی تھا کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مختصراً تحریر ہو جائے اسلیے بہ نسبت دوسرے علما کے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مطول لکھا گیا ہے۔

(۴) حتے الامکان اس رسالہ کو مبالغہ اور تنقیص سے پاک رکھا ہے۔ نہ اپنے شغف محبت یا اعتقاد کیوجہ سے خلاف واقعہ کسی صاحب کو بڑھایا ہے اور نہ شکایت یا تعلقات مین کشیدگی کیوجہ سے کسی کی تنقیص شان کی ہے۔ اسپر بھی اگر کسی کو مبالغہ یا تنقیص معلوم ہو تو اسکو یا شغف محبت یا دل کھوٹ سمجھنا چاہیے۔

(۵) کتب درس نظامی متعارف جن حضرات کے ختم ہین انکے متعلق مین نے بصراحت عبارت کتاب مین تحریر کر دیا ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہین یا فراغت حاصل کی یا ختم کتب کیا یا فاتحۃ الفراغ پڑھا یا مدرسۂ عالیہ نظامیہ سے سند مولانا حاصل کی۔ جہان پر یہ الفاظ نہین ہین انکے متعلق میرا دعوے یہ نہین ہے کہ درس نظامی مروجہ کے اعتبار سے وہ فارغ التحصیل ہین۔ بعض حضرات کے متعلق مین نے تحریر کیا ہے کہ کتب درسیہ پڑھین۔ ایسے حضرات کے ختم کتب درسیہ ہونے یا نہ ہونیکی دوسرے تذکرون سے تحقیقات کیجائے۔ جہان پر کتب درسیہ پڑھنا

تحریر کیا ہے اُس سے فارسی کے درسیات مروجہ اور عربی کے ابتدائی کتب پڑھنا مراد ہے۔

(۶) ہر صاحب کے تذکرہ کے شروع مین اُنکے اسم گرامی کے ساتھ صرف مولوی کا لفظ لکھا ہے البتہ اثنائے تذکرہ مین اپنے خیال کے مطابق تعظیماً کہین مولانا کہین ملا کہین اور کوئی تعظیمی لفظ لکھا ہے ان الفاظ کا تعلق کتب درسیہ کے ختم ہونے یا نہونے سے نہین ہے۔

(۷) اس رسالہ کے شروع مین مناسب معلوم ہوا کہ حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی جد علمائے فرنگی محل کا نسب نامہ اور اُنکے اجداد کے مختصر حالات مع حضرت موصوف کے حالات کے لکھدیے جائین اسلیے مختصراً ان سب امور کا تذکرہ بھی کر دیا ہے اور اسکو بطور مقدمہ کتاب کر دیا ہے۔

(۸) خاتمہ کتاب مین مولانا قدرت علی نبیرہ مفتی محمد یعقوب اور اُنکے بھائی اور ان دونوکی اولاد کا ذکر کیا ہے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل مین بود و باش اختیار کر لی تھی اسواسطے اُنکا ذکر علمائے فرنگی محل کے ساتھ اتمام فائدہ کیلیے کر دیا گیا ہے۔

مقدمہ

علمائے فرنگی محل کا نسب بالاتفاق حضرت ابوایوب انصاری تک پہونچتا ہے اور جو روایت اسکے برخلاف سیادت کی بیان کیگئی ہے اُسکو اُستاذ الہند نے تسلیم نہین فرمایا اسیطرح بالاتفاق علمائے فرنگی محل کا نسب حضرت ابوایوب انصاری کی اولاد مین حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری تک پہونچتا ہے نہ ملا قطب الدین شہید سہالوی کا سلسلۂ نسب ملا فضل اللہ تک متفق علیہ ہے اسطرح پر کہ قطب شہید بن ملا عبدالحلیم بن ملا عبدالکریم ابن ملا احمد بن ملا حافظ الدین لاہوری المعروف بہ دادا حافظ بن شیخ فضل اللہ اسکے بعد سے حضرت شیخ الاسلام عبداللہ ہروی اور ابوایوب انصاری تک درمیان مین بہت کچھ اختلاف ہے مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ مولف اغصان نے بعد تحقیق بسیار و تدقیق بیشمار و تنقیح اذکیا جو نسب نامہ آخر ضمیمۂ اغصان مین تحریر فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہے شیخ فضل اللہ بن شیخ محی الدین بن شرف الدین بن شیخ نظام الدین بن قطب العالم

شیخ خواجہ علاؤ الدین الانصاری الہروی بن شیخ خواجہ اسماعیل بن خواجہ اسحاق بن خواجہ داؤد بن خواجہ عزیز الدین بن خواجہ جمال الدین بن خواجہ دوست محمد بن خواجہ پیر غیاث الدین بن خواجہ پیر معز الدین بن خواجہ پیر حبیب اللہ بن خواجہ شمس الدین بن خواجہ جلال الدین بن خواجہ ظہیر الدین بن خواجہ سلطان محمد بن خواجہ نظام الدین بن خواجہ شہاب الدین محمود بن خواجہ عوض بن ایوب بن جابر مقرب باری بن خواجہ ابو اسمٰعیل عبد اللہ الانصاری بن ابی منصور مست البلخی بن جعفر بن ابو معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مست الانصاری التابعی بن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ۔

یہ نسب نامہ حضرت مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت تھوڑا مختلف ہے مگر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی الطاف الرحمٰن صاحب کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت کچھ مختلف ہے قرین قیاس افضال کا نسب نامہ ہے۔ مگر مجھکو خود اس بارے میں تحقیق کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ احوال علمائے فرنگی محل میں دادا حافظ تک جو احوال مذکور ہیں بقدر ضرورت بعض تغیرات و اضافہ کے ساتھ اُنکو لکھتا ہوں اسکے بعد کے حالات اور حضرت ابو ایوب انصاری کا حال دوسری کتابوں سے اخذ کرکے میں نے تحریر کیے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے تمام تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہیں کہ علمائے فرنگی محل کا سلسلۂ نسب حضرت سیدنا ابو ایوب انصاریؓ تک پہونچتا ہے۔ ابو ایوب انصاری کے مختصر حالات ہم اسد الغابہ مولفۂ ابن اثیر وغیرہ سے تحریر کرتے ہیں۔ ابو ایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے نسباً خزرجی قبیلہ بنی غنم سے ہیں بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر و احد اور تمام غزوات میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف ہجرت فرماکر تشریف لائے تو آپ کی اونٹنی ابو ایوب کے مکان کے سامنے حسب حکم خداوندی بیٹھ گئی اور حضور انور نے انھیں کے مکان پر قیام فرمایا جب مسجد شریف اور حجرات شریفہ تیار ہوگئے تب وہاں سے حضرت اُٹھ گئے۔ پہلے حضور انور نے مکان کے نیچے کے حصہ میں قیام پسند فرمایا اور ابو ایوب اوپر کے

حصہ مین رہتے تھے۔ ایکدن اتفاقاً بالاخانہ پر پانی گر پڑا ابوایوب اور اُنکی بیوی نے اس خوف سے
کہ کہین پانی نیچے نہ گرے اپنے کپڑے مین اُسکو جذب کر لیا پھر حضور کی خدمت مین حاضر ہوے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مناسب نہین ہے کہ حضور انور تو نچلے حصہ مین ہون اور ہم بالاخانہ مین
رہین حضور اوپر تشریف رکھین حضرت نے اپنا اسباب اوپر منتقل کرالیا۔ ابوایوب نے جہاد
اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ فتوح شام اور دیگر لڑائیون مین ہمیشہ شریک رہے۔ نیز حضرت مولی
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین و نہروان مین بھی شریک رہے۔
اسد الغابہ مین سب لڑائیون مین شرکت لکھی ہے مگر جنگ جمل مین ابوایوب کی شرکت
ثابت نہین ہے۔ جہاد کیلیے ملک روم مین تشریف لیگئے تھے وہان وقت آگیا اور ۵۰ھ
یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ مین وفات پائی اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن ہوے۔ ابوایوب کی
اولاد کے حق مین حضور انور نے عطائے علم و عمل کی دعا فرمائی تھی جسکی برکت سے اللہ نے
اسوقت تک اُنکی اولاد مین علم باقی رکھا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری کی اولاد مین
شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی مشہور عالم اور یگانۂ عصر بزرگ گزرے ہین اُنکا
نسب حسب ذیل ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری بن ابی منصور محمد بن
ابی معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت بن ابی ایوب انصاری
تذکرۃ الحفاظ مین ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ ۳۹۶ھ مین بمقام ہرات پیدا ہوے علوم ادبیہ
حاصل کرنیکے بعد حدیث اور تاریخ اور علم الانساب مین کمال پیدا کیا تفسیر اور سلوک
و تصوف کے امام تھے۔ حکام و اہل دنیا کی صحبت سے احتراز فرماتے سال مین ایک مرتبہ
مجلس وعظ منعقد فرماتے آپکے مریدین و معتقدین جو کچھ آپکے نذر کرتے وہ تقسیم
فرما دیتے نہایت باہیبت اور خوش پوشاک تھے سیکڑون کتب تفسیر و احادیث کا مطالعہ
فرمایا تھا۔ آپ حنبلی المذہب تھے۔ آپ کی تصانیف مین سے کتاب الاربعین اور
کتاب الفروق اور منازل السائرین اور رسالۂ مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
اور مناجات مشہور عالم ہین۔ منازل السائرین اور مناجات مین نے بھی دیکھی ہے۔
منازل السائرین کی بے مثل شرح حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کی ہے۔

عہ بعض نے بدر مین شرکت صفین سے انکار کیا ہے ۱۲

[illegible]

جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ علامۂ ابن تیمیہ بھی آپ کے بہت مداح تھے جیسا کہ علامہ تاج سبکی نے طبقات کبرے میں ذکر کیا ہے حضرت ابوایوب کے صاحبزادہ ابو منصور بسلسلہ جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خراسان تشریف لائے اور ہرات آکر مقیم ہو گئے اور وہین وفات پائی۔ اسیوجہ سے شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بھی ہرات ہی مین مقیم تھے سنہ ۴۸۱ ہجری میں وفات پائی اسوقت تک آپ کی درگاہ ہرات مین زیارتگاہ خلائق ہے۔ آپ کے پرپوتے خواجہ جلال الدین بن خواجہ سلیم بن خواجہ اسمٰعیل بن شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بطور جہاد ہندوستان تشریف لائے اور قریہ سرسل مین قیام فرما کر خانقاہ اور مسجد بنوائی اور خدمت علم میں مصروف رہے آپ کی اولاد مین سے بزرگ زادہ کے بھی علما تھے۔ مخدوم بدرالدین بن مخدوم شرف الدین بن خواجہ فضیل بن خواجہ کلان بن خواجہ داؤد بن خواجہ حامد بن خواجہ جلال الدین مذکور نے دہلی مین توطن اختیار کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے عالم متبحر ہوے اور منارۂ شمسیہ (قطب کی لاٹ) کے قریب مدرسہ بنوا کر درس و تدریس مین مصروف رہے۔ آخر مین حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی سے بیعت کی اور اجازت و خلافت حاصل کر کے موضع برنآوا قریب دہلی مین سکونت اختیار فرمائی اور ضعیف العمری مین شیخ کے حکم کے مطابق نکاح کیا جس سے ایک صاحبزادہ نصیرالدین پیدا ہوے مخدوم بدرالدین نے ۷۹۷ھ مین وفات پائی اُنکے صاحبزادے نے تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی عالم و فاضل ہوے اور ذی الحجہ سنہ ۸۴۹ھ مین انتقال فرمایا اور ایک صاحبزادے مخدوم علاؤالدین یادگار چھوڑے جنھون نے ۲۱ شوال سنہ ۸۷۶ھ مین وفات پائی اور موضع شیخپور مین اپنے والد کے مقبرہ مین دفن ہوے احوال علمائے فرنگی محل مین ہے کہ علاؤالدین خلجی سلطان ہند بھی آپ کے مرید تھے۔ مخدوم علاؤالدین دو بھائی اور تھے ایک نے سنبھل مین قیام اختیار فرمایا سنبھل کے انصار انھین کی اولاد مین ہین دوسرے بھائی جنکا نام ملا محمد مسعود تھا پانی پت مین مقیم ہوے پانی پت کے علمائے انصار انھین بزرگ کی اولاد مین ہین۔ مخدوم علاؤالدین کے صاحبزادہ مخدوم نظام الدین وہ پہلے بزرگ ہین جنکے قدوم مبارک سے سرزمین اودھ مشرف ہوئی آپ حافظ قرآن اور زبردست عالم تھے

برنادہ مین آپنے خانقاہ بھی بنوائی تھی۔ اودھ مین قصبہ سہالی مین جو ضلع بارہ بنکی مین ایک قصبہ
بانسہ شریف سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار فرمائی اور وہین انتقال فرمایا
اور سہالی کی آبادی سے باہر دفن ہوئے آپکے مقبرہ کیوجہ سے یہ مقام روضہ کہلانے لگا۔
آپکے صاحبزادہ شیخ شرف الدین بھی عالم فاضل تھے اور وہ بھی آپکے قریب مدفون ہوئے
شیخ شرف الدین کے پوتے ملا محمد حافظ بن شیخ فضل اللہ بن شیخ شرف الدین مشہور و معروف
علما مین سے تھے اطراف وجوانب سے طلبہ تحصیل علم کی غرض سے آپ کی خدمت مین حاضر
ہوتے تھے شہنشاہ اکبر نے طلبہ کے خورد و نوش کیلیے آپکے نام ایک کثیر رقبہ زمین معاف
کیا تھا جسکا فرمان ابتک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے یہان محفوظ ہے۔ میرے بچپنے تک
ہمارے خاندان کی بوڑھی بیویان آپ کو دادا حافظ کہتی تھین۔ اغصان الانساب مین ہے
کہ مخدوم علاؤالدین پہلے بزرگ ہین جو سہالی مین توطن پذیر ہوئے وہ حضرت سلطان الاولیا
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے حضرت محبوب الٰہی نے آپ کی اولاد کے
حق مین دعا دی تھی کہ تا قیام قیامت علم رہے اور آپکے بھائی کے حق مین حصول عزت
ومناصب کی دعا فرمائی تھی۔ آپکے ان بھائی نے سنبھل ضلع مرادآباد مین قیام فرمایا
اور وہین آپ کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔ برناوا پانی پت کے قریب ایک
مقام ہے غالبًا شیخپور اُسیکا حصہ ہے۔ شیخ علاؤالدین سہالی کسی ضرورت سے برناوا
گئے تھے وہین انتقال ہوا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کی دعا کے متعلق یہ روایت بظاہر صحیح نہین معلوم
ہوتی کیونکہ مخدوم علاءالدین کے دادا مخدوم بدرالدین نے ضعیفی کے سن مین حضرت چراغ دہلویؒ کے حکم سے جو
حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلیفہ ہین نکاح کیا تھا واللہ اعلم۔ ملا حافظ کے پوتے شیخ عبدالکریم بن شیخ احمد
بن شیخ محمد حافظ علمائے کبار مین سے تھے مولانا عبدالکریم چار بھائی تھے ایک بھائی کا نام
ملا سعداللہ تھا سہالی اور فتحپور اور بعض دیگر قصبات بارہ بنکی کے ایوبی انصاری انھین
ملا سعداللہ بن ملا احمد بن ملا حافظ کی اولاد مین ہین اور حضرت ملا کمال الملۃ والدین کا سلسلہ
نسب ان تک چند واسطون سے پہونچتا ہے۔ دوسرے بھائی کا نام قطب الدین بن
ملا احمد تھا انھون نے سہالی کی سکونت ترک کر دی تھی اور گجرات جا کر وہان عقد کر لیا تھا

اور شاید وہان اولاد بھی ہے۔ تیسرے بھائی کا نام محمد ناصر تھا جنکی اب اولاد باقی نہین ہے واللہ اعلم
ملا عبد الکریم کے صاحبزادہ ملا عبد الحلیم نے ملا عبد السلام دیوی سے جو اس زمانہ مین لاہور
مین مدرس تھے کتب علمیہ پڑھے تحصیل کے بعد مدت تک ملا عبد الحلیم لاہور کے مدرسہ مین
مدرس رہے اسکے بعد سہالی واپس آئے آپ کا مکتوبہ ہدایہ اسوقت تک فرنگی محل مین موجود
ہے اور شرح فقہ اکبر اور شرح جامی بھی آپ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔
ملا عبد الکریم کے ملا عبد الحلیم کے علاوہ دو صاحبزادے اور بھی تھے جنکے نام عبد الرحیم
اور شیخ محمد تھے۔ شیخ عبد الرحیم کی پسری اولاد نہین تھی صرف ایک صاحبزادی تھین
جنکی اولاد اب باقی نہین ہے شیخ محمد کی اولاد پسری تھی مگر پانچ پشت کے بعد سوائے
اولاد دختری کے اور کوئی باقی نہین رہا اور اولاد دختری مین بھی فرنگی محل مین مولوی
انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ کے نواسے اور مولوی کلیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ
باقی ہین انکے علاوہ شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین بن شیخ محمد مذکور کی صاحبزادی
مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کو منسوب تھین اُنسے خدا کے فضل سے اولاد کثیرہ ابتک ہے
غرضکہ مولانا عبد الکریم کی اولاد پسری اب سوائے فرنگی محل کے اور کہین ہمارے علم مین
نہین ہے اور سہالی اور جوار کے ہمارے بنی اعمام دادا حافظ کی اولاد مین ہین جو ملا
قطب الدین شہید کے دادا کے دادا تھے۔ مولانا عبد الحلیم کا عقد بھلول مین ملک حمزہ
شہید عباسی کی دختر سے ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادے حضرت مولانا قطب الدین شہید
اور ایک صاحبزادی تولد ہوئین دختر کا عقد اُنکے چچازاد بھائی حسام الدین بن شیخ محمد کے
ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ملا قطب الدین کا عقد سنجہ مین حرادی خاندان مین ہوا۔
یہ بیوی صاحبہ اپنے صاحبزادون کے ساتھ لکھنؤ تشریف لائین اور لکھنؤ ہی مین وفات پائی
قطب شہید کے چار فرزند اور تین صاحبزادیان تھین۔ صاحبزادون کے نام حسب
ذیل ہین۔ ملا اسعدؒ ملا سعیدؒ۔ ملا نظام الدینؒ استاذ الہند اور ملا محمد رضا ان سب مین
ملا نظام الدین باعتبار علم وکمالات وفضل اپنے سب بھائیون سے ممتاز اور مشہور آفاق
تھے۔ ملا قطب الدین شہید کی صاحبزادیون کے عقد حسب روایت اغصان اربعہ غیر

مختلف دیہاتوں میں ہوے ایک صاحبزادی گڈھی بھلول میں دوسری شیخ مکرم بجنوری سے لکھنؤ میں تیسری گھسکر میں منسوب ہوئیں ان تیسری صاحبزادی کی اولاد مولانا ولی اللہ کے زمانہ میں باقی نہیں رہی تھی۔ شیخ مکرم بجنوری کے صاحبزادے سیف الدین تھے جنکے صاحبزادے محمد حفیظ سے ملا نظام الدین کی صاحبزادی منسوب تھیں گڈھی بھلول میں جو صاحبزادی منسوب تھیں اُنسے ایک صاحبزادے میاں لشکری چودھری پیدا ہوے گھسکر والی صاحبزادی سے شیخ محمد وارث متولد ہوے۔ ملا قطب الدین شہید کا سلسلۂ علم قطب رازی تک اسطرح پہونچتا ہے۔ ملا قطب شہید تلمیذ ملا دانیال چوراسی و والد خود ملا عبد الحلیم تلمیذان ملا عبد السلام دیوی تلمیذ ملا عبد السلام لاہوری تلمیذ میر ابو الفتح شیرازی تلمیذ خواجہ جمال الدین محمود شیرازی تلمیذ جلال الدین دوانی تلمیذ محی الدین کوشکناری و خواجہ حسن شاہ بقال تلمیذ سید شریف جرجانی تلمیذ مبارک شاہ تلمیذ قطب رازی۔

قطب شہید نے علوم ابتدائیہ اپنے والد سے لاہور میں پڑھے اُسکے بعد مطولات ملا دانیال چوراسی سے پڑھیں تیس سال کی عمر میں تحصیل علوم ریاضی و ہیئت و دیگر معقولات و جمیع منقولات علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصولین و عقائد سے فراغت پائی اغصان الانساب سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب شہید نے ملا عبد السلام دیوی سے بھی پڑھا ہے واللہ اعلم۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد سہالی میں سکونت اختیار فرمائی اور خدمت علم شروع کی۔ رسالہ قطبیہ میں ہے کہ قطب شہید حافظ قرآن تھے مگر اغصان اربعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف قرآن حفظ فرمایا تھا۔ ابتدائً آپ کی تمامتر توجہ تدریس ہی کی جانب تھی جب چالیس سال کا سن اقدس ہوا تو حضرت قاضی گھاسی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت فرمائی حضرت قاضی گھاسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ملا محب اللہ الہ آبادی کے مرید تھے ملا محب اللہ الہ آبادی حضرت شیخ ابو سعید کے خلیفہ تھے۔

حضرت ملا محب اللہ الہ آبادی قصبہ صدرپور سرکار لکھنؤ یعنی اودھ کے رہنے والے تھے لیکن چونکہ بذات خود الہ آباد میں قیام اختیار فرمایا تھا اسلئے الہ آبادی مشہور ہوگئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اب تک الہ آباد میں موجود ہے حضرت مولانا شاہ

محمد حسین قدس سرہ العزیز آپ ہی کی اولاد مین سے تھے مولانا قطب شہید کے حالات مین میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تحریر کیا ہے "امام اساتذہ و مقتدای جہابذہ است و معدن عقلیات و مخزن نقلیات ملا قطب الدین عمر با انجمن درس آراست و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایۂ تکمیل رسانید و امروز سلسلۂ استفادۂ اکثر علمای کشور ہندوستان باو منتہی میشود" مولانا نے بیعت کے بعد یہ مقرر فرمایا تھا کہ جمعہ اور سہ شنبہ کو تصنیف و تالیف فرماتے شب کو نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور بقیہ شب عبادت فرماتے دن کو طلبہ کو درس دیتے تصانیف آپ کے بہت تھے مگر واقعۂ شہادت مین ظالمون نے آپ کے کتب خانہ کے ساتھ آپ کے مولفات بھی جلا دیے۔ رسالہ قطبیہ مین صرف دو کتابون کا تذکرہ ہے جو اس زمانہ تک موجود تھین تیسری کتاب ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک موجود تھی ان تینون کے نام حسب ذیل ہین۔ یعنی رسالۂ امور عامہ۔ حاشیۂ شرح حکمۃ العین (رسالہ قطبیہ مین انھی دونون کا ذکر ہے) حاشیۂ تلویح۔ (یہ استاد الہند کے زمانہ تک موجود تھا اسکے بعد غائب ہو گیا) عمدۃ الوسائل اور دوسرے تذکرون مین علاوہ ان کتابون کے بعض اور بھی مولفات ذکر کیے گئے ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حاشیۂ عقائد نسفی۔ حاشیۂ تفریعات بزدوی۔ حاشیۂ مطول اور رسالہ تحقیق دار الحرب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد جلالی کا حاشیہ بھی مولفات قطب شہید مین تحریر فرمایا ہے۔ افسوس کہ انمین سے اسوقت کوئی کتاب بھی موجود نہین ہے۔ مولانا کے بعض مشہور تلامذہ کے نام حسب ذیل ہین۔ قاضی دولت جو آپ کے ابن عم اور ملا کمال الدین کے والد ماجد تھے، ملا قطب الدین شمس آبادی، حافظ امان اللہ بنارسی صاحب محکم الاصول، ملا محب اللہ بہاری صاحب سلم و مسلم، قاضی شہاب گوپاموی، ملا زین العابدین سندیلوی، حاجی صفت اللہ خیر آبادی، ملک بہاؤ الدین بلگرامی میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد بلگرامی، ملا اسعد و ملا سعید صاحبزادگان قطب شہید، مولوی اسمٰعیل اورنگ آبادی، ملا محمد غوث کاکوروی۔ مولانا آخر مین عطاے شہادت کی دعا فرمایا کرتے اللہ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا واقعۂ شہادت اسطرح پیش

آیا کہ آپ کے جد امجد کے زمانہ مین ایک فقیر نے سہالی کے قریب ردضہ گانون مین کاشتکاری
کیلیے زمین آپ کے دادا کے بھائی مولوی قطب الدین سے لینا چاہی مولانا کے دادا
ملا عبد الکریم اور اُنکے دوسرے بھائی ملا سعد اللہ نے ہر چند اپنے بھائی مولوی قطب الدین
کو منع کیا بلکہ ملا عبد الکریم نے تو یہانتک کہا کہ اُسکے بدن سے مجھے اپنی اولاد کے خون کی بو آتی
ہے مگر مولوی قطب الدین نے سماعت نہین کی اور زمین اُس فقیر کو دیدی۔ اُسکی اولاد
نے باعتبار وجاہت و ثروت ترقی کرنا شروع کی اور سہالی کے زمیندار چودھری
محمد آصف انصاری سے اُسنے مقابلہ کرنا شروع کیا چودھری محمد آصف نے ایک مرتبہ
اُسکو تنبیہ بھی کی مگر اُس شوریدہ پشت کی قرار واقعی تنبیہ نہوئی ایکدن موقع پاکر اُس نے
قرب و جوار کے بعض زمینداروں سے مدد لیکر شیخ محمد آصف کے مکان پر دفعۃً صبح کے
وقت حملہ کیا شیخ محمد آصف اسوقت کوئی انتظام دفعیہ کا نہ کر سکے اور قطب شہید کے پاس
مشورہ کیلیے آئے چودھری محمد آصف قطب شہید کے بنی عم اور سمدھی تھے کیونکہ چودھری
محمد آصف کی لڑکی ملا نظام الدین کو منسوب تھین ظالمون کو جب چودھری محمد آصف
کا حضرت قطب شہید کے یہان ہونا معلوم ہوا تو وہ قطب شہید کے مکان پر حملہ آور ہوئے
اُسوقت قطب شہید کے پاس بھی زیادہ طلبہ موجود نہ تھے صرف دو تین طلبہ موجود تھے اُن
ظالمون نے قطب شہید اور چودھری محمد آصف اور طلبہ کو شہید کیا اور ملا سعید کو زخمی
کیا اور ملا نظام الدین کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیگئے اور قطب شہید کے نعش مبارک
اور چودھری محمد آصف کے سر کو بھی ہمراہ لیتے گئے رؤسائے فتحپور کی بہت خوشامد سے
ان ظالمون نے ملا استاذ الہند کو چار دن کے بعد رہا کر دیا۔ مگر نعش نہ دی اور جابجا اُسکو
دفن کرتے پھرتے تھے نو دن کے بعد نعش بعض گانون والونکو دیگئے اور اُنھون نے نماز
پڑھکر دفن کر دی نو دن گذرنے پر بھی نعش مین کسی قسم کا تغیر نہین ہوا تھا۔ رسالہ قطبیہ مین یہ
واقعہ اسی طور پر مذکور ہے مگر عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بانی فتنہ شیوخ عثمانی
تھے جو بوجہ زمینداری کی شرکت کے خود قطب شہید سے نہایت دشمنی اور عداوت رکھتے
تھے اور خانزادون اور اس فقیر کی اولاد سے مدد لیکر نہ صرف مولانا کو بلکہ آپ کے

چچا زاد بھائی حسام الدین کو مع تمام اعزہ کے اور چودھری آصف کو نو ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا اور تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور گھر مین آگ لگا دی اور تمام کتبخانہ کو جلا دیا۔ اور ایسا ہی مآثر الکرام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ملا صاحب سے اُنکو عداوت نہ تھی بلکہ صرف چودھری محمد آصف کی تلاش مین ملا صاحب کے مکان تک پہونچے تھے تو اسقدر ظلم و ستم ملا صاحب اور آپکے بال بچہ پر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی مین نے اپنے بزرگون سے جو واقعہ سنا ہے وہ یہ ہے کہ اصل مین اُنکو چودھری محمد آصف سے زمینداری کیوجہ سے عداوت تھی مگر وہ چودھری صاحب کا مقابلہ بوجہ قطب شہید کی وجاہت اور کثرت طلبہ کے نہین کر سکتے تھے اسلیے اُنھون نے قطب شہید ہی کو شہید کر دینا چاہا تاکہ تمام خطرون سے نجات ہو جائے واللہ اعلم قطب شہید کی شہادت صبح کیوقت ۹ ررجب روز دوشنبہ ۱۱۰۳ھ کو واقع ہوئی رسالہ قطبیہ مین ہے کہ سہالی کے دیگر اعزہ نے کسی قسم کی مدد نہین کی بلکہ اس امر کے خواہشمند ہوے کہ قطب شہید کے اہل و عیال سہالی سے چلے جائین ورنہ کہین ایسا نہو کہ اُنپر پھر حملہ ہو اور ہم مفت مین مبتلاے مصیبت ہون۔ عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خاص قرابت دارونکے دیگر تمام اعزہ کو ملا قطب الدین سے رشک و حسد تھا۔ ملا صاحب کے پاس شہنشاہ عالمگیر کے برابر خطوط آتے تھے جنمین اظہار عقیدت ہوتا تھا یہ امر اعزہ کیلیے زیادہ رشک و حسد کا باعث تھا اور وہ خود بھی اکثر قطب شہید کو دق کیا کرتے قطب شہید بمقتضاے خلق نبوی اُنکے افعال سے قطع نظر فرماتے رہتے اسیوجہ سے ان لوگون نے باوجود قدرت حضرت قطب شہید کو نہ بچایا۔ اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ وہی تھا جو قطب شہید کی زبان مبارک سے شہید ہوتے وقت نکلا تھا کہ "سہالی مین نہ عالم رہیگا نہ ظالم" ان ظالمون کی اسطرح تباہی ہوئی کہ شہنشاہ عالمگیر نے اولاً شاہی فوج کے ذریعہ سے انکو تباہ و برباد کرا دیا جو ظالم شریک واقعہ شہادت تھے وہ روپوش ہو گئے اور بعد تھوڑے زمانہ کے حضرت ملا صاحب کے اہل و عیال کے نام سے جعلی یا اصلی عفونامہ سرکار شاہی مین پیش کیا

ہنوز وہان سے جواب نہین آیا تھا کہ ظالمین ہلاک ہوگئے یہ عجیب امر پیش آیا کہ انمین جو باقی رہے انہین اور اُنکے اعقاب مین نسلاً بعد نسلٍ امراض خبیثہ بطور وراثت اب تک منتقل ہوتے چلے آتے تھے اب ان ظالمون کی اولاد بھی باقی نہین رہی - اور خود مولانا کے بنی اعمام گو اسوقت چین سے سہالی مین رہے مگر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد انھین انصاریون مین سے ایک غیر صحیح النسب شخص نے عروج پاکر اسطرح شرفا پر مظالم کیے کہ سوا ایک گھر کے اور سب نے سہالی کی سکونت ترک کر دی اور اطراف مین منتقل ہوگئے مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ اس پریشانی مین سہالی کے میراثیون نے قطب شہید کے اہل و عیال کی بہت مدد اور دستگیری کی اور جبتک اطمینان نہ ہوگیا اُسوقت تک قطب شہید کے اہل و عیال کو اپنے مکانین پناہ دی اور کھانے پینے کا بندوبست کردیا اسیوجہسے ان میراثیون کی اولاد کے ساتھ قطب شہید کی اولاد ہمیشہ سلوک و مدارت سے پیش آتی رہی اور تقریب شادی و نکاح وغیرہ کے مواقع پر اُنکے اسقدر حقوق مقرر کر دیے کہ کسی دوسرے پرجہ کے نہ تھے اور اسوقت تک سوا بعض لوگون کے ہم سب کے یہانسے یہ حقوق اجداد پر احسان کرنیکے معاوضہ مین مقرر ہین - ان قوالونین سے اکثر ترک وطن کر کے اب بڑے گانون اپنے اجداد کے نانہالی گھر مین چلے آئے ہین اور صرف عاشق میراثی جو انہین سے ایک میراثی کے متبنی ہونیکیوجہسے حسب رواج دیہات اپنے پیشرو کے قائم مقام ہین سہالی مین مقیم ہین - اس زمانہ مین موجودہ میراثیون کے نام حسب ذیل ہین - میان حبیب اللہ - میان محب اللہ - میان محمد شفیع ابنائے میان عبد اللہ قوال اور اُنکے لڑکے میان غلام رزاق اور غلام حضرت پسران حبیب اللہ اور حسنو پسر محب اللہ اور غلام رسول پسر محمد شفیع یہ سب بڑے گانون مین مقیم ہین اور میان عاشق جنکا عقد میان عبد اللہ مذکورہ بالا کی بڑی لڑکی سے ہوا ہے مع اپنے لڑکون محمد صدیق و محمد عمر و محمد عثمان کے سہالی مین مقیم ہین - غلام رزاق اور محمد صدیق کی خرد سال اولادین بھی خدا کے فضل سے ہین -

غلام حضرت اور حسنو اور غلام رسول ور محمد عمر اور محمد عثمان لکھنؤ کے موسیقی کالج مین اپنے علوم و
فنون کو حاصل کر رہے ہین۔ الغرض قطب شہید کی وفات کے بعد جب اطمینان ہوا تو
ملا سعید بن ملا قطب الدین شہید نے اپنے اعزہ کی بیمروتی دیکھکر سہالی سے ترک وطن کا
قصد کیا۔ اور شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے پاس دکن تشریف لیگئے اور اپنے بڑے بھائی
ملا اسعد کی مدد سے جو پہلے سے دکن مین مقیم تھے شہنشاہ عالمگیر سے لکھنؤ کے حکام کے نام
حسب پسند جگہ دیے جانیکا حکمنامہ حاصل کیا اور اسکو لیکر دکن سے سہالی واپس آئے۔ لکھنؤ کے حکام سے ملکر ایک
کوٹھی پسند کی جو محلہ احاطہ چراغ بیگ مین واقع تھی اُس کوٹھی مین ایک فرانسیسی تاجر نیل
رہتا تھا جو اُسکے چلے جانے کے بعد حسب قانون قت نزول ہوگئی تھی بعد کو یہ کوٹھی
اور اسکے متعلق تمام اراضی ملا سعید و ملا اسعد کو فرمان شاہی کی رو سے عطا ہوئی
یہ فرمان اسوقت تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے یہان موجود ہے اور اسمین صرف
ملا سعید اور ملا اسعد کا نام درج ہے چونکہ استاذ الہند اور ملا رضا چھوٹے تھے
اسلیے اُنکا نام درج نہو سکا۔ علاوہ اسکے کچھ زمین علاقہ بھڑایچ و بارہ بنکی مین بھی
خاصکر ملا سعید کو ملی تھی جو نہین معلوم مع سہالی کی زمین کے کسطرح اور کسوقت ملا سعید کی
اولاد کے ہاتھ سے نکل گئی اور اب سہالی مین سوائے ایک چھوٹے باغ کے اور کوئی زمین
اُسوقت کی باقی نہین ہے ملا سعید سہالی سے اپنے تمام خاندان کو اسی کوٹھی مین منتقل کر لائے
یہ کوٹھی اُس زمانہ مین فرانسیسی تاجر کے رہنے کیوجہ سے فرنگی کا محل کہلاتی تھی بعد
کو یہی نام علامت اضافت کے حذف کے ساتھ مشہور ہوگیا اور "فرنگی محل" کہلانے لگا
جسکو بعض تلامذۂ علمائے فرنگی محل نے غلطی سے فرہنگی محل سمجھ لیا۔ اس کوٹھی مین سب لوگ
سکونت پذیر رہے جب اولاد بڑھی اور جگہ کی تنگی ہوئی تو ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ نے اس کوٹھی کے جنوب جانب اور ملا رضا نے شمال جانب اور ملا اسعد کی ولاد
نے اس کوٹھی کے اصطبل کو کھود واکر مکانات بنوا لیے ملا سعید کے صاحبزادے
اسمین رہتے رہے ملا سعید کے چھوٹے صاحبزادے ملا عبد العزیز کا نکاح چونکہ مفتی
مراد کی بیٹی سے ہوا تھا اور اہل و عیال محلہ سوتھائی عـــہ مین مفتی مراد کے یہان قیام پذیر تھے

عـــہ سوتھائی مرکب ہے سوت اور ہاٹ سے یعنے بازار سے چونکہ سوت کا بازار اسی مقام پر تھا اسلیے سوتھائی کہا جانے لگا یہ مقام دستی کے جنوب مین چھوٹی لائن کے دوسرے پل کے متصل غالباً اس جگہ پر تھا جہاں آجکل جوبلی ہائی اسکول کا بورڈنگ اور پولیس ہاسپٹل ہے۔

اسلیے یہ کوٹھی مولانا عبد الحق کا مسکن رہی آپکے بعد آپکے بڑے صاحبزادے ملا محب اللہ
نے اسی کوٹھی کے مغرب مین خود مکان بنوالیا اور اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی جنکو اپنے
بچون سے زائد شفقت سے ملا محب اللہ نے تربیت دی تھی یعنے مولانا انوار الحق قدس
سرہ کو یہ مکان عطا فرمادیا مولانا انوار الحق قدس سرہ مدت العمر اسی مکان مین تشریف
فرما رہے آپکے سامنے ہی آپکے بڑے اور منجھلے صاحبزادون نے اپنے واسطے
علیحدہ مکان بنوا لیے تھے اور صرف دونون چھوٹے صاحبزادے مولانا محمد احمد
اور مولوی عبد الصمد آپکے ساتھ رہتے تھے اسلیے مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی
وفات شریف کے بعد مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ آپکے بڑے صاحبزادے نے چھوٹے
بھائیونکے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے فرشتہ خصال
بزرگ کے شایان شان تھا یعنے مولانا انوار الحق کا جانشین مولانا محمد احمد کو کیا
اور یہ قدیم کوٹھی انھین دونون چھوٹے بھائیونکا مسکن قرار پائی مولانا محمد احمد کے
دو صاحبزادے تھے مولانا محمد حامد اور مولوی خیر اللہ ثانی الذکر لاولد فوت ہوگئے
بڑے صاحبزادے یعنے مولوی حامد صاحب کا عقد اُنکی اکلوتی چچازاد بہن دختر مولوی
عبد الصمد کے ساتھ ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جو میری دادی تھین غرضکہ
مولانا انوار الحق قدس سرہ کی ان دونون صاحبزادون کی یادگار صرف یہی صاحبزادی
تھین مولانا حامد کے انتقال پر مولانا انوار الحق کا تمام متروکہ اثاثہ اور کتب خانہ
اور دیگر تبرکات تقسیم ہوے۔ اور کوٹھی قدیم مولانا محمد حامد کی صاحبزادی یعنے میری
دادی کو اس شرط پر تمام وارثان مولانا انوار الحق نے دی کہ مرمت اور تعمیر جدید
حسب ضرورت دادی صاحبہ یا اُنکے بعد اُنکے ورثہ کرائین اور جب کوئی حصہ دار
اپنا حصہ لینا چاہے تو تمام صرفہ تعمیر و مرمت ادا کرکے بقدر اپنے حصے کے لیلے مولانا
انوار الحق کے مردانہ کمرہ واقع اندرون پھاٹک سمت جنوب مکان مردانہ حضرت
استاذ رحمہ اللہ علیہ جو اب بڑا کمرہ کہلاتا ہے اور جسمین اسوقت بھائی لطائف الرحمن
صاحب رہتے ہین یہ کمرہ مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو انھین شرائط پر دیا گیا۔

ان دونون مکانون بلکہ جمیع متروکات مولانا انوار الحق مین حصص کی تقسیم یون کیگئی کہ نصف میری دادی کا بوجہ دو صاحبزادونکے وارث ہونیکے اور ربع (چوتھائی) مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حفید مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق کی اولاد کا۔ یہ کوٹھی چونکہ بہت بوسیدہ ہو گئی تھی اسلیے میرے والد نے کئی ہزار روپیہ لگا کر نئے سرے سے اسکو بنوایا اور اب ہم بھائیونکے قبضے مین ہے اور میرے والد ماجد کی اولاد اسمین رہتی ہے۔ دوسرے مکانات مین سے اب کوئی مکان سو برس سے زائد کا تعمیر کیا ہوا نہین ہے سنہ ۱۱۰۵ھ مین سہالی سے قطب شہید کی اولاد لکھنؤ آئی اسوقت تک تقریباً دوسو بیالیس سال گذرے ہین خدا کے فضل سے اسوقت تک برابر یہان سلسلۂ علم جاری ہے اور علاوہ دوسرے علما کے آج بھی مدرسۂ عالیۂ نظامیہ اور مجلس موید الاسلام اور اشاعت العلوم کے ذریعہ سے حضرت امام الوقت بحر العلوم ملک العلما مولانا قیام الدین عبدالباری قدس سرہ کے تلامذہ جو قطب شہید ہی کی اولاد ہین تدریس و تالیف سے خدمت علم کر رہے ہین۔ قطب شہید کو اُنکے تسمیہ خوانی کے وقت آپکے نانہالی اعزہ ایک مشہور بزرگ شاہ حمید ابدال کے خدمت مین دعا کی غرض سے لیگئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اسکا پیٹ علم سے اسقدر بھرا ہوا ہے کہ قیامت تک اسکی اولاد سے علم کی اشاعت ہوگی آقائے دوعالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوایوب انصاری اور اُنکی اولاد کے حق مین دعا اسکی اتباع مین سلطان الاولیا حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی مخدوم علاؤ الدین کے حق مین دعا اور شاہ حمید ابدال کی قطب شہید کے حق مین ارشاد کی یہ برکت ہے کہ ملا قطب الدین شہید کے وقت سے لیکر اسوقت تک سلسلۂ علم آپ کی اولاد مین جاری ہے اور ہر وقت مین ایک ایک عالم اس سلسلہ مین ضرور ایسا ہوتا ہے کہ جسکی علمیت اور قابلیت کا سکہ تمام ہندوستان کے طبقۂ اہل علم کے دلون مین بیٹھ جاتا ہے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی کی مدینہ شریف مین حاضری کیوجہ سے ہم بہت کچھ تہیدست ہو گئے ہین

عـہ ادبیۂ ثقافی اولاد مولانا ارحم کا ۱۲

اگر ان پاک دعاؤں در خاصکر قاسم علوم اولین و آخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی محترم اور
مستجاب دعا کیوجہ سے ہم مایوس نہیں ہین اور یقین کرتے ہین کہ

اذا سید منا خلا قام سید   قؤول لما قال الکرام فعول

اللهم لك الشكر والمنة لا استطيع ان اشكرك حسب ما انعمت علينا
الاؤك لا تعد ونعماؤك لا تحصى رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي
انعمت علي وعلى والدي وعلى اجدادي وبني اعمامي ووفقني ان اعمل
صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي وذرية بني اعمامي اني تبت اليك
واني من المسلمين اللهم انك تعز من تشاء وتذل من تشاء
بيدك الخير انك على كل شئ قدير اللهم فاعطنا علما ينفعنا في الدنيا
والاخرة ووفقنا ان نعمل عملا يبلغنا اقصى الدرجات في تلك النشاة
والنشاة الاخرى وصلى الله تعالى على خير خلقه ومظهر لطفه محمد
واله وصحبه وسلم سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله
اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم +

اب مین قطب شہید کے چارون صاحبزادون اور انکی اولاد کے اذکار
باعتبار حروف تہجی لکھتا ہون صرف اول مین حروف تہجی ملحوظ رکھا گیا ہے
اور ہر حرف مین اولاً ملا اسعد کی اولاد اسکے بعد ملا سعید کی اولاد اسکے بعد
استاذ الہند کی اولاد اسکے بعد ملا رضا کی اولاد ذکر کیگئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرف الف

احوال و اولاد ملا قطب شہید

مولوی اسعد بن قطب شہید۔ ملا رحمۃ اللہ مولانا شہید کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ تحصیل علوم سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں فراغت حاصل کی اسکے بعد اپنے وطن سہالی سے شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے پاس دکن تشریف لیگئے وہین آپ کو قطب شہید کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اسکے بعد بھی دکن ہی مین قیام پذیر رہے اور وہین وفات پائی۔ عالم جید اور فاضل عدیم النظیر تھے تمام فنون کے فاضل ماہر تھے اور خاصکر کلام متاخرین مین خاص مہارت تھی حاشیہ قدیمہ علامہ دوانی پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے جسکو مین نے خود مولف موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتبخانہ مین دیکھا ہے یہ حاشیہ ملا موصوف کی مہارت و قوت علمی پر گواہ ناطق ہے۔ رسالہ قطبیہ مین ہے کہ مولانا کو اسقدر ملکہ علم تھا کہ ملا جیون کو ایک مرتبہ مباحثہ مین ساکت فرما دیا۔ بعہد بہادر شاہ اول وفات پائی سنہ وفات کسی کتاب مین نظر سے نہین گذرا۔ مولانا موصوف کے ایک صاحبزادے ملا غلام مصطفےٰ تھے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ ملا اسعد کا عقد قصبہ امرہا ضلع بارہ بنکی کے قدوائیہ مین ہوا تھا۔[عـــہ]

اولاد ملا اسعد بن ملا قطب الدین شہید قدس سرہما

مولوی اسد اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید عالم فاضل فارغ التحصیل نہایت متواضع و زاہد تھے تحصیل علم اپنے چچا مفتی ظہور اللہ صاحب اور اپنے والد ماجد سے کی اور مطالعہ کتب و تدریس مین مصروف رہے۔ شب سہ شنبہ ۳ رمضان المبارک

عــہ یہانتک خیر العمل کی عبارت ہے ۱۲ عــہ یادداشت مولانا نسیم قدس سرہ العزیز ۱۲

۱۲۸۱ھ کو وفات پائی۔ آپکا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق کی دختر سے ہوا جنسے صرف تین صاحبزادیاں باقی رہین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق کے ساتھ ہوا جنکی وفات ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ مین چار صاحبزادونکو چھوڑکر ہوئی۔ دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام یحییٰ بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد سے ہوا۔ چھوٹی صاحبزادی کی شادی ملا مراد اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ کے ساتھ ہوا ملا اسد اللہ صاحب کے تلامذہ مین سے مولانا امیر علی امیٹھوی (شہید معروف) اور مولوی غلام امام شہید حکیم طالب علی لکھنوی منشی سراج الدین لکھنوی وغیرہم ہین۔ (کلھا فی خیر العمل سوی ذکر النکاح)

مولوی محمد اسحاق بن ملا حسن - بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ملا حسن کی رامپوری افغانی بیرونی بیوی سے یہ صاحبزادہ اور اُنکے بھائی مولوی محمد یوسف تولد ہوے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور فارغ التحصیل ہوکے نہایت ذہین و قابل تھے بعد وفات اپنے والد ماجد کے تدریس مین اُنکے قائم مقام ہوے مولانا ولی اللہ کے زمانے مین لکھنؤ تشریف لائے تھے اُنکی قابلیت علمیہ کے مولانا موصوف معترف تھے۔ آپکا عقد رامپور ہی مین ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی یعقوب علی رامپوری اور پانچ صاحبزادے مفتی عبد الواحد مولوی عبد الواحد مولوی عبد الغنی مولوی عبد المجید مولوی عبد الحمید پیدا ہوے۔ ان حضرات کے حالات بوجہ تعلقات نہونیکے معلوم نہوسکے۔

مولوی الٰہی بخش بن ملا غلام یحییٰ خان - بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ مولوی غلام یحییٰ خان کی دوسری بیوی سے جو اجنبیہ تھین صاحبزادے تھے آپنے تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی اور مناصب جلیلہ سرکار انگریزی مین حاصل کیے۔ کانپور مین اقامت اختیار کی چونکہ فرنگی محل سے تعلقات نہین رہے اسلیے مجھکو زیادہ حالات معلوم نہین ہین البتہ اسقدر علم ہے کہ آپ کی وفات کانپور مین ہوئی اور اولاد کانپور مین موجود ہے۔ بلکہ ابھی حال مین مولوی خلیل الدین صاحب تحصیلدار ملیح آباد سے ملاقات ہوئی تھی جو آپکے صاحبزادے ہین اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین اب پنشن لیکر کانپور مین مقیم ہین۔

مولوی اسحاق بن مولوی قطب الدین - بن مولوی غلام یحییٰ خان مذکور۔ کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھین اور حیدرآباد مین وکالت کا امتحان دیا وہین وکالت کرتے ہین۔ آپکا عقد مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن غلام یحییٰ خان کی دختر کے ساتھ ہوا۔

ایک صاحبزادی زوجہ ثالثہ مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضٰے بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد تولد ہوئیں جو لاولد عالم ہیوگی میں حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین مذکورہ بالا۔ آپنے کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھیں۔ حیدرآباد میں وکالت کرتے ہیں آپ کا عقد دختر مولوی نظام الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا۔ ایک دختر زوجۂ ثانیہ مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق قدس سرہ پیدا ہوئیں جو لاولد چند سال ہوئے انتقال کر گئیں

مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے والد ماجد اور چچا مولانا رحمت اللہ اور اپنے دونوں بھائیوں مولوی فضل اللہ اور مولوی مراد اللہ سے کی کبھی کبھی درس بھی دیا ہے۔ لیکن اکثر حصہ عمر کا قرأت قرآن شریف میں صرف فرماتے۔ روزانہ کم از کم ایک قرآن شریف ختم کرتے۔ آپکے صاحبزادہ نے آپکے تصانیف حسب ذیل تحریر فرمائے ہیں۔ شرح خلاصۃ الحساب ترجمہ شریفیہ۔ رسالہ ذکر ولادت شریف۔ رسالہ شہادت نامہ۔ نصائح کی کتاب۔ وعظ کی کتاب اہل تشیع کی رد میں ایک رسالہ جو طبع ہوا تھا مگر عمدگی کیوجہ سے میسر نہیں آتا انتہی ماکتبہ ابنہ ایک زمانہ ہوا جبکہ میرا سن بیس بائیس سال کا تھا مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے مولفات مجھکو بھی دکھائے تھے جنکی تحریر انکی تحریر و نکی طرح منقحا درست تھی اور غالبًا یہ مولفات مولود شریف اور شہادت نامہ تھے۔ مولوی احمد اللہ کی شادی مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی منجھلی صاحبزادی سے ہوئی جن سے دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے مولوی عظمت اللہ صاحب و مولوی برکت اللہ صاحب پیدا ہوئے۔ دونوں صاحبزادیوں میں بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا جنکا انتقال ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ میں ہوا اُنکی اولاد کا تذکرہ بعد کو آئیگا۔ دوسری صاحبزادی کا نکاح ملا عبد الحمید بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الحکیم نبیرۂ ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خورد سال چھوڑکر طاعون میں انتقال کر گئیں اور وہ لڑکی بھی بعد ان کے انتقال کر گئی۔ مولوی احمد اللہ کے صاحبزادوں کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی احسن اللہ بن مولوی غلام یحییٰ بن ملا غلام محمد بن ملا غلام دوست محمد بن ملا احمد

عـــہ مولوی الیاس صاحب نے دوسرا عقد کاکوری میں کیا تھا لڑکی دوسری زوجہ سے تھیں پہلی بیوی لاولد فوت ہوگئیں ۱۲ عنایت

ین قاضی غلام مصطفیٰ۔ آپ نے کتب درسیہ پڑھیں اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدت تک درس قرآن دیتے رہے۔ رجب ۱۳۱۸ھ میں لاولد وفات پائی۔ سیاسیات سے بڑی دلچسپی تھی۔ اخبارات کے بہت شائق تھے۔ مذہبی جوش بہت زائد تھا۔ نہایت متین بزرگ تھے۔ ایک زن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا مگر اولاد نہیں ہوئی۔

اولاد ملا سعید بن قطب شہید

مولوی احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت اسی دن ہوئی جسدن قطب شہید کی شہادت ہوئی۔ تحصیل علم اپنے عم نامدار ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور بعد فراغت تدریس مین مشغول رہے۔ اسکے بعد آپکو فیوضات باطنیہ کیجانب توجہ ہوئی اور شیخ الوقت راس العشاق اعلیحضرت سید السادات سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور اذکار و اوراد مین مشغول ہوئے ریاضات شاقہ اور چلہ کشی شروع فرمائی۔ بعض چلون مین صرف چند چھوارون پر بسر فرماتے اور بعض چلون مین صرف آدھی روٹی تناول فرماتے رہے تاکہ حجابات آپکے قلب صافی سے اٹھ گئے اور اسرار آپ پر منکشف ہونے لگے۔ آئندہ ہونے والے امور آپ پر ظاہر ہوجاتے کبھی کشف مین غلطی نہوتی۔ بعض اوقات اول شب سے عبادت شروع فرماتے نصف شب تک عبادت فرماتے۔ اسکے بعد آپ پر کیفیت کا غلبہ ہوتا کہ گھر سے نکلکر جنگل مین چلے جاتے۔ ذات پروردگار کے غیب مین غائب ہوجاتے اور فنائی اللہ ہوجاتے اسی حالت مین ایک مرتبہ جنگل مین تشریف لیگئے اور آپکے تلامذہ بھی اسلیے آپکے ہمراہ ہولیے کہ دیکھین حضرت کہان جاتے ہین۔ ان لوگون نے دیکھا کہ حضرت ہو اللہ بلند آواز سے کہتے ہوئے آبادی سے نکل گئے اور وہان آواز سنی کہ حضرت سے کہا جا رہا ہے۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى آپنے نعلین مبارک اتار دین اور تیزی سے چلکر نظرون سے غائب ہوگئے۔ ساتھیونکو ہمراہ جانیکی ہمت نہوئی۔ آپکے مکاشفات و کرامات بہت ہین۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف ہین جنمین سے بعض یہ ہین۔ شرح سلم العلوم جو ۱۲۳۶ھ مین تمام ہوئی۔ اس شرح کی ایسی کوئی دوسری شرح سلم کی نہین ہے مشکلات و مغلقات متن کا حل اسمین پورے طور پر کیا گیا ہے۔ حواشی میر زاہد ملا جلال۔ حواشی میر زاہد شرح مواقف۔

مین نے یہ کتابین دیکھی ہین اور انسے نفع حاصل کیا ہے۔ علوم ظاہری مین تبحر ہونیکے علاوہ علوم باطنی
بھی اعلےٰ ماہر تھے۔ سنت نبوی کے سخت پابند تھے امرِ حق ظاہر فرمانے مین کسی سے خوف نہ فرماتے
آپ کی وفات ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۷ھ کو بروز جمعہ واقع ہوئی۔ آپنے اپنی وفات کی خبر پہلے سے
کئی مرتبہ دیدی تھی جب آپکے چھوٹے بھائی ملا عبد العزیز کی وفات ہوئی آپ نماز جنازہ
پڑھنے کھڑے ہوے۔ سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھسے اور عبد العزیز سے وعدہ ہوا ہے
کہ دو برس کے بعد اُنسے ملونگا۔ ایک دن ایک بزرگ شاہ محمدی نے جو بڑے عابد زاہد تھے
حضرت سے عرض کیا کہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا ہے کہ حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ کا انتقال ہو گیا۔ آپنے فرمایا کہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اُنکے قائم مقام کا انتقال ہوگا۔
حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہوگا اور مشہور ہے کہ
جمعہ کے دن اگر حج ہو تو حج اکبر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہان یہ حج بعضونکو روح اور بدن
دونون سے نصیب ہوگا اور بعضون کو صرف روحی حج ہوگا۔ سبب وفات آپ کا یہ ہوا کہ
آپ پر (حسب معمول) ایک شب کیفیت جذبیہ طاری ہوئی اور اُسمین آپ اپنے
مکان کی بلند چھت سے صحن مین گر پڑے اُسکی وجہ سے تمام بدن مبارک پر سخت صدمہ پہونچا
جو کوئی پرسان حال ہوتا تو سوا لفظ اللہ کے زبان مبارک سے کچھ نہ ارشاد فرماتے اسی
حالت مین ہفتہ سے لیکر جمعہ تک مریض رہے اور جمعہ کے دن (یوم الحج مین) وفات پائی۔
قبر مبارک شہر لکھنؤ مین ہمارے محلے والون کے مقبرہ (باغ مولوی انوار صاحب) مین
زیارت گاہ اور باعث برکت ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کرامات آپ کی بعد
وفات بھی جاری ہین۔ علمائے فرنگی محل مین مشہور ہے کہ ملا عبد الحق کی شرح سلم کی سب سے
پہلی شرح ہے اُسکے متعلق ایک قصہ بھی مشہور ہے جو احوال علمائے فرنگی محل مین ذکر ہے
مین نے شرح سلم کو دیکھا ہے اُسمین جابجا قاضی مبارک کی تردید کی ہے اور اُنکی شرح
کا حوالہ ہے اسلیے بظاہر قاضی کی شرح سب سے پہلی شرح ہے واللہ اعلم صاحب عمدۃ الوسائل
نے آپ کی کرامات کثیرہ بیان کی ہین صاحب سائل قطبیہ نے مولانا عبد العزیز صاحب
جنازہ کے متعلق ایک واقعہ او تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ کہ دونون بھائیون مین حیات
بعد الموت کے متعلق مباحثہ تھا مولانا عبد العزیز صاحب بعد موت اسیطرح حیات کے قائل

عہ یہانتک خیر العمل کا بلفظہ ترجمہ ہے ۱۲ منہ

جسطرح زندگی مین۔ مولانا عبدالحق صاحب اسکے منکر تھے جب مولانا عبدالعزیز کے جنازے کی نماز پڑھانے حضرت کھڑے ہوے تو چوتھی تکبیر مین بہت تاخیر ہوئی۔ سلام کے بعد لوگون نے تاخیر کا سبب دریافت کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بھائی (عبدالعزیز) کو مین نے دیکھا کہ اپنے جنازے کی نماز خود پڑھ رہے ہین اور مجھ سے کہہ رہے ہین کہ دیکھیے میری زندگی اور موت یکسان ہے، مین نے اُنسے کہا کہ واقعی تمھارا ہی کہنا صحیح ہے اسلیے تاخیر ہوئی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دو عقد ہوے پہلا عقد سہالی مین شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین انصاری سہالوی کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ ملا محب اللہ اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین ایک صاحبزادی ملا حسن بن قاضی غلام مصطفی بن ملا اسعد سے بیاہی گئین۔ دوسری صاحبزادی ملا یعقوب بن ملا عبدالعزیز آپ کے بھتیجے سے بیاہی گئین۔ مولانا عبدالحق کے دوسرے عقد سے دو صاحبزادے مولانا انوار الحق اور مولانا ازہار الحق پیدا ہوے۔ یہ دوسری زوجہ شیوخ بجنور کے خاندان سے شیخ امام الحق ابن شیخ ضیاء الحق صدیقی لکھنوی کی بیٹی تھین۔

مولوی انوار الحق ابن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید ابن قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ انسانی کمالات کے جامع، صفات ملکوتیہ کے حامل، صاحب کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ تھے مولف اغصان نے اپنی کتاب اغصان اربعہ کا ایک خاص باب حضرت کے کرامات کے بیان مین علیحدہ کر دیا ہے اور اسمین آپ کے حالات تفصیلی مع آپ کے کرامات کے ذکر کیے ہین۔ مین یہان پر بالاجمال و مختصراً حوالہ قلم کرتا ہون۔ اغصان سے جزئیات بالتفصیل معلوم ہوسکتے ہین۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بچپنے مین اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مین تربیت پائی اور اُنکے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ اُسی زمانے مین ایک مرتبہ بہت سخت علیل ہوے اور لوگون کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔ آپ کی دادی جو اُسوقت زندہ تھین اُنھون نے آپ کے والد کو آپ کے نازک حالت کی خبر دی آپ کے والد ماجد نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا اُسکے بعد سر اُٹھاکر فرمایا کہ گھبراہٹ کی بات نہین ہے۔ اُنکو صحت ہوجائیگی اور عمر طبعی تک پہونچینگے اور مقربان خدا مین سے ہونگے مخلوق اُنسے فائدہ حاصل کریگی اُسکے بعد فوراً ہی آثار صحت ظاہر ہونے لگے۔ جب عمر شریف بارہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے رحلت فرمائی۔ آپ کی تربیت و تعلیم کیجانب آپ کے بڑے بھائی مولوی محب اللہ نے توجہ فرمائی والد ماجد کی رحلت کے وقت مولانا کی عمر مبارک کا یہ ذکر اغصان کے بعض نسخون مین ہے

اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر سترہ برس کی عمر میں بیعت کی
اور آپ کے والد کے انتقال کیوقت آپ کا سن اُنیس سال کا تھا اور آپ کتب درسیہ کی تحصیل سے
اپنے والد ماجد کے سامنے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی روح سے مناسبت
تامہ تھی اکثر خواب میں اُنکی زیارت ہوتی اور اُنکی روح مبارک سے فیض حاصل فرماتے اور
فرماتے کہ والد ماجد کی روح میں جو قوت پاتا ہوں دوسرے اولیاء اللہ کی روحوں میں وہ
قوت نہیں پاتا ہمیشہ حضرت میری تربیت کی جانب متوجہ رہتے ہیں اور مجھکو امور تصوف کی
تعلیم فرماتے ہیں میرے لیے اللہ نے حضرت ہی کو میرا شیخ الطریقۃ اور مرشد مقرر کر دیا ہے
ارشاد فرمایا کہ میں ابتدائً بیعت لینے میں احتیاط کرتا تھا اور اجازت کا منتظر تھا جب
میرا سن پچیس سال کا ہوا میرے قلب پر انوار تجلیات ظاہر ہونے لگے اور میرے سینے پر
رموز الٰہی منکشف ہو گئے جنسے میں کبھی متحیر ہو جاتا اور کبھی ڈر جاتا تھا ایک مرتبہ روحانیت
حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا میں نے حضور سے عرض حال کیا
اور خطرات کے دفعیہ کیلیے عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ شیطانی خطرات راہ حق میں پیش نہیں
آتے اسکے بعد دست مبارک میرے سینے پر رکھدیا اُسیوقت تمام شکوک وشبہات
جاتے رہے اور اہل اللہ کا طریقہ مجھپر واضح ہو گیا میں حضرت شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت میں گیا جو حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اُنسے میں نے اپنا
خواب ذکر کیا۔ موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قلب قوی رکھیے آپکو روحانیت حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل ہوئی ہے۔ اور ارشاد خلق کیجانب توجہ فرمائیے۔ اُسکے
بعد بھی مجھے جرات ارشاد خلق کی نہیں ہوتی تھی یہانتک کہ دوبارہ جمال جہان آرائے
نبوی کی زیارت ہوئی اور ارشاد عالی ہوا کہلے انوار تمکو اجازت ارشاد خلق کی ہے اسکے
بعد جو شخص بیعت کیلیے میرے پاس آتا میں اس سے کہتا کہ درود شریف کی کثرت کرو
اگر حضور انور سے تمکو بیعت کی اجازت ہو گی تو میں تمکو بیعت میں داخل کر لونگا
جس شخص کو اجازت ہو جاتی اور مجھکو بھی حضرت سے اجازت اسکی تعلیم کی ہوتی تو میں اسکو
تعلیم دیتا ورنہ واپس کر دیتا پھر اُسکے بعد حضور انور سے اجازت عام حاصل ہو گئی اور
یہی ارشاد فرماتے تھے کہ جب میری تربیت کی جانب میرے بڑے بھائی ملا محب اللہ
صاحب

حضرت سید ساداتؒ حضرت میر موصوف خلیفہ تھے حضرت میر سید اسمٰعیل بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ موصوف

متوجہ ہوے وہ اکثر علوم ظاہری کی جانب مشغول ہونیکی نصیحت فرماتے اور مین اُنکے حکم کی تعمیل مین علوم ظاہری کیجانب متوجہ بھی رہتا مگر میرا قلب اُس جانب توجہ نہین کرتا تھا کیونکہ اُسکو اسرار باطن کیجانب زیادہ توجہ تھی یہانتک کہ مین نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کر لی بعض کتب ملا احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید سے پڑھین اور بعض ملا حسن بن قاضی غلام مصطفی بن ملا اسعد بن قطب شہید سے پڑھین۔ اور مطولات شاہجہانپور جاکر مولانا بحر العلوم عبد العلی سے پڑھین۔ علم ظاہری کی تحصیل کے زمانے مین بھی علم باطن کی تکمیل کو مقدم رکھتا تھا اسیوجہ سے میرے قلب کو کتب معقولات کیجانب توجہ نہین ہوتی تھی آپ کی عادات شریفہ مین سے یہ تھا کہ بعد نماز صبح قرآن شریف و دلائل الخیرات و دیگر وظائف کی تلاوت فرماتے نماز تہجد اور نماز اشراق و ضحٰے وغیرہ کبھی ترک نہ فرماتے ظہر کی نماز کے بعد باغ مین جہان آپکے والد ماجد کا مزار ہے تشریف لیجاتے اور عشا تک وہان تشریف فرما رہتے۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان خاموش و مراقب رہتے اور ذکر کہی فرماتے بعد نماز عشا گھر تشریف لاتے اور تھوڑا قرآن پڑھتے اُسکے بعد کھانا نوش فرماتے اور اُسکے بعد آرام فرماتے۔ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور صبح تک ذکر و عبادت فرماتے اپنی حیات بھر خدمت علم ظاہری و باطنی مین مشغول رہے۔ اور ہمیشہ ارشاد خلق و اخذ بیعت فرماتے رہے یہانتک کہ آپکے دست مبارک پر بیشمار و بے تعداد لوگون نے بیعت کی وفات شریف ۲۶ شعبان سنہ ۱۲۳۶ھ واقع ہوئی۔ آپنے دو عقد فرماے تھے جن سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان یادگار چھوڑین۔ آپ کی پہلی بی بی ملا احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید کی صاحبزادی تھین۔ جنسے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ملا نور الحق ملا علاؤ الدین ملا اسرار الحق پیدا ہوے۔ صاحبزادی کا عقد مولانا ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز برادر مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا یہ صاحبزادی مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھین مولانا انوار صاحب کی دوسری بیوی شیوخ مفتی گنج سے نجابت علی شاہ صاحب صدیقی کی ہمشیرہ تھین جنسے تین صاحبزادیان اور دو صاحبزادے ملا محمد احمد و ملا عبد الصمد پیدا ہوے۔ صاحب خیر العمل نے صرف دو صاحبزادیون کا ذکر کیا ہے تیسری کا ذکر غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ ان تینون صاحبزادیون سے ایک صاحبزادی کا

ع اول حال سے لیکر یہانتک بلفظہ خیر العمل کا ترجمہ ہے ۱۲ عنایت

عقد اپنے چچازاد بھائی ملا ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد محلہ مفتی گنج لکھنؤ میں شیخ مقبول علی بن شیخ جعفر علی کے ساتھ ہوا تیسری صاحبزادی کا عقد ملا صفدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا عبدالحق سے ہوا جو لا ولد فوت ہوگئیں

تنبیہ ـ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مولانا کی عمر مولانا عبدالحق کی وفات کے وقت بارہ سال کی تھی لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ مولانا کے خلیفہ اور نواسہ حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا برہان الحق صاحب مرید و نبیرۂ مولانا کا بیان وہی ہے جو اغصان کے مطبوعہ نسخوں میں لکھا ہے یعنے انیس سال کا سن میں نے قلمی نسخوں میں اغصان کے یہی سن دیکھا ہے ـ مگر مجھکو تعجب ہے کہ محققین بارہ سال کی روایت سے کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ـ یہ یقینی امر ہے کہ مولانا کو اپنے والد ماجد سے بیعت تھی خواہ وہ کسی سن میں ہو یقیناً وہ سن تمیز تھا جس سن میں روایت حدیث معتبر ہو اور جس میں فضل صحابیت ثابت ہوتا ہے جس سن میں امیرالمومنین امام الاولیا ابوالائمہ مولی علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایمان لائے تھے اگر اس سن میں ایمان درست نہیں ہے تو بیشک بیعت تو بھی درست نہ ہوگی ـ مولانا عبدالاعلی بن مولانا عبدالعلی بحرالعلوم رسالہ قطبیہ میں تحریر فرماتے ہیں میرا از مولوی عبدالحق مولوی انوار الحق عالم عارف مرید او انتہی" اغصان الانساب جسکا مصنف اغصان اربعہ کے مصنف کا ہمعصر اور خود مولانا انوار الحق کا دیکھنے والا ہے اسمیں بعض حالات مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ تحریر ہے ـ مولوی محمد انوار الحق فاضل کامل کتب درسیہ از والد ماجد خود خواند و استفادہ بہم رسانیدہ مرید و خلیفۂ والد ماجد انتہی ـ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کا نام حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے باتباع اغصان احمد انوار الحق لکھا ہے مگر خیر العمل میں انوار الحق تحریر ہے اور اسی نام کی مہر میں نے مولانا کی کتابوں میں دیکھی ہے اور خود دست مبارک سے فقیر انوار الحق لکھا ہوا دیکھا ہے ـ

مولوی ازہار الحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید ـ (ازہار بفتح ہمزہ ہے) مولانا کے والد ماجد نے انکو اور انکے بھتیجے یعنے اپنے پوتے ملا مبین کو مولانا عبدالعلی بحرالعلوم کے

عہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سات برس کی عمر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں عروہ بن زبیر سے بروایت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا مروی ہے ـ نیز عبداللہ بن جعفر طیار اور سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین علیہما السلام سے بیعت لینا بعض کتب حدیث میں مروی ہے جیسا کہ طبرانی نے معجم کبیر میں امام محمد الباقر سے روایت کیا ہے ۲

سپرد کیا تھا۔ مولانا عبدالحق کی حیات مین اور اُنکے بعد بحرالعلوم سے پڑھتے رہے۔ شرح جامی تک پہونچے تھے کہ مولانا بحرالعلوم شاہجہانپور چلے گئے اور وہان حافظ رحمت خان والی شاہجہانپور نے سو روپیہ تنخواہ مقرر کردی۔ اسلیے مولانا ازہارالحق نے کتب درسیہ متوسطات اور مطولات اصول و معانی مولانا احمد حسین بن ملا رضا سے اور ہدایہ اور مسلم ملا حسن سے پڑھین۔ اُسکے بعد شاہجہانپور جاکر مولانا بحرالعلوم سے بقیہ کتب پڑھکر مولانا ہی سے فاتحۃ الفراغ پڑھکر مہارت علمی حاصل کی۔ عنفوان شباب ہی سے نہایت صالح اور متقی تھے۔ شاہجہانپور سے لوٹ کر مدت تک درس تدریس مین مصروف رہے اُسکے بعد ضلع رائے بریلی مین تشریف لیگئے اور وہان درس دیتے رہے۔ شاہ لعل نقشبندی سے بیعت فرمائی اور طریقہ مراقبہ اور اذکار و حبس نفس اُنھین سے حاصل فرمائے اُسکے بعد وطن واپس آکر اپنے دونون بھتیجون مولانا نور صاحب اور ملا علاءالدین صاحب ابناے مولانا انوارالحق کو لیکر مولانا عبدالعلی بحرالعلوم کے پاس گئے اور مولانا ہی کے ساتھ بوہار[عہ] چلے گئے اور وہان مدت تک اصول فقہ اور دیگر علوم کا درس دیتے رہے جب آپ کے بھتیجے تحصیل علم کر چکے اُنکو لیکر وطن واپس آئے اور یہان تدریس مین مصروف رہے یہانتک کہ مولانا کے صاحبزادے ضیاءالحق عین جوانی مین دریا مین غرق ہوگئے۔ مولانا کو اس جوانا مرگی کا سخت صدمہ ہوا اور مہلک امراض مین مبتلا ہوگئے یہانتک کہ فالج مین مبتلا ہوکر بعمر ستر سال وفات پائی۔

مولانا کا پہلا نکاح بحرالعلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی ظہورالحق[عہ] (علاوہ مولوی ضیاءالحق کے جنکے غرق ہونیکا اوپر ذکر ہوا) اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی حیدر بن ملا مبین پیدا ہوے۔ مولوی ظہورالحق اور مولوی حیدر صاحب کے اذکار آگے آتے ہین مولوی ازہارالحق کی دوسری زوجہ قصبہ سید نپور ضلع بارہ بنکی کے صدیقی خاندان سے تھین جو لاولد فوت ہوئین۔

مولوی اسرارالحق بن مولانا انوارالحق۔ بڑے ماہر فقہ تھے اپنے بڑے بھائی مولانا نورالحق صاحب و ملا مبین صاحب سے شرف تلمذ تھا۔ اور فاتحۃ الفراغ ملا مبین سے پڑھا تھا، اپنے والد کی حیات مین انتقال کر گئے۔ آپ کا عقد سہالی مین شیخ عبدالوہاب بن شیخ عظیم الدین انصاری کی دختر سے ہوا جنسے دو لڑکیان اور ایک صاحبزادے ملا امین الحق پیدا ہوے۔

عہ بوہار ضلع بردوان صوبہ بنگال کا ایک مشہور قصبہ ہے ۱۲ عنایت عہ یہانتک بلفظہ خیرالعمل سے نقل ہے ۱۲ عنایت

مولوی اسرار الحق صاحب کی ایک صاحبزادی مولوی محمد شائق بن مولوی عبد الرب مشائخ
نبیرۂ ملا رضا کو بیاہی گئیں جو لاولد فوت ہو گئیں۔ دوسری کا نکاح مفتی گنج میں شیخ حسین بخش
ابن شیخ جعفر علی بن شیخ مبارک علی کیساتھ ہوا۔ جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئیں
مولوی شائق کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی امین الحق بن مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید
کتب درسیہ اپنے نامور چچا مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق قدس سرہما سے پڑھکر فارغ التحصیل
ہوئے۔ مدت العمر تدریس میں مصروف رہے۔ آپکا عقد شیخ رعایت اللہ بن شیخ عزیز اللہ لکھنوی
انصاری کی دختر سے ہوا۔ جنسے صرف ایک صاحبزادی یادگار رہگئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد
مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن کے ساتھ ہوا۔ حضرت استاذ
رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ میری دادی اور دیگر کبیر السن بیبیوں کی زبانی روایت بیان کرتی
ہیں کہ مولوی امین الحق صاحب کے ایک صاحبزادے محمدی میاں بھی تھے جنکا عقد شیوہ
لکھنؤ میں ہوا تھا مگر عقد کے ایک سال کے بعد وہ لاولد فوت ہو گئے۔ اُنکی بیوہ ابھی تھوڑے
زمانے تک موجود تھیں جنسے ہمشیرہ صاحبہ خود بھی ملی تھیں۔ تعجب ہے کہ اُنکا ذکر کسی تذکرہ
میں یہانتک کہ مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مولوی محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہما۔ آپنے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نور الحق
سے کی۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے۔ اور اخذ بیعت و ارشاد
خلائق فرمانے لگے۔ اپنے والد ماجد کے اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ وفات آپکی یوم یکشنبہ
۱۵ صفر [illegible]ھ میں ہوئی آپکے دو صاحبزادے مولوی محمد حامد مولوی خیر اللہ اور ایک
صاحبزادی تھیں جو مولانا رحمت اللہ صاحب کو بیاہی گئیں اُنکے تذکرے آگے آئینگے
آپ کا عقد مولانا عبد القدوس صاحب بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔

مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ کتب درسیہ
اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم اور حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر
فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم و فاضل تھے خاصکر حساب و مساحت و فارسی میں مہارت
کاملہ تھی۔ حافظ قرآن تھے۔ تجوید قاری پیر محمد سے سیکھی۔ عابد مرتاض تھے۔ آپکی

سے سہو ہے حال ولادت دختری مع ذکر نکاح اور ذکر فاتحہ الفراغ شبیر العلل میں ہیں ۱۲ منہ سے تحصیل علم کے ذکر کے علاوہ تمام

شادی مولوی نظام الحق صاحب بن مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کی صاحبزادی سے ہوئی جو لاولد فوت ہوگئیں۔ دوسری شادی سید مرتضےٰ بجنوری کی صاحبزادی سے ہوئی جنسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد شیخ محمد شفیع بن شیخ محمد رفیع رسولوی ساکن لکھنؤ سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑکر فوت ہوگئیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ مہدی حسن بجنوری کے ساتھہ ہوا جو ایک خورد سال لڑکی چھوڑکر وفات پاگئیں۔ چاروں صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی فضل الحق۔ مولوی ضیاء الحق۔ مولوی منہاج الحق۔ مولوی ممتاز الحق۔ مولوی امان الحق کا انتقال ۱۹ ربیع الاول سنہ۱۳۱۵ھ میں ہوا۔ آپ کی تصانیف کے نام مجھے معلوم نہ ہوسکے

مولوی امتیاز الحق بن ملا لمعان الحق بن ملا برہان الحق بن ملا فخر الحق بن ملا انوار الحق۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات تک پڑھکر علم طب حاصل کیا۔ اب حیدرآباد میں بسلسلہ ملازمت سررشتہ طبی میں ملازم ہیں۔ عقد آپ کا مولوی یعقوب بن مولوی عیسےٰ کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا سعید الحق چھوڑکر وفات کرگئیں۔ سعید الحق انگریزی حاصل کررہے ہیں اور اپنے چچا مولوی شمس الحق صاحب کے پاس حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

مولوی محمد اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا محب اللہ کی دوسری بیوی سے پیدا ہوے۔ آپکے والد آپ کی صغر سنی میں وفات پاگئے تھے۔ آپکی اور آپکی حقیقی ہمشیرہ کی پرورش بڑے سوتیلے بھائی ملا مبین صاحب نے کی۔ اور انسے ہی تحصیل علم کرکے فارغ التحصیل و فاضل مستعد ہوے۔ انواع علوم کا درس دیتے تھے۔ آپ سلطنت میں عہدہ دار تھے۔ آخر میں جب آپ کو ضعف بصارت لاحق ہوا تو اپنے پوتے مولوی عیسےٰ صاحب کو اپنا قائم مقام کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ آخر میں آپکی بصارت جاتی رہی تھی کہ بغیر دوسرے کی اعانت کے چلنے پھرنے سے معذور رہتے تھے۔ آپ کا عقد اپنی ماموں زاد بہن ہمشیرۂ شیخ محمد شائق صدیقی سے ہوا۔ جنسے آپکے ایک صاحبزادے مولوی یوسف تھے جنکا ذکر آگے آئیگا

مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید۔ آپنے تمام کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور چچا مولوی ولی اللہ اور مولانا مبین بن

عہ خیر العمل ۱۲ عنایت

ملا مبین بن ملا محب اللہ سے پڑھین۔ نوبت تدریس کم ہوئی۔ آپ کے تصانیف مین سے بعض
کتب درسیہ پر حواشی اور حسن القصص و تاریخ الخلفا اور ریاض المسلمین ہین۔ احسن القصص
مطبع منشی نولکشور مین چھپ گئی ہے۔ آپ نے سنہ ۱۳۰۲ھ مین انتقال کیا اور باغ مولوی انوار صاحب
مین دفن ہوے۔ آپ کی شادی ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی لڑکی سے
ہوئی جنکا انتقال بمرض ہیضہ ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہوا۔ تین صاحبزادے پیدا ہوے بڑے
صاحبزادے مولوی عتیق اللہ عالم شباب مین وفات پاگئے۔ منجھلے صاحبزادے مولوی
مجیب اللہ اور چھوٹے مولوی محب اللہ تھے۔ سب کے اذکار بعد کو آئینگے۔ مولوی احسان اللہ
صاحب کو حضرت مولانا عبد الوالی صاحب سے اور اُنکے صاحبزادون کو حضرت مولانا
عبد الرزاق صاحب سے بیعت تھی۔ مولوی احسان اللہ صاحب نے ایک زن اجنبیہ سے نکاح
کیا تھا مگر ان بیوی سے کوئی اولاد باقی نہین ہے۔

مولوی انعام اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکور۔ آپ نے تمام کتب درسیہ اپنے
نامور والد اور اپنے خسر مفتی محمد یوسف صاحب اور مشہور مناظر مولانا لطف اللہ صاحب
غازی پوری سے پڑھین۔ مگر نوبت درس تدریس نہین ہوئی۔ سرکار انگریزی مین عہدہ
ڈپٹی کلکٹری حاصل کیا۔ پنشن لیکر خانہ نشین ہوگئے تھے۔ آپ زبردست شاعر بھی تھے
انعام تخلص فرماتے تھے۔ میرزا علی صبا شاگرد آتش سے تلمذ تھا۔ دیوان غیر مطبوعہ مرتب
موجود ہے۔ آپ کی دو شادیان ہوئین۔ پہلی بی بی دختر مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر بن مفتی ابو الرحم
تھین۔ جنسے ایک صاحبزادے مولوی اکرام اللہ صاحب پیدا ہوے۔ دوسری شادی
قصبہ جلگور ضلع بارہ بنکی مین شیخ امید علی بن شیخ محمد علی کی لڑکی سے ہوئی۔ اُنسے ایک
لڑکی زوجہ مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ پیدا ہوئین۔ مولوی انعام اللہ صاحب
کا انتقال رجب سنہ ۱۳۲۱ھ مین ہوا۔ بیوہ حیات ہین اُنکی لڑکی جوانی مین انتقال کرگئی
مولانا کے تصنیفات سے تکملہ اغصان اربعہ و رسالہ سفینۃ النجاۃ در حالات حضرت مولانا
عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ مین نے دیکھے ہین۔ علاوہ اسکے ایک دیوان اردو بھی یادگار ہے
مین نے مولوی انعام اللہ صاحب کو دیکھا ہے بزرگان فرنگی محل مین میت سے اُن
زائد خلیق اور منکسر المزاج اور خوش طبع اور عالی قدر المراتب مزاح کرنیوالا کسی کو نہین دیکھا

۱۵ صفر سنہ ۱۳۴۷ھ بروز جمعہ موصوفہ کا انتقال ہوگیا ۱۲

اُنسے ملنے والا کوئی شخص بھی ایسا نہوگا جسکو سبقت سلام کی نوبت ہوئی ہو، ہمیشہ چھوٹے بڑے سب سے سبقت سلام خود فرماتے، نہایت بے مثل بزرگ تھے، مولوی انعام اللہ صاحب نے دو بیرونی عورتون سے بھی عقد کیے تھے جنمین سے ایک سے متعدد اولادین بھی ہوئین مگر زندہ نہین رہین۔ دوسری بیوی بھی لاولد فوت ہوگئین۔

مولوی افہام اللہ بن مولوی انعام اللہ مذکورہ بالا، آپنے تمام کتب درسیہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین، استاذ رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ حمد اللہ مولانا عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی۔ مگر خیر العمل مین تصریح ہے کہ آپنے فاتحۃ الفراغ خود مولف خیر العمل یعنی استاذ الاساتذہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے، جید علما مین سے تھے آپکی قوت علمیہ اور ذہانت کے مولانا عین القضاۃ بہت مداح تھے، دیگر علما بھی آپ کی توصیف کرتے تھے، ہمیشہ خدمت علم مین مصروف رہے، ایک زمانہ تک صوبہ مدراس کے ضلع ویلور مین بھی بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے اور وہان بھی تدریس مین مصروف رہے، اُسکے بعد حکومت اعلیحضرت نظام مین مدرس مقرر ہوے اور گلبرگہ شریف مین حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب سجادہ کو درس دیتے تھے، آخر مین علیل ہوکر وطن واپس ہوے، اور بعمر چھتیس سال ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ مین اپنے والد کی حیات مین وفات پائی، آپ کی تالیف مین سے حاشیہ قطبی ہے جو مطبع مصطفائی مین چھپا تھا اور حاشیہ شرح عقائد نسفی اور حاشیہ خیالی اور رسالہ افہامیہ اور رسالہ فی تحقیق الروح ہے مین نے حاشیہ خیالی دیکھا ہے جو مولف کی قوت علمی پر دلالت کرتا ہے، افسوس یہ تالیف موصوف کی ناتمام رہگئی، آپنے طب بھی حکیم حافظ عبد العلی صاحب بن حکیم محمد ابراہیم بن حکیم محمد یعقوب کشمیری سے حاصل کی تھی، نہایت حاذق طبیب تھے، اسکے علاوہ موصوف شاعر بھی تھے آپ کی شادی شیخ سعادت علی صاحب ابن شیخ ہدایت علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جو لاولد ابتک حیات ہین، مین نے مولوی افہام اللہ صاحب کو دیکھا ہے نہایت نیک طبع اور متین اور سنجیدہ اور خاموش عالم تھے، اُنکو اور اُنکے والد ماجد دونون کو مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔

مولوی افضال اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکور، آپنے کتب درسیہ اور علم طب کی تحصیل فرمائی مگر اتفاق تدریس نہین ہوا عرصہ تک فیض آباد مین بہو بیگم کے مقبرے کے مہتمم رہے اُسکے بعد اکبرپور مین ملازم ہوگئے، آپ کا نکاح امیٹھی مین حاجی فضل علی مرحوم بن

حاجی محمد عبدالعلی بن عنایت علی بن مسیح الزمان کی لڑکی سے ہوا جو لاولد فوت ہوئین، مولوی افضال اللہ صاحب رجب ۱۳۲۶ھ مین لاولد فوت ہوے، مولوی افضال اللہ صاحب نے ایک بیرونی بیوی سے بھی عقد کیا تھا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھین جنکا عقد امیٹھی مین ہوا تھا مگر یہ صاحبزادی عالم جوانی مین اپنے والد ماجد کے روبرو لاولد انتقال کر گئین۔

مولوی اکرام اللہ بن مولوی سلام اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکور، تحصیل علم اپنے چچا مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے شروع کی تھی، اور متوسطات تک پڑھا تھا کہ عین عالم شباب مین بمرض ہیضہ لاولد انتقال کیا، عقد انکا انکی چچا زاد بہن مولانا ولی اللہ کی دختر کلان سے ہوا تھا جو عالم بیوگی مین تقریباً ساٹھ سال سے زائد تک حیات رہین اور رجب ۱۳۳۱ھ مین بعارضۂ ہیضہ انتقال کر گئین ان کو حضرت مولانا عبدالوالی صاحب سے بیعت تھی

مولوی امین بن ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبدالحق، آپ نے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی، والد کی خاص توجہ آپ کی طرف تھی، ہر کتاب درسی پر حواشی واضحہ محض آپ ہی کی تعلیم کیواسطے لکھے تھے، آپ کا نکاح ملا عیسٰے بن ملا یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، مگر عنفوان شباب مین ایک لڑکا چھوڑ کر ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ مین انتقال کر گئے، لڑکے کا بھی بعد کو انتقال ہو گیا، بیوہ لاولد ۱۳۲۶ھ تک زندہ رہین۔

مولوی محمد ابراہیم بن ملا علی محمد بن ملا معین مذکور، کتب درسیہ جناب مولانا عبدالباسط بن مولانا عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن ملا جمال الدین سے اور مولانا عبدالرزاق سے پڑھین، مسجد فرنگی محل مین عرصہ تک وعظ دیتے رہے، حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور اجازت تھی بعد وفات پیر و مرشد ہجرت کر کے مدینہ منورہ علےٰ صاحبہا الف الف تحیۃ مین مع اپنے لڑکون کے سکونت اختیار کر لی، اور وہین ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مین انتقال ہوا، آپ کی شادی مولانا فخر الدین نبیرۂ ملا قدرت اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی، جنسے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، لڑکی نا کتخدا انتقال کر گئی، مولوی ابراہیم صاحب کے بڑے فرزند مولوی محمد عظیم عرف مولوی محمد بشیر صاحب اور چھوٹے مولوی محمد کریم صاحب تھے۔

مولوی احمد حسین بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق، تحصیل

علوم اپنے والد اور دیگر علماء سے کی حافظ اور عالم فاضل صالح تھے، عین جوانی مین ۱۲۶۷ھ مین ۲۷ صفر کو وفات پائی، آپ کا عقد ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی لڑکی سے ہوا، تین صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ ایک صاحبزادی مولوی صفی اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کو دوسری مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر کو منسوب ہوئین دونون لاولد انتقال کر گئین تیسری صاحبزادی کا عقد منشی بہاء الدین صاحب کاکوروی ڈپٹی کلکٹر کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادیان اور تین صاحبزادے ہوے بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا اُنکا ذکر آگے آئیگا، دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری مین منشی نظم الدین حیدر کے ساتھ ہوا جو دو خردسال لڑکیان اور ایک خردسال لڑکا نصر الدین چھوڑکر ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مین انتقال کر گئین منشی بہاء الدین صاحب کے تینون صاحبزادے منشی ضیاء الدین حیدر اور منشی محمد حسین عرف ممو میان اور منشی نظام الدین حیدر ہین سے ہر ایک نے انگریزی تعلیم کیجانب توجہ کی اور امتحان انٹرنس مین کامیابی حاصل کرنے کے بعد ملازمت سرکاری کر لی اور معقول تنخواہون پر اسوقت ملازم سرکار ہین، مولوی نظام الدین حیدر صاحب اس سال حیدرآباد مین اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت مقرر ہوے ہین۔ مولوی ضیاء الدین صاحب جھانسی مین متعین ہین، اور مولوی محمد حسن صاحب بنارس مین انسپکٹر آبکاری ہین، تینون بھائی نہایت متین اور سنجیدہ اور سمجھدار ہین، مولوی ضیاء الدین صاحب کا عقد اُنکے چچازاد بھائی کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا رضاء الدین اور ایک خردسال لڑکی چھوڑکر وفات پاگئین۔ لڑکا انگریزی بی۔ اے مین پڑھ رہا ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب کا عقد خانبہادر منشی تاج الدین صاحب جج مرحوم کی لڑکی سے ہوا جنسے ایک لڑکا حیدر حسن موجود ہے مولوی محمد حسن کی بیوی دائم المرض ہین اسلیے اُنسے اب امید اولاد نہین ہے، مولوی نظام الدین صاحب کا عقد مولوی محمد ہاشم کاکوروی کی دختر یعنی منشی تاج الدین کی ہمشیرزادی سے ہوا، ابھی تک کوئی اولاد نہین ہے، منشی بہاء الدین صاحب کی بیوی یعنے ان صاحبزادون کی والدہ ابتک بفضل خدا بقید حیات ہین، منشی بہاء الدین کا انتقال ۱۳۰۸ھ مین ہوا۔

مولوی افضل حسین بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر ملک العلما، آپنے تحصیل علم کچھ اپنے والد ماجد سے اور بقیہ ملا عبد الحلیم صاحب بن ملا امین اللہ صاحب بن ملا اکبر صاحب سے کی، سرکار نظام سے

ع مولوی افضل حسن کی ان بیوی کا رمضان ۱۳۰۳ھ مین انتقال ہوا ۱۲

مولانا ظہور علی صاحب کا منصب و رجاگیر انکے اور انکے بھائی کے نام مقرر ہو گیا تھا اسی سلسلہ مین حیدرآباد مین مقیم رہے، ۱۳۱۵ھ مین حیدرآباد مین انتقال ہوا، اور حضرت شاہ یوسف قادری کے مقبرہ مین اپنے والد ماجد کے پاس جو فتح دروازہ حیدرآباد مین واقع ہے دفن ہوئے، آپ نہایت خلیق، متواضع تھے، اور اپنے امکان بھر کسی حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین فرماتے تھے، میرے بڑے بھائی مرحوم فرماتے تھے کہ اعزائے حیدرآباد مین مین نے موصوف سے زیادہ کسی کو ہمدرد اور ذی اخلاق نہین پایا، آپ کو سرکار نظام سے افضل العلما کا خطاب بھی تھا۔ آپ کا پہلا نکاح فرنگی محل مین مولوی احمد حسین بن ملا حیدر کی لڑکی سے ہوا جو لاولد رمضان ۱۲۵۳ھ مین انتقال کر گئین، دوسرا نکاح حیدرآباد مین آپکی چچا زاد بہن ملا نور الحسنین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئین، صاحبزادی کا عقد شاہ سید بہاء الدین عرف اللہ والے میان بخاری کے ساتھ ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیان پیدا ہوئین جنکی شادیان ہو گئی ہین اور صاحب اولاد ہین، اللہ والے میان کا انتقال ہو چکا ہے، مولوی افضل حسن کی سب اولاد حیدرآباد مین مقیم ہے اور وہین انکے شادی بیاہ ہوتے ہین، مولوی افضل حسن کے صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی احمد حسن عرف غوثو میان۔ مولوی محمد حسن عرف ممو میان۔ مولوی حامد حسن عرف حامو میان۔

مولوی احمد حسن عرف غوثو میان بن مولوی افضل حسن افضل العلما مذکور، کتب درسیہ مولانا عبد الباقی صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ سے متوسطات تک پڑھین، بوجہ صرع کے دورون کے تعلیم سے کنارہ کش ہونا پڑا، اب حیدرآباد مین خانہ نشین ہین، آپکے دو صاحبزادے حبیب حسن اور اسد حسن عرف حسن میان اور تین صاحبزادیان ہین، لڑکونکے اذکار اپنی اپنی جگہ پر مسطور ہین، لڑکیان خورد سال ہین۔

مولوی اسد حسن بن مولوی احمد حسن بن مولوی افضل حسن افضل العلما مذکورہ بالا، کتب درسیہ ابتدا سے لکھنؤ مین مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھ رہے ہین، اس سال ہدایہ اور صحیحین، حمد اللہ اور مسلم اور قاضی و بیضاوی کا درس ہو رہا ہے، اس سال انشاء اللہ تحصیل علم سے فراغت حاصل کرینگے، لکھنؤ یونیورسٹی سے مولوی اور عالم اور فاضل کا امتحان پاس کیا ہے، خدا کے فضل سے ہوشیار، سمجھدار اور ذہین ہین۔ مولانا حیدر

اولاد پسری مین اب صرف یہی بچہ قریب الفراغت تحصیل علم ہے اللہ تعالٰے اسکو علم وافر عطا فرمائے
اور اپنے نامور اجداد کا قائم مقام کرے، تاہنوز یہ متاہل نہین ہین۔

مولوی انوار الدین انوار اللہ بن مولوی ظہور اللہ بن مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علے بن ملک العلما ملا حیدر، متوسطات کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اُسکے بعد حیدر آباد ورس گئے، مولوی نور الحمید صاحب کی لڑکی سے عقد ہوا، ایک خورد سال لڑکا اور دو خورد سال لڑکیان موجود ہین۔ خدا سب کو با اقبال کرے۔

مولوی حافظ ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ حافظ قرآن وعالم تھے، عالم شباب مین انتقال کیا، تحصیل علم آپنے اپنے بڑے بھائی مولانا عبد القدوس صاحب سے کی تھی، آپکے دو عقد برادری مین ہوے تھے جنسے اولاد نہین ہوئی تیسری بیرونی بیوی تھین جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جو حضرت شاہ غلام نقشبند کے خاندان مین شیخ امام الدین کو منسوب ہوئین، مولوی ابو الفضل کی پہلی بیوی شیخ سمیع اللہ بلجی لکھنوی کی دختر تھین دوسری بیوی شیخ سمیع اللہ بن شیخ ولی اللہ کی صاحبزادی تھین۔

مولوی ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، آپ حافظ وعالم باعمل تھے، ہمیشہ گوشہ نشین اور یاد الٰہی مین بسر فرمائی، نوبت تدریس نہین ہوئی، آپ کا عقد مولانا انوار الحق بن ملا احمد عبد الحق قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا، ایک صاحبزادہ حضرت مرشدنا مولانا عبد الوالی قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا جمال الدین بن ملا علاء الدین یعنے والدہ حضرت مولانا عبد الرزاق قدس سرہ چھوڑکر وفات پائی۔

مولوی مفتی احمد المعروف بہ ابو الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، حافظ قرآن تھے، اپنے والد ماجد سے تلمذ تھا، مگر فاتحۃ الفراغ اپنے بڑے بھائی مولوی عبد القدوس سے پڑھا، ایک مدت تک درس دیتے رہے تمام علوم مین مفتی صاحب کو ملکہ حاصل تھا، خاصکر کتب فقہ مین بڑی مہارت تھی، نواب سعادت علیخان کے زمانہ مین مفتی عدالت مقرر رہے، نواب صاحب موصوف کو مفتی صاحب کی دیانت وامانت پر پورا بھروسہ تھا، بیعت آپکو شیخ العصر سید عبد اللہ بغدادی سے تھی، مفتی صاحب موصوف صاحب باطن بھی تھے آپنے دو صاحبزادے مولوی اکبر اور مفتی اصغر اور ایک صاحبزادی چھوڑین، صاحبزادی کی شادی شیخ عبد الرحیم لکھنوی کے ساتھ ہوئی، جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الغفور پیدا

ہوئے جو فاضل و صالح ہیں، اغصان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا ابوالرحیم کے دو نکاح ہوئے پہلی بیوی سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جو مولوی عبدالسلام بن مولوی عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کو بیاہی گئیں، دوسرے نکاح سے ایک صاحبزادی والدہ مولوی عبدالغفور صاحب رحمہ پیدا ہوئیں، مولوی عبدالغفور کے ایک بھائی مولوی عبدالحلیم بھی تھے جو جوانی میں انتقال کر گئے مولوی عبدالغفور کی اولاد ابتک موجود ہے، شیخ محمد بشیر مرحوم و شیخ محمد شہید صاحب ساکنان دوگانوان شیخ عبدالغفور صاحب کے صاحبزادے ہیں اور صاحب اولاد ہیں، مولانا ابوالرحیم کی پہلی بیوی ملک غلام حسین ملجی بن ملک غلام مصطفٰی کی ہمشیر تھیں، دوسری بیوی محلہ دوگانوان شیوخ صدیقی کے گھرانے کی تھیں۔

مولوی محمد اکبر بن مفتی ابوالرحیم مذکورۂ بالا حافظ قرآن تھے، تحصیل علوم اپنے والد سے کرکے فراغت حاصل کی، صفائے باطن و طریقہ تصوف حضرت سیدنا سید شاہ غلام علی نبیرہ حضرت سید السادات بانسوی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا، اور مرتبہ جذب تک پہنچ گئے تعلقات دنیاوی قطع کرکے تادم وفات گوشہ نشین و عبادت گذار رہے، کذا فی خیر العمل، آپ کا نکاح مفتی ظہور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، جنکا ذکر آگے آئیگا، ایک صاحبزادہ مولوی امین اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ اولی مولوی ظہور علی صاحب بن ملک العلما ملا حمید چھوڑ کر وفات پائی، مولوی اکبر صاحب کی زوجہ کا انتقال ۲۹ جمادی الاخری ۱۲۶۵ھ کو ہوا۔

مولوی امین اللہ بن ملا محمد اکبر مذکورہ بالا، حافظ قرآن تھے، کتب درسیہ اپنے چچا مفتی محمد اصغر اور اپنے نانا مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھکر فراغت حاصل کی، مفتی ظہور اللہ صاحب اپنے فتووں کا جواب مولوی امین اللہ صاحب سے لکھواتے تھے، نہایت مستعد عالم تھے، تمام کتب درسیہ پڑھا کر زواہد ثلثہ اور مسلم اور توضیح تلویح، شرح وقایہ پر حواشی ہیں، حواشی شرح جامی اور شرح ضابطہ تہذیب اور شرح فصول اکبری مستقل تصانیف ہیں، وفات آپکی یوم شنبہ ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۲۵۳ھ میں ہوئی، آپ کی شادی ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفٰی بن ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مولانا عبدالحلیم والد صاحب خیر العمل یادگار چھوڑے جنکا ذکر بعد کو آئیگا۔

مولوی محمد اصغر بن مفتی ابوالرحیم بن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن تھے، تحصیل علم اپنے والد ماجد

عہ یہانتک سوائے ذکر فاتحۃ الفراغ کے سب خیر العمل سے منقول ہے ۱۲ اغصان عہ خیر العمل ۱۲ اغصان ۱۲

ملا مبین سے فرما کر فارغ التحصیل ہوئے، تمام علوم میں خاصکر فقہ اور اصول فقہ میں مہارت تامہ تھی، صورت و سیرت دونوں نہایت حسین تھے، مختلف کتب درسیہ پر آپکے حواشی ہین، آپ مفتی عدالت تھے، شنبہ ۲۹ رجب ۱۲۵۵ھ مین وفات پائی، آپکی شادی ملا علاء الدین بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مفتی محمد یوسف صاحب جنکا ذکر آگے آتا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین، صاحبزادی کا عقد اپنی پھوپھی زاد بھائی ملا عبد الرحیم بن ملا عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد فوت ہوگئین۔

مولوی ابو محمد بن مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر مذکور، تحصیل کتب عربیہ کی نوبت نہین آئی اور نہ موصوف نے نکاح کیا، بسلسلہ ملازمت پولیس ہمیشہ وطن سے باہر رہے ایک مرتبہ وطن آئے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی، آخر سنہ مین وطن سے باہر لا ولد انتقال کیا۔

مولوی محمد ایوب بن مفتی محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر، آپنے کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اور مولانا کی سند حاصل کی اور بعد تکمیل مدرسہ مین عرصہ تک درس دیتے رہے اسکے بعد گھر پر درس مین مصروف ہین، حاشیہ سنن ابی داؤد اور تکملہ عمدۃ الرعایہ لکھنا شروع کیا ہے مجموعۂ فتاوے کی ترتیب جدید بھی آپنے دی ہے، آپکی والدہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی ہین آپکی شادی دختر مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق سے ہوئی جنسے چار صاحبزادے محمد احمد عبد الحی و محمد اصغر و محمد یعقوب و محمد مہدی اور دو لڑکیان ہین عبد الحی انگریزی پڑھ رہے ہین باقی خورد سال ہین خدا سب کو صاحب علم و اقبال کرے۔

مولوی محمد ادریس بن مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم مذکورہ بالا، حفظ قرآن کے بعد تحصیل علوم مدرسہ عالیہ نظامیہ مین کی اور سند مولانا حاصل کی، بعد فراغت تحصیل طب مدرسہ تکمیل الطب کی، اور وہان سے سند طب حاصل کی، اسکے بعد پنجاب کی یونیورسٹی سے فاضل کا امتحان پاس کیا، دو سال کے بعد انٹرنس کے امتحان مین کامیابی حاصل کی، نوبت تدریس کم آئی ہے، کچھ زمانہ تک مدرسہ نظامیہ مین درس دیا ہے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد سے مطبع کے کام کیطرف متوجہ ہین، انکی شادی سال گذشتہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ مین ہمشیرہ مولوی انیس احمد صاحب کا کوروی اڈیٹر اخبار حقیقت کے ساتھ ہوئی ہے، خدا اولاد

عه خیر العمل ۱۲ عنایت

صالح عطا فرمائے۔

اولاد استاذ الہند

ابو الاکرم مولوی محمد اکرم بن شمس العلما ملا محمد نعیم بن ملا عبد الحکیم بن سلطان العلما ملا عبد الرب بن بحر العلوم ملک العلما مولانا عبد العلی بن استاذ الہند ملا نظام الدین بن قطب شہید تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی بعد فراغت تدریس کیجانب متوجہ رہے، عالم فاضل تھے اپنے والد ماجد کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے، شعبان ۱۳۱۱ھ میں اپنے والد ماجد کے روبرو وفات فرما گئے، آپ کا عقد اول آپکی چچا زاد بہن یعنی ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الحکیم کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو دو صاحبزادے مولوی محمد اعلم اور مولوی محمد اسلم صاحب کو چھوڑ کر شعبان ۱۳۰۱ھ میں وفات پا گئیں، اسکے بعد دوسرا عقد مولوی اکرم صاحب کا اُن بیوی کی چھوٹی ہمشیرہ سے ہوا جو لاولد اب تک حیات ہیں۔

ابو العلم مولوی محمد اعلم بن مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن ملا عبد الحکیم۔ آپ حفظ قرآن بعد تحصیل علم کر رہے تھے کہ عنفوان شباب میں بعارضہ دق اپنے دادا کے روبرو تا کتخدا ۱۳۱۵ھ میں وفات پا گئے۔

ابو السلم مولوی محمد اسلم بن ملا محمد اکرم بن شمس العلما ملا محمد نعیم۔ آپ کی ولادت ۴ ربیع الا ۱۲۹۷ھ کو ہوئی حفظ قرآن کے بعد کتب فارسیہ اپنے والد ماجد سے اور ابتدائی درسیات نحو وصرف و کچھ فقہ اپنے نامور جد امجد سے پڑھے اور انھیں کے دست مبارک پر اول صغر سنی میں اور دوبارہ ۱۳۱۶ھ میں بیعت کی اور موصوف سے تمام سلاسل و علوم اجازت حاصل کی موصوف کی وفات کے بعد حسب ارشاد اُنکے صاحب سجادہ اور جانشین ہوئے۔ کتب متوسطہ اپنے دونوں ماموں شمس العلما ملا عبد المجید اور شمس العلما مولوی عبد الحکیم صاحب سے پڑھیں، اپنے دادا کی وفات کے بعد دو مرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور شیوخ حرمین سے اجازت حدیث حاصل کی کچھ زمانہ تک رامپور میں قیام اختیار فرمایا اور وہاں بقیہ کتب درسیہ و حدیث کی تکمیل مولانا محمد شاہ صاحب رامپوری اور مولانا شعیب الدین صاحب تلمیذ فاضل خیرآبادی سے کی اور فاتحۃ الفراغ پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں قیام اختیار فرمایا، تدریس و تالیف میں مصروف ہیں، حسب ذیل کتب آپکی مولفہ

المعلم ترجمۂ تعلیم المتعلم۔ عمدۃ الفرائد ترجمۂ عقائد۔ ترجمۂ عربی کبرے۔ ترجمۂ اردو شرح فقہ اکبر مولانا بحر العلوم التعلیق الاظہر علے الاصغر۔ حاشیہ صحیح بخاری وحاشیہ مشکوۃ وحاشیہ ضابطۂ تہذیب وحاشیہ مختلطات قطبی۔ وحاشیۂ شرح عقائد جلالی ودہ رسالہ درصلوۃ تسبیح وصلوۃ الحاجۃ وصلوۃ التوبہ و رسالہ تہجدیہ اور لوازم الاحناف للاسلاف علے الاخلاف اور الاصول البہیہ فی علم الاحادیث النبویہ۔ آپ کا عقد اولاً کاکوری مین مولوی قیام الدین بن حافظ وجیہ الدین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے جنکا نام ابو المرشد محمد عارف معز الدین تھا تولد ہوے، ان بیوی نے ان بچے کی پیدایش مین انتقال کیا اور چند ماہ کے بعد ان صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا اسکے بعد دوسرا عقد مولوی صاحب موصوف کا مولوی افضل الدین بن مولوی شیخ امیر الدین کاکوروی کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اسوقت ماشاء اللہ چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی موجود ہین، لڑکی کا عقد کاکوری مین مولوی معروف الدین بن مولوی نظام الدین بن حافظ وجیہ الدین کیساتھ ۱۳۲۶ھ مین ہوا ہی جنسے ایک لڑکی اس سال محرم مین پیدا ہوئی ہے۔ مولوی محمد اسلم صاحب کے صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین ابو المنتصر مولوی محمد کامل ابو الفخر مولوی محمد ناصر ابو الفاخر مولوی محمد انور ابو الطیب مولوی محمد اطہر ابو محمد غوث محی الدین ابو القاسم جنید عبد القادر۔ مولوی محمد کامل کا ذکر آگے آئیگا محمد ناصر نے اس سال حفظ قرآن شریف سے فراغت حاصل کی ہے بقیہ خرد سال ہین، خدا سب کو صاحب علم کرے۔

ملا ابو الحسن محمد صالح بن مولوی محمد جامع بن ملا محمد نافع بن بحر العلوم مولانا عبد العلی بن استاذ الہند بن قطب شہید۔ عالم فاضل قابل علما مین سے حافظ قرآن فارغ التحصیل تھے کتب درسیہ آپنے ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم سے پڑھین، درس و تدریس مین بھی مصروف رہے، تمییز الکلام فی بیان الحلال و الحرام، حلال و حرام جانورونکے بیان مین آپکی تصانیف مین مطبوعہ موجود ہے^عہ^۔ اسمین مولانا عبد الحلیم صاحب کی رد ہے۔ آپ کا عقد مولانا عبد الحکیم صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، ہر چند اولاد کثرت سے ہوئی مگر کوئی زندہ نہ رہی آخر مین آپنے لاولد ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۸۲ھ مین انتقال کیا۔ آپ کی بیوی نے عمر کثیر پائی آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

عـه خیر العمل ۱۲ عنایت

اولاد ملّا رضا ابن قطب شہید

مولوی احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید، اکابر علما اور اعاظم اذکیا مین سے تھے، تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین بن قطب شہید سے کی، مدت العمر درس تدریس و احیاء مراسم دین مین مشغول رہے، ایک صاحبزادے ملا سعد الدین اور تین صاحبزادیان چھوڑکر وفات پائی، ایک صاحبزادی لاولد فوت ہوئین اور دوسری کی شادی سہالی مین شیخ عبد الوہاب بن شیخ حسام الدین کے ساتھ ہوئی، جنسے ایک لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہین ہوئی تیسری صاحبزادی کی شادی حضرت مولانا انوار الحق صاحب سے ہوئی، جو مولانا نور الحق و ملا علاء الدین و ملا اسرار الحق کی والدہ تھین، شیخ عبد الوہاب کی لڑکی ملا اسرار الحق ہی کو بیاہی گئین، یہ شیخ عبد الوہاب ملا احمد حسین کے ہمشیرہ زادہ تھے، اور قطب شہید کے بنی اعمام مین سے تھے، ملا سعد الدین کا ذکر آگے آئیگا ملا احمد حسین گو فارغ التحصیل عالم جید تھے مگر میری نظر سے آپکی تالیفات کا تذکرہ کسی کتاب مین نہین گذرا۔

مولوی امداد حسین بن مولوی عبد الکریم بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید، اپنے دادا کے ننہال سہالی ضلع بارہ بنکی مین مقیم ہین۔ تحصیل علم کا ذرا بھی اتفاق نہین ہوا، زمیندارانہ وضع ہے، اب فرنگی محل سے تعلقات بھی منقطع ہین، نکاح بھی ہوا ہے مگر کچھ معلوم نہین کہ کے اولادین ہین، پندرہ برس ہوئے جب ملاقات ہوئی تھی، اُسکے بعد اتفاق ملاقات بھی نہین ہوا۔

مولوی ارادت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ۔ یعنے میرے بڑے بھائی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے۔ آپنے متوسطات تک کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اُسکے بعد علم طب حاصل کیا، اکثر مریض رہتے ہین، طلب معاش کی جانب متوجہ ہین، اور مطب کرنا شروع کیا ہے طب مین عملی کام اچھا کرتے ہین۔

حرف الباء

مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ نبیرۂ ملا اسعد بن قطب شہید۔ مولوی صاحب کا جو تذکرہ موصوف کے بھتیجے مولوی عزت اللہ بن ملا عظمت اللہ صاحب نے

عہ یہانتک خیر العمل سے منقول ہے خیر العمل مین مولانا انوار الحق کی زوجہ کا تذکرہ سہواً چھوٹ گیا ہے ۱۲ عنایت

حاشیہ مسلم الثبوت مطبوعہ کے شروع مین کیا ہے اسکا ملخص تکملۃ الغیر انبی جناب تسنیم کے تعبیر حسب
ذیل ہے، مولوی صاحب ممدوح کی ولادت شعبان ۱۲۹۶ھ مین ہوئی، قرآن شریف
پڑھنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی تھی کہ آشوب چشم مین مبتلا ہو گئے اور باوجود
معالجہ مین کوشش کے کسیطرح مرض دفع نہوتا تھا، آپکے چچا ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ
نے فرمایا کہ اگر انگریزی چھوڑ واکر قرآن شریف حفظ کرایا جائیگا تو انشاء اللہ مرض جاتا رہیگا
آپکے والد نے اسکا وعدہ کیا اللہ نے صحت عطا فرمائی۔ اسکے بعد قرآن شریف حفظ کرنا شروع
کیا اور چار برس مین حفظ کر لیا اسکے بعد کتب درسیہ پڑھنا شروع کیے بعض کتب ملا افہام اللہ بن
ملا انعام اللہ سے اور بعض کتابین اپنے بڑے بھائی ملا عظمت اللہ صاحب اور حضرت استاذ
رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین۔ مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب رحمہما اللہ کے ہاتھ پر
ممدوح نے مرض الموت مین بیعت کی اور سلاسل قادریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ اور مصافحہ
وغیرہا کی ممدوح سے اجازت اور اجازت اخذ بیعت کی بھی حاصل کی مولانا عبد الرؤف کے
انتقال کے بعد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ مین تجدید بیعت کی اور سلسلہ
چشتیہ اور مسلسلات احادیث کی اجازت حاصل کی مدرسہ نظامیہ مین علوم عربیہ اور فارسی کا
ایک زمانہ تک درس دیتے رہے۔ فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے فارسی کی شاعری مین خواجہ
عزیز الدین صاحب مرحوم اور اردو کی شاعری مین ملا انعام اللہ بن ملا ولی اللہ اور منشی امیر احمد
مینائی سے تلمذ تھا۔ (ایک دیوان اردو کا طبع ہو چکا ہے بقیہ مرتب موجود ہے) حسب ذیل
مولفات ہین۔ حاشیہ قطبی و میر قطبی و حواشی شروح سلم حمد اللہ و ملا حسن و حواشی سلم العلوم
و حاشیہ میبذی و حاشیہ مراح الارواح و حاشیہ شرح جامی و حاشیہ کافیہ و حاشیہ اخوان الصفا
و حاشیہ تاریخ الخلفا و حاشیہ حسامی و خلعت رحمانی فی احوال الشیخ الجیلانی۔ بکاء العینین فی
شہادۃ الحسنین، اور ترجمہ تذکرۃ الاولیا ترجمہ درۃ الناصحین ترجمہ غنیۃ الطالبین ترجمہ شرح
وقایہ ترجمہ جواہر خمسہ ترجمہ فصوص الحکم رسالہ میلاد شریف رسالہ اذکار خلفا، حاشیہ مسلم الثبوت
حواشی پنج گنج زبدہ و زنجانی و صرف میر و ضریری و تہذیب و شرح تہذیب و کبری و مختصر المیزان
والیسا غوجی و قال اقول و قدوری و غنیۃ المستملی و شرح اسباب و مختصر المعانی و نفحۃ الیمن و شرح
فصول اکبری و حاشیہ رشیدیہ و غیر ذلک ترکناہا خوفا للاطناب انتہی ما ذکرہ ابن اخیہ
مولوی برکت اللہ کا انتقال ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ کو ہوا آپ کا عقد اولا شیخ فدا حسین صدیقی

دگانوی کی دختر سے ہوا جو پوری ایک سال کے بعد ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ھ کو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد مولوی صاحب کا قصبہ سید نپور ضلع بارہ بنکی مین ہمشیرۂ قاضی بنیاد حسن بن قاضی محمد حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی فرحت اللہ اور تین خورد سال لڑکیان چھوڑ کر اپنے شوہر کی وفات سے چند ماہ پیشتر انتقال کر گئین یہ لڑکے اپنے چچا کے زیر سایۂ عاطفت اپنی دادی کے ساتھ غازیپور مین مقیم ہین۔ مولوی برکت اللہ صاحب جنگ عظیم کے سلسلہ مین ایک برس تک گورنمنٹ کے حسب الحکم بلا خطا و قصور نظر بند رہے اس اثنا مین بہرائچ مین مقیم رہے۔

مولوی محمد بشیر الموسوم بہ مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد ابراہیم نبیرۂ ملا معین نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ متوسطات کے ختم تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے چچا مولانا عبد الباقی صاحب مدظلہم سے پڑھے، حدیث کی اجازت علماء حرمین سے حاصل کی تجوید بھی مکہ معظمہ مین سیکھی نہایت خوش لحن قاری ہین، اپنے والد ماجد کے ساتھ حجاز چلے گئے تھے اُنکے انتقال کے بعد وطن واپس ہوے، تھوڑے عرصے کے بعد پھر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ حاضر ہوے وطن واپس ہونیکے بعد فکر معاش کی جانب توجہ فرمائی کلکتہ کی بڑی مسجد مین امام و خطیب مقرر ہوے تقریباً دس سال وہان قیام کے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور سرکار نظام سے تنخواہ مقرر ہو گئی اب وہین مقیم ہین۔ بالطبع بہت فیاض واقع ہوے ہین خاصکر عرب کے باشندون سے حسب حیثیت بہت کچھ سلوک فرماتے ہین، اجازت ارشاد آپ کو جناب مولانا عبد الرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ عقد آپ کا تمبور ضلع سیتاپور مین شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی محمد مقیم اسوقت موجود ہین۔

مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید، ولادت محرم سنہ ۱۲۱۲ھ مین اپنے نامور جد امجد کی حیات مین ہوئی، تحصیل علوم سے ۱۹ سال کی عمر مین فراغت حاصل فرمائی (تمام کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھین تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد کی حیات ہی مین سلسلۂ تدریس شروع فرما دیا ایک عرصہ کے بعد) زیارت و حج کے ارادہ سے سفر فرمایا اور حج و زیارت سے سنہ ۱۲۵۲ھ مین مشرف ہو کر وطن واپس ہوے چند سال کے بعد سنہ ۱۲۶ھ مین دوبارہ حج و زیارت کے واسطے روانہ

ہوئے مکہ شریف پہونچے تو زمانہ حج نکل چکا تھا، دوسرے سال حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور تین سال تک مدینہ منورہ مین قیام فرمایا۔ مفتی مکۂ مکرمہ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے حرمین سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وطن واپس آ کر خدمت علم باطنی و ظاہری مین عمر بسر فرمائی انسانون کے علاوہ اجنہ بھی آپ سے پڑھتے تھے، اوصاف حسنہ اور صفائی باطن حسن سیرت تواضع اور دیگر صفات حسنہ مین اپنے زمانہ مین بعد مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنا نظیر نہین رکھتے تھے، مین نے آپکے کرامات اپنے والد ماجد اور بھائی صاحب مرحوم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سُنے ہین، میری دادی آپکے اشغال و اذکار کے قصص بیان کرتی تھین، نہایت پاکیزہ سیرت بزرگ تھے، بیعت آپکو اپنے جد امجد مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی تجدید بیعت اپنے پھوپھی زاد بھائی اور مرشد کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی، وفات شریف ۷ رجب ۱۲۸۶ھ مین ہوئی، عقد آپکا آپکے ماموں زاد بھائی ملا محمد یوسف بن مولانا محمد اسحاق مذکورۂ بالا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی امان الحق اور مولوی لمعان الحق یادگار رہین، کتب درسیہ پر متفرق حواشی آپکے مولفات مین سے ہین۔

مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نبیرۂ ملا محمد رضا بن قطب شہید۔ ابتدائی کتب اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین عالم شباب مین ۱۲۸۲ھ مین لاولد اپنے والدین کے روبرو انتقال کیا۔ راقم الحروف کے حقیقی چچا تھے، آپ کا عقد اولاً آپ کی چچازاد بہن یعنے مولوی نقیر اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئین، دوسرا عقد مولوی محمد عظیم اللہ بن مولانا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد عالم بیوگی مین تقریباً ساٹھ سال حیات رہکر ۱۳۴۳ھ مین انتقال کر گئین۔

حرف الثاء المثلثہ

مولوی ثناء اللہ بن مولوی محب اللہ نبیرۂ ملا نعیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ آپنے کتب ابتدائی مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھین اسکے بعد حیدرآباد اپنے والد ماجد کے پاس چلے گئے۔ اور وہان انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرنس پاس کیا۔ اسکے بعد وطن واپس آئے اب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین مدرس ہین، نہایت نیک و جوان صالح ہین، وعظ اچھا کہتے ہین

عہ اول سے لیکر یہانتک سوائے ہلالی الفاظ کے شجرۂ اجمل سے نقل ہے ۱۲ عنایت عفی عنہ

آپ کا عقد ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ مین شیخ زاہد حسین بن قاضی ہادی حسن کی صاحبزادی سے ہوا جن سے سال گذشتہ ایک لڑکی تولد ہوئی ہے خدا اولاد نرینہ بھی عطا فرمائے ۔

حرف الجیم

مولوی جمال الدین احمد بن مولانا علاؤ الدین احمد بن حضرت مولانا انوار الحق نبیرہ ملا سعید بن قطب شہید۔ ولادت شریف اپنے نانا مولانا بحر العلوم اور دادا مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہما کے حیات مین ہوئی کتب درسیہ اپنے چچا مولانا نور الحق سے ختم فرماکر اکابر علما مین سے ہوئے تھوڑے زمانہ تک وطن مین قیام فرمایا مزاج ترکانہ تھا ایک مذہبی مناقشہ کیوجہ سے ترک قیام وطن ترک فرماکر والد ماجد کے پاس مدراس چلے گئے اور سلسلہ تدریس جاری فرمایا اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے اور حسب معمول آپکے نانا مولانا بحر العلوم کا مدرسہ آپکے سپرد کر دیا گیا اور وہان آپنے درس دینا شروع فرمایا خارج از مدرسہ نواب محمد غوث خانصاحب بالقابہ کو جو اسوقت ولیعہد تھے اور بعد کو نواب ہوگئے آپ درس دیتے تھے مولانا نہایت سخی اور ذی استعداد عالم تھے۔ ہر جمعہ کو مسجد شاہی مین وعظ فرماتے۔ طریقہ باطنی مین آپکو اپنے والد ماجد سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی تھی حسب معمول مشائخ آپ گیرئیے رنگ کی چادر وعمامہ استعمال فرماتے۔ کتب درسیہ پر آپکے مختلف حواشی ہین کوئی مستقل تالیف نظر سے نہین گذری۔ ۸ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ کو بمقام مدراس وفات پائی مسجد والاجاہی کے مشرقی دیوار کے قریب آپکا مزار ہے۔ آپکا عقد مولانا ابو الحکم بن مفتی محمد یعقوب نبیرہ ملا سعید کی دختر یعنی ہمشیرہ حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادہ مشہور آفاق حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ یادگار ہوئے

حرف الحاء المہملہ

مولوی محمد حسن المعروف بملا حسن بن قاضی غلام مصطفی بن ملا اسعد بن قطب شہید بعض کتابین اپنے ماموں ملا کمال الدین سے اور اکثر کتب استاذ الہند سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے تمام علوم مین مہارت حاصل فرمائی یہانتک کہ معتبر علما اسکو بیان کرتے ہین کہ اگر ملا حسن شیخ بن سینا سے معقولات مین مقابلہ کرتے تو اسپر غالب آجاتے ایکدن اپنے ماموں استاذ یعنی استاذ الہند سے کسی منطقی مسئلہ پر گفتگو فرمارہے تھے کہ استاذ الہند نے فرمایا کہ شیخ نے شفا مین یہ کہا ہے تم کیون اُسکے مخالف گفتگو کر رہے ہو، ملا حسن نے بادب عرض کیا کہ معقولات مین

تقلید نہین کیجا سکتی شیخ نے یہ کہا ہے مین یہ کہتا ہون، ملاحسن اپنے تمام بھائیون سے ذکاوت وذہانت مین سبقت لیگئے تھے، کبھی اُنکو کتاب کے مراجعت کی حاجت نہین پڑتی تھی، قوت حافظہ اسقدر زبردست تھا کہ کتب درسیہ کی عبارتین اُنکو زبانی یاد تھین یہانتک کہ اگر ہدایہ وغیرہ کے مانند کسی کتاب کی عبارت غلط ہوتی اور کئی سطرین لکھنا چھوٹ گئی ہوتین تو اُسکو اپنی یاد سے درست فرما دیتے اور پوری صحیح عبارت پڑھ دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ خاندان فرنگی محل مین ملاحسن سے زائد قوی الحافظہ ذہین اور ذکی اور طریق منطقی پر بحث کا ماہر کوئی دوسرا نہین گذرا ہے خاصکر تشقیق شقوق سے اثبات مدعا کرنے مین ملاحسن کو یدطولانی ایسا حاصل تھا کہ اُنکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ ملاحسن نے ایک زمانہ تک فرنگی محل مین تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ایک عالم اس چشمۂ علم سے سیراب ہوا دور دور کے طلبہ آپکے پاس پڑھنے آتے تھے ایک مذہبی مناقشہ کیوجہ سے آپ کو ترک وطن کرنا پڑا۔ اور بغیر کسی کے علم کے پوشیدہ شاہجہانپور کے جانب سفر فرمایا وہان پہونچکر حضرت سید مدن میان کے دولتکدہ پر قیام فرمایا سید مدن میان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ علیہ کی اولاد مین سے تھے، چونکہ اس زمانہ مین حافظ رحمت خان والی شاہجہانپور مرہٹون کے ساتھ جہاد کرنے کے انتظامات مین شب و روز متوجہ تھے اسلیے وہ ملاحسن کی خدمت نہ کر سکے اس درمیان مین ضابطہ خان بن نجیب الدولہ نے آپ کو بلا بھیجا اور آپکے تشریف لیجانے پر آپ کا نہایت اعزاز و احترام کیا اور مشاہرہ معقول مقرر کرکے آپ کو آپکے استاد ملا کمال الدین کیجگہ پر دارالنگر[عه] کے مدرسہ مین مقرر کر دیا مولوی برکت الہ آبادی بھی اُس زمانہ مین وہین تھے ضابطہ خان کو مرہٹون سے شکست ہوگئی اور انتظام سلطنت درہم برہم ہوگیا ملاحسن دہلی چلے گئے اور کچھ زمانہ تک شاہ عالم کی رفاقت مین رہے اسکے بعد جب ضابطہ خان کا انتظام سلطنت درست ہوگیا تو اُنھون نے پھر آپ کو بلوالیا اور بدستور اعزاز و احترام کے ساتھ دارالنگر کا مدرسہ آپکے سپرد کر دیا۔ اسکے بعد پھر ضابطہ خان کو متعدد لڑائیون مین متوجہ ہونا پڑا جسکی وجہ سے بہت گڑبڑ ہوگیا اور کوئی انتظام باقی نہین رہا، آپ مجبوراً رامپور واپس آگئے اور وہان اقامت اختیار فرمالی نواب فیض اللہ خان والی رامپور نہایت اعزاز سے پیش آئے اور

عه دارالنگر نجیب آباد کے قریب مقام ہے جو اندنون دارالحکومت تھا اس مدرسہ کا ذکر اغصان الانساب مین ہے ۱۲

عسه سفر شاہجہانپور سے لیکر یہانتک کے واقعات رسالہ قطبیہ سے ماخوذ ہین ۱۲ عنایت

تنخواہ گرانقدر مقرر کرکے سرکاری مدرسہ آپکے سپرد کردیا۔ آپنے وہین ۳ صفر ۱۱۹۸ھ مین
بعہد بہادر شاہ وفات پائی۔ ملاحسن کی تالیفات حسب ذیل ہین۔ شرح سلم بحث موجہات
تک جو متداول بین العلماء ہے (اور داخل درس ہے ملاحسن کے کمال جودت طبع پر یہ شرح
شاہد عادل ہے طرز معقولی مین سلم کی کوئی شرح اسکے مقابل نہین ہوسکتی) شرح
مسلم الثبوت۔ حواشی صدرا۔ حواشی زواہد ثلثہ معارج العلوم متن منطق مین مدارج العلوم
متن حکمۃ[عـه] مین علاوہ انکے شمس بازغہ پر بھی ملاحسن کا حاشیہ ہے۔ انمین سے اکثر کتابون سے
مین نے استفادہ کیا ہے مسلم الثبوت کی شرح جو بطور حاشیہ ہے ختم مبادی کلامیہ
تک ہے مدارج العلوم صرف ختم بحث مایعم الاجسام تک ہے شمس بازغہ کا حاشیہ ناتمام ہے
ملاحسن سے زائد ابتک فرنگی محل مین کسی نے عقد نہین کیے اُنکے پانچ عقد ہوئے، پہلا
عقد مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے پانچ صاحبزادیان پیدا ہوئین کوئی
لڑکا نہین ہوا دوسرا عقد ایک زن[عـه] اجنبیہ سے لکھنؤ مین کیا جنسے دو صاحبزادے عبد اللہ اور
عبد الرزاق پیدا ہوئے تیسرا عقد آپنے صفی پور مین کیا جنسے صرف ایک صاحبزادہ مولوی
غلام دوست محمد پیدا ہوئے چوتھا عقد ملاحسن نے رامپور کے افغانون مین کیا جو لاولد فوت
ہوگئین، پانچوان عقد بھی رامپور ہی مین افغانون مین آپنے کیا جنسے صرف دو صاحبزادے
محمد اسحاق اور محمد یوسف پیدا ہوئے سب صاحبزادون کے ذکر آگے آدینگے۔ ملاحسن کی
صاحبزادیون مین سے ایک کا عقد ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا
جو لاولد فوت ہوگئین دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ دلیل اللہ علوی کاکوروی کے ساتھ ہوا جو
لاولد فوت ہوگئین تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حیات بن مولوی عبد الرحمن علوی کاکوروی
کیساتھ ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہوگئین جنکے بعد ملاحسن کی چوتھی صاحبزادی
سب سے چھوٹی تھین انھین کے ساتھ عقد ہوا جو لاولد فوت ہوئین ملاحسن کی پانچوین صاحبزادی
ملا عبد الاعلی بن بحر العلوم کے ساتھ عقد ہوا یہ بھی لاولد فوت ہوگئین غرضکہ فرنگی محل مین
ملاحسن کی لڑکی یا لڑکون مین سے کسی کی اولاد سوا ملا دوست محمد کی اولاد کے باقی نہین
اور اسمین بھی سوا مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضے نبیرۂ مولوی غلام دوست محمد
کسی سے اولاد نہین ہے، ملاحسن کی اولاد معنوی کا سلسلہ بہت وسیع ہے اور فرنگی محل سے

عقد ازدواج ملاحسن

عـه خیر العمل مین بھی ان بیوی کا رامپوری ہونا درج ہوگیا ہے اور رامپور کی ایک بیوی کا تذکرہ چھوٹ گیا ہے ۱۲ عنایت

علما کا سلسلۂ علم ملا حسن اور ملا احمد حسین اور بحر العلوم تک منتہی ہوتا ہے جو تینون استاذ الہند کے شاگردان رشید تھے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام یحیی نبیرۂ ملا حسن نبیرۂ ملا اسعد بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ وطن کا قیام ترک فرماکر مرزاپور کے قریب کسی گانو مین سکونت اختیار فرمالی تھی وہین سنہ ۱۲۹ھ مین انتقال فرمایا آپ کا عقد ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عرصہ تک حیات رہین اور ۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ کو وفات پائی ملا حبیب اللہ کے ان بیوی سے صرف ایک صاحبزادہ مولوی رعایت اللہ یادگار رہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب سرکاری ملازمت مین بعہدۂ منصفی مقرر تھے۔

مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام یحیی خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات تک اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے پڑھین اسکے بعد فکر معاش مین مجبورًا مبتلا ہونا پڑا اپنے والد ماجد کے ساتھ مدت تک ساگر مین مقیم رہے پھر فرنگی محل مین آکر مدرسۂ اشاعت العلوم مین مدرس مقرر ہوگئے ایک عرصہ تک درس فارسی دیتے رہے۔ یہانتک کہ سنہ مین اپنے والد کے روبرو انتقال کیا آپ کا پہلا عقد کاکوری مین مولوی سید محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر کی صاحبزادی سے ہوا جن سے دو صاحبزادیان چھوڑکر مولوی حفیظ اللہ نے وفات پائی ان صاحبزادیون سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی ذکاء الحق بن مولوی فضل حق نبیرۂ مولانا برہان الحق کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد قاضی ظہیر حسن بن قاضی ہادی حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی چھوڑکر وفات پاگئین ان صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن جگوری سے اُنکی پہلی بیوی دختر مولوی غیاث الدین کے انتقال کے بعد ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ مین ہوا جنسے اسوقت ایک لڑکی موجود ہے۔

مولوی حیدر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحیی خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سفر حج مین تحصیل قرات و حدیث بھی کی۔ بقیہ حالات مجھکو معلوم نہین ہین غالبًا حیدرآباد مین مقیم ہین۔

ملک العلما مولوی حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق۔ آپنے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ بن ملا محمد ولی نبیرۂ ملا اسعد سے پڑھکر فراغت حاصل کی

مدت تک سرکار اودھ مین نہایت عزت و احترام سے بسر فرمائی سواری فیل مع ہودہ کے بطور
اعزاز سرکار اودھ سے مرحمت ہوا تھا محلسرا بھی رہنے کیلیے مرحمت ہوئی تھی جو مولانا حیدر کے
ورثا نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو ہبہ فرمادی ہے۔ حاسدوں کو رشک ہوا
اور ایک مذہبی مناقشہ وزیر السلطنت سے پیش آگیا جسکے بعد آپ نے لکھنؤ مین قیام مناسب نہین
سمجھا اور بقصد سفر حج مع اپنے صاحبزادے مولوی غضنفر اور دیگر ہمراہیون کے براہ کانپور
کلکتہ تشریف لیگئے اور وہان سے سفر حجاز فرمایا اتفاقًا راستہ مین جہاز مین کچھ خرابی پیدا ہوگئی
اور مرمت کیلیے بندرگاہ مسقط پر جہاز کو رُکنا پڑا جسکی وجہ سے ملا حیدر کو بھی تین ماہ تک
مسقط مین قیام کرنا پڑا وہان سے روانہ ہوکر بندرگاہ موخا مین ایک ماہ قیام فرمایا اور حدیدہ
بندرگاہ مین ہوتے ہوئے جدہ پہونچے اور وہان سے روانہ ہوکر جمادی الاولی سنہ ۱۲۴۰ھ مین
مکہ معظمہ پہونچے اور وہان علامہ سید یوسف اہدل اور عمر بن عبد الرسول مکی سے اجازت حدیث
حاصل کی آخر جمادی الاولی مین مدینہ شریف روانہ ہوئے اور وہان وسط شعبان تک مقیم
رہے اور مسند الوقت شیخ عابد سندی اور علامہ عبد الحفیظ الاعجمی المکی اور دیگر شیوخ سے سند
حدیث حاصل کی اثناے سفر مین قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا تھا وسط شعبان مین
مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر مکہ شریف واپس آئے اور رمضان شریف مین حرم شریف مین
تراویح مین پورا قرآن شریف سُنایا۔ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۰ھ کو وطن کے قصد سے مکہ معظمہ
سے روانہ ہوئے جدہ سے جہاز پر سوار ہوے اتفاقًا راستہ مین جہاز خشکی پر چڑھکر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور سوائے چند آدمیون کے اور سب لوگ غرق ہوگئے غرق ہونیوالون
مین ملا حیدر کی بھتیجی یعنے ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی بیوی بھی تھین۔ ملا حیدر اور اُن کے
صاحبزادے اور ملا حیدر کے ایک سسرالی عزیز شیخ حشمت علی کو وہی ایک کشتی کے
ذریعہ سے بچا لیے گئے اور پھر جدہ واپس پہونچا دیے گئے۔ وہان سے دوبارہ جہاز پر سوار
ہوکر ماہ صفر سنہ ۱۲۴۱ھ مین بمبئی پہونچے بمبئی سے شیخ حشمت علی صاحب اپنے ایک بھائی سے
ملنے کیلیے حیدرآباد جانے لگے ملا حیدر صاحب نے اُنکو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا خود بھی
اُنکے ساتھ حیدرآباد تشریف لیگئے۔ وہان پہونچنے کے قبل راجہ چندو لال دیوان ریاست
حیدرآباد کو آپ کی آمد کی خبر معلوم ہوگئی۔ اُنھون نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ
پیشوائی کی اور حیدرآباد مین باصرار تمام قیام پر آمادہ کیا اور ایک ہزار روپیہ ماہوار منصب ورد

[illegible]

ایکہزار روپیہ ماہوار کی جاگیر آپکے نام نسلاً بعد نسلٍ مقرر کردی وہان تدریس و افتا و وعظ مین مصروف رہے تمام شہر کے رؤسا و عمائدین سلطنت اور علما آپ کی کمال عزت و احترام کرتے تھے بادشاہ نے پالکی سواری کیلیے اور خلعت شاہی مرحمت کیا۔ آپکے تالیفات حسب ذیل ہین۔ حواشی متفرقہ اکثر کتب درسیہ پر ایک رسالہ منطق مین ایک رسالہ ادراد مین ایک رسالہ کیفیت سفر حج مین ایک رسالہ اسانید مین۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت شاہ نجات اللہ کمر سوی خلیفہ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب سے تھی۔ آپ کی وفات حیدرآباد مین ۱۲ محرم سنہ ۱۲۵۶ھ کو ہوئی۔ حیدرآباد مین آپ کی کرامات بہت مشہور ہین۔ جسطرح ثروت دنیا اور دولت علم کے بارے مین آپ خوش نصیب تھے ویسے ہی اولاد کے بارے مین بھی آپ کا ایسا فرنگی محل مین کوئی دوسرا خوش نصیب نہین تھا یہ عجیب امر ہے کہ باوجود کثیر الاولاد ہونے کے ملا حیدر کی اولاد مین سے کسیکی بھی انکے روبرو وفات نہین ہوئی ملا حیدر کی برادری مین دو نکاح ہوے تھے اور تیسرا عقد ملا حیدر نے حیدرآباد مین سادات کبار کے خاندان مین بیرونی بیوی سے کیا تھا ان سب سے نو صاحبزادے اور چار صاحبزادیان تولد ہوئین۔ پہلی بیوی مولانا اظہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی تھین جنسے چار صاحبزادے عمدة العلما ملا ظہور علی عرف محمد غوث اور ملا خادم احمد اور ملا محمد غضنفر اور مولوی محمد علی تولد ہوے انکی وفات کے بعد ملا حیدر نے دوسرا عقد کاکوری مین شیخ غلام قادر صدیقی بن شیخ نیاز محی الدین کی دختر سے کیا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی احمد حسین اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی ظفر احمد بن ملا قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز کے ساتھ ہوا جنکا ۲ جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب چھوڑ کر انتقال ہوگیا۔ ملا حیدر کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولانا جمال الدین نبیرۂ مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا جنکی اولاد کا ذکر بعد کو آئیگا۔ ان صاحبزادی کی وفات بروز دوشنبہ ۷ شعبان سنہ ۱۲۹۶ھ اپنے شوہر عالی قدر کے روبرو ہوئی۔ ملا حیدر کا تیسرا عقد شرفاے حیدرآباد مین سید نور الاصفیا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین صاحبزادیان لاولد فوت ہوگئین صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی نور المرتضی مولوی نور الحسنین۔ مولوی نور الصدیق۔ مولوی نور المبین ان سب صاحبزادون کے

[illegible]

اذکار بعد کو آئینگے۔ ملا حیدر صاحب کی ان بیوی کا انتقال حیدرآباد مین اپنے شوہر کے بعد
سنہ ۱۲۸۰ھ مین ہوا۔ ملا حیدر کو سرکار نظام سے افضل الدولہ ملک العلما کا خطاب تھا اُنکے بعد
اُنکے بڑے صاحبزادہ ملا ظہور علی کو عمدۃ العلما اور ملا ظہور علی کے بڑے صاحبزادے
مولوی ظہور حسن کو نجم العلما اور چھوٹے صاحبزادے مولوی افضل حسن کو فضل العلما کا خطاب ملا تھا

مولوی محمد حسن بن ملا افضل حسن نبیرۂ ملک العلما ملا حیدر نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ آپنے کتب رسمیہ پڑھکر فکر ملازمت کی۔ اور سرکار عالی کے کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے عالم شباب مین ایک خردسال صاحبزادہ منظور حسن چھوڑکر سنہ ۱۳۲۲ھ مین انتقال کیا۔ حیدرآباد ہی مین آپکا عقد ہوا تھا۔ لڑکا تعلیم پا رہا ہے۔

مولوی حامد حسن بن ملا افضل حسن مذکورۂ بالا کتب ابتدائیہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الباقی صاحب ظلہ سے پڑھین۔ اسکے بعد سلسلۂ ملازمت سرکار عالی اعلیحضرت نظام مین داخل ہوگئے بالفعل ضلع اورنگ آباد مین متعین ہین۔ حیدرآباد ہی مین عقد ہوا ہے۔ ابھی تک اولاد نہین ہے۔

مولوی حبیب حسن بن مولوی احمد حسن بن ملا افضل حسن مذکورۂ بالا۔ آپ ملا افضل حسن کے بڑے صاحبزادے کے لڑکے ہین ابتدائی کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر حیدرآباد واپس گئے اور عسرت کیوجہ سے فکر معاش مین مصروف ہوے اب حیدرآباد مین ملازم سرکار عالی ہین۔ نکاح بھی حیدرآباد مین ہوگیا ہے۔ یہ صاحبزادے نہایت ذہین اور سمجھدار ہین اتفاق زمانہ سے مجبور ہوکر سلسلۂ تعلیم ترک کرنا پڑا جسکا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے دیگر اساتذہ کو بہت افسوس ہوا۔ مولوی حبیب حسن کے ایک لڑکا صدیق حسن خردسال موجود ہے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے چچا ملا ابرار الحق بن ملا احمد عبد الحق اور ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے پڑھکر فاتحۃ الفراغ اپنے بڑے بھائی ملا مبین بن ملا محب اللہ سے پڑھا۔ نہایت ذکی اور عاقل اور منتظم اور خوش اخلاق تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی مین دامے درمے سخنے قدمے دریغ نہ فرماتے۔ زندگی اور موت کے بعد آپ ممدوح خلائق تھے۔ تدریس و تالیف کی نوبت بوجہ انتظام جائداد و خانہ داری نہین آئی فرنگی محل مین جب اولاد ملا قطب الدین سکونت پذیر ہوئی تو امور انتظامیہ کا تعلق حضرت مولانا احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھا حضرت کے

عم بزرگوار حضرت استاذ الہند تواضعاً اکثر فرماتے کہ میان عبد الحق کی بدولت نظام الدین نظام الدین ہوے کہ اُنھون نے تمام امور خانہ داری اور افکار دنیا اپنے سر پر لیلیے ہین اور مین باطمینان تمام خدمت علم مین مصروف ہون۔ مولانا احمد عبد الحق نے آخر عمر مین انتظامات اپنے بڑے صاحبزادہ ملا محب اللہ کے سپرد کر دیے تھے جنکی وفات کے بعد ملا حبیب اللہ تمام امور کے متکفل تھے۔ غالباً اسیوجہ سے باغ مولانا انوار الحق قدس سرہ کا بھی انتظام میرے زمانہ تک مولوی احسان اللہ نبیرۂ ملا حبیب اللہ کے سپرد رہا۔ ملا حبیب اللہ کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۲۶ھ مین ہوئی آپ کا عقد مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز بن ملا سعید کی صاحبزادی سے ہوا جنسے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین ان صاحبزادیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی حضرت مولانا عبد الوالی بن ملا ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد انتقال کر گئین دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کے ساتھ ہوا جنکی اولاد کا تذکرہ اُنکے شوہر کے ضمن مین آئیگا۔ ملا حبیب اللہ کے صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین جنکے اذکار اپنی اپنی جگہ پر آئینگے۔ مولوی ولی اللہ۔ مولوی نعیم اللہ۔ مولوی حفیظ اللہ۔ مولوی علیم اللہ۔ مولوی سلام اللہ

مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکورہ بالا کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل کی عالم جید ہوے کچھ زمانہ تک وطن مین خدمت علم کرتے رہے اسکے بعد سرکار اودھ سے عہدہ داروغگی عدالت مرحمت ہوا اس سلسلہ مین فیض آباد مین قیام اختیار فرمایا۔ واقعہ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ مین اجودھیا کی مسجد کے متعلق تحقیقات آپ ہی کو سپرد ہوئی تھی اور باوجود وزیر اور حکام بالا کی سخت دھمکیون کے آپ نے صحیح حالات لکھکر جہان پناہ کو بھیجدیے۔ مدت العمر فیض آباد مین قیام رہا ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ مین وفات ہوئی نعش لکھنؤ لاکر باغ مولانا انوار الحق مین دفن کیگئی بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی نبیرۂ ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی خلیل اللہ اور مولوی عظیم اللہ اور مولوی حمید اللہ اور

ـه مولانا حفیظ اللہ کی دو بیرونی بیبیان تھین جنمین سے ایک بیبی سے ایک صاحبزادی تھین جو شیخ عماد الدین حسین بن شیخ قمر الدین صدیقی مینائی کو بیاہی گئی تھین ۱۲ عنایت

چار صاحبزادیان تولد ہوئین صاحبزادون کے اذکار بعد کو آئینگے۔ چارون صاحبزادیونمین سے ایک صاحبزادی کا عقد ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن حماد ملا اسعد سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے پھوپھی زاد بھائی ملا محمد عیسےٰ بن مولوی محمد یوسف نبیرۂ ملا محب اللہ سے ہوا تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی محمد خادم احمد بن ملک العلما ملا حمید رح کے ساتھ ہوا یہ دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوئین چوتھی صاحبزادی کا عقد انکے چچا زاد بھائی مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ کے ساتھ ہوا۔ ملا حفیظ اللہ کی تالیف کے متعلق میری نظر سے نہین گذرا۔

مولوی حمید اللہ بن ملا حفیظ اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ سے پڑھین بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی نوبت تدریس و تالیف نہین آئی وفات آپ کی ۱۵ محرم سنہ ۱۳۰۶ھ مین ہوئی آپ کا عقد اولاً مولوی عماد الدین بن مولوی سعد الدین نبیرۂ ملا رضا کی دختر کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد آپ کا شیخ علی بخش انصاری لکھنوی بن شیخ حسام الدین کی صاحبزادی سے ہوا جس سے دو صاحبزادے مولوی نصیر اللہ اور مولوی وحید اللہ صاحب تولد ہوئے مولوی حمید اللہ کی ان بیوی کا انتقال اپنے بڑے صاحبزادہ کی وفات کے بعد رجب سنہ ۱۳۳۲ھ مین ہوا۔

مولوی حیات اللہ (مولانا) بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حمید اللہ مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر مولوی اور مولانا کی سند حاصل کی تکمیل ادب مفتی میر عباس صاحبزادون اور دیگر علمائے اہل تشیع سے کی اور لکھنؤ یونیورسٹی سے امتحان سرکاری پاس کیا۔ اب انگریزی امتحانات دینے کا قصد ہے اسلیے انگریزی پڑھ رہے ہین۔ علم ادب سے خاص شغف ہے صنعت سے دماغ کو بہت مناسبت ہے۔ ذہین اور ہوشیار ہین خدا علم و عمل مین ترقی فرمائے ملا حبیب اللہ کی اولاد مین صرف یہی صاحبزادہ اسوقت فارغ التحصیل ہین۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ نبیرہ ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا۔ کتب ابتدائی پڑھنے کے بعد حیدرآباد فکر معاش مین چلے گئے اور پایگاہ کے علاقہ مین بعہدۂ تحصیلداری مقرر ہوگئے۔ اسی اثنا مین امتحان وکالت بھی آپنے پاس کرلیا اور مقام جالنہ ریاست اعلیحضرت مین وکالت کرتے رہے وہین بمرض ہیضہ دفعتہً جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۷ھ مین انتقال کیا آپ شاعر بھی تھے اور جناب منشی امیر احمد مینائی مرحوم مغفور سے تلمذ تھا حبیب تخلص کرتے تھے دیوان منتشر صورت مین موجود ہے بیعت آپ کو حضرت مولا

عـه مولوی نجیب اللہ صاحب اور مولوی محب اللہ صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انکی بھی کتابین ختم ہین ۱۲ عنایت

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد آپ کا چیترہ میں اپنی خالہ زاد بہن شیخ غلام نبی نیلنا موی ساکن چیترہ کی دختر سے ہوا جن سے ایک صاحبزادہ مولوی سمیع اللہ انکم ٹکس آفسر یادگار ہیں بیوی بفضلہ ابتک حیات ہیں نہایت نیک طبیعت اور پاکیزہ نفس ہیں شوہر کی وفات کے بعد حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئی ہیں۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ نبیرہ ملا حفیظ اللہ مذکورہ بالا کتب رسمیہ پڑھنے کے بعد تحصیل انگریزی شروع کی ہے اور اپنے چچا زاد بھائی مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکورۂ بالا کے ساتھ میرٹھ میں مقیم ہیں ابھی عقد نہیں ہوا ہے۔

مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق قدس اسرارہم۔ کتب درسیہ آپ نے ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ اور مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے نوبت تدریس نہیں آئی تلاش معاش میں حیدرآباد چلے گئے۔ اور سند وکالت حاصل کر کے مدت تک وہاں وکالت کرتے تھے آخر عمر میں فالج میں مبتلا ہو کر وطن واپس آئے اور اپنی سسرال کاکوری میں سکونت اختیار کی آخر کار ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا آپ کے دو عقد کاکوری میں ایک ہی گھر میں ہوئے۔ اول شیخ ظہور علی بن شیخ نبی بخش کاکوروی کی دختر سے ہوا جن سے ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام نبیرۂ مفتی یعقوب پیدا ہوئیں ان بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا عقد سالی کے ساتھ کیا جن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جنکا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا ان بیوی نے بھی اپنے شوہر کی حیات میں سنہ میں وفات پائی۔ مولوی عبدالوہاب کی بیوی یعنی مولوی حسام الحق کی بڑی دختر نے ۱۳۴۳ھ میں لاولد وفات پائی۔

مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ کی تحصیل مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اللہ سے اور بعض دیگر اساتذہ سے کی بعد وفات اپنے والد ماجد کے اپنے جد امجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے میں نے صرف و نحو کی تقریبًا ہر کتاب پر آپ کے حواشی دیکھے ہیں۔ میزان الصرف کی شرح بھی تالیف فرمائی تھی۔ یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ آپ کو بیعت اپنے جد امجد سے اور اجازت و خلافت اپنے والد ماجد سے تھی۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن

دختر مولوی عبدالصمد بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہما سے ہوا جنسے صرف ایک صاحبزادی جو میری حقیقی دادی تھیں یادگار رہیں۔ مولانا محمد حامد کا انتقال ۲ رجب ۱۲۹۳ھ کو ہوا۔ مولانا محمد حامد کی صاحبزادی کا عقد راقم الحروف کے جد امجد مولوی کرامت اللہ بن مولوی محمد مشائخ عبدالرب کے ساتھ ہوا۔ میری دادی کی پیدائش اپنے پردادا مولانا انوار الحق کی حیات میں ہوئی اور انکی وفات ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں ہوئی انکی اولاد کا ذکر مولوی کرامت اللہ صاحب کے حالات میں آئیگا۔

مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعدالدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب رسمیہ و بعض کتب درسیہ پڑھکر تلاش معاش کی جانب توجہ کی انگریزی سلسلۂ ملازمت میں داخل ہوگئے اور ترقی کرکے ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوگئے بعد پنشن وطن میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور ۲۷ شوال ۱۳۱۲ھ کو لا ولد انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی قدس اللہ سرہ سے تھی بزرگان دین اور خاصکر پیر و مرشد سے شغف اعتقاد تھا پیر و مرشد کے انتقال کے بعد حضرت کے عرس میں باغ میں روشنی و تقسیم وغیرہ مدت العمر آپ ہی نے اپنے مصارف سے کی۔ آپ کی وفات کے بعد میرے والد جو موصوف کے وارث شرعی اور آپ کی جائداد کے مالک ہوئے برابر عرس کرتے رہے اور اسوقت تک عرس ہم لوگ کرتے ہیں۔ آپ نے ۱۲۹۵ھ کے بعد والدہ اور بیوی کے ہمراہ سفر حج کا قصد کیا اور لکھنؤ سے براہ کانپور و جبلپور بمبئی کیلیے روانہ ہوئے جبلپور پہونچکر سخت علیل ہوگئے اور مجبوراً وطن واپس ہوئے۔ دوبارہ ۱۳۰۰ھ میں سب ساتھ حج کیلیے روانہ ہوئے حج و زیارت سے سرفراز ہوکر مدینہ شریف سے براہ مکۂ مکرمہ مراجعت وطن کے قصد سے روانہ ہوئے۔ مکۂ معظمہ پہونچکر آپ کی والدہ علیل ہوئیں اور مکہ مکرمہ ہی میں وفات پاگئیں اور جنت المعلی میں پائین مزار سیدہ ام المومنین خدیجۃ الکبرے رضی اللہ عنہا و علے زوجہا الف الف صلوۃ و تحیۃ و تسلیم دفن ہوئیں۔ مولوی محمد حسین صاحب کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا متین تخلص فرماتے تھے آپ کا دیوان مرتب ہو سکا ہے علاوہ اسکے مناقب رزاقیہ مؤلفہ استاذ الہند کا ترجمہ اردو کو نظم فرمایا تھا جسکا نام گلستان طریقت ہے ایک کتاب کرامات غوثیہ اردو منظوم بھی آپ کی تالیفات میں سے ہے۔ آپ کا عقد اولاً آپ کی ماموں زاد بہن دختر شیخ علیم اللہ بن شیخ عزیز اللہ مقیم

ضلع بارہ بنکی کے ساتھ ہوا جنسے کوئی اولاد زندہ نہین رہی دوسرا عقد پہلی بیوی کی حیات مین آپنے مسجہ ضلع بارہ بنکی مین شیخ حافظ احسان احمد کی دختر سے کیا جنسے کوئی اولاد نہین ہوئی یہ بیوی بفضلہ تعالے اسوقت تک بقید حیات ہین پہلی بیوی نے بڑی عمر پاکر شعبان ۱۳۲۳ھ مین بمقام بنکی انتقال کیا اور بانسہ شریف مین چبوترہ حضرت سید السادات کے نیچے دفن ہوئین۔

حرف الخاء

مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام یحیٰے خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ کتب درسیہ اپنے والد اور مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فاضل تھے اور ضلع ساگر ملک متوسط کے کسی مدرسہ مین مدت تک بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے آخر مین وطن علیل ہوکر آئے روز شنبہ ۲۹ رجادی الثانی ۱۳۱۲ھ کو انتقال کیا۔ اولا آپنے ایک زن اجنبیہ دختر دنا من خان سے عقد کیا جنسے ایک صاحبزادے مولوی عنایت حسین تولد ہوئے اُنکے بعد آپنے دوسرا عقد دختر مولوی امین الحق بن ملا اسرار الحق بن مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہم سے کیا جنسے دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی غلام یحیٰے خان دوسری صاحبزادی کی زوجہ اولی مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضے بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد اور دو صاحبزادے مولوی رحیم اللہ اور مولوی حفیظ اللہ تولد ہوئے۔ دوسری لڑکی لاولد انتقال کر گئین۔

مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش بن مولوی غلام یحیٰے خان نبیرۂ ملا حسن۔ آپنے تحصیل علوم سے پہلے بعد انگریزی حاصل کی اور سرکاری ملازمت مین داخل ہوگئے ترقی پاکر تحصیلدار ہوگئے تھے اب پنشن لیکر کانپور مین مقیم ہین آپ کا عقد مولوی محمد رضا بن مولوی غلام یحیٰے خان کی دختر سے ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر زندہ نہ رہین ان بیوی کی وفات کے بعد آپنے دوسرا عقد کانپور مین کیا جنسے پانچ لڑکے اور دو لڑکیان پیدا ہوئین جنمین سے ایک صاحبزادے حمید الدین کا عقد حکیم عبد الحمید صاحب بن حکیم عبد الکریم کشمیری لکھنوی ساکن جھنپور کی صاحبزادی کے ساتھ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ مین ہوا ہے بقیہ حالات سے علم نہین آسکے

ملا خادم احمد بن ملک العلما ملا حمید الدین بن ملا مبین۔ تحصیل علم اپنے چچا ملا معین اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اللہ سے کی۔ بعد ختم کتب درسیہ مدت العمر تدریس و تصنیف مین مصروف رہے آپکے شاگرد بکثرت تھے تصانیف آپکے حسب ذیل ہین۔ ۱ رسائل در تحقیق دایرۂ ہندیہ۔

التقریر المعقول فی بحث الحاصل والمحصول۔ وسیلۃ الشفاعہ فی احوال الصحابہ۔ زاد التقوی فی آداب الفتوی۔ اعلام الہدی فی تحریم المزامیر والغنا۔ ہدایت الانام فی اثبات تقلید ایمۃ الکرام۔ علاوہ انکے شرح وقایہ ودیگر کتب درسیہ پر حواشی ہین۔ مسجد فرنگی محل مین ہر جمعہ کو وعظ کہتے تھے اولاً عقد آپ کا ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کی دختر سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہین رہی۔ دوسرا عقد دختر ملا ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق سے ہوا۔ جنسے صرف ایک صاحبزادی زوجہ ملا عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق بن ملا جمال چھوڑ کر ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ کو ملا خادم احمد نے انتقال کیا۔ ملا حیدر صاحب کی اولاد مین مولانا ظہور علی کے بعد سب سے قابل یہی صاحبزادے تھے۔

مولوی خلیل اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور نامور چچا مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم فاضل تھے تلاش معاش مین پٹنہ چلے گئے۔ وہان کے لوگ آپ کی بہت تعظیم اور عزت کرتے تھے۔ وہان ۲۳ شعبان ۱۲۷۲ھ مین اپنی والدین کی حیات مین انتقال کیا۔ آپ کا عقد دختر ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کے ساتھ ہوا۔ دو بیٹے یادگار چھوڑے۔ یعنے مولوی مسیح اللہ اور ملا عبد اللہ جنکے تذکرے آگے آئینگے۔ ان سب حضرات کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق۔ حافظ قرآن تھے کتب درسیہ پڑھکر جانب اشغال واذکار متوجہ رہے۔ ابتدائے سن مین بیعت حضرت مولانا انوار الحق قدس سرہ سے کی تھی۔ بعد کو تجدید بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ اخلاق واوصاف حسنہ سے متصف تھے۔ اذکار واشغال جدی مین مدت العمر متوجہ رہے نہایت منتظم تھے۔ مسجد باغ مولانا انوار حق کا انتظام آپ ہی کے سپرد تھا۔ چنانچہ صحن مسجد باغ اور کنوان باغ مین آپ ہی نے بنوایا ہے۔ آپکا انتقال ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ مین لاولد ہوا۔ آپ کا عقد اولاً مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق کی دختر سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہین رہی۔ دوسرا عقد پہلی بیوی کی وفات بعد شیخ بہادر علی قدوائی بن شیخ شجاعت علی ساکن بہیارہ ضلع بارہ بنکی کی دختر سے کیا جو لاولد فوت ہو گئین۔

حرف الذال

مولوی ذکاء الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق۔ ولادت ۸ ر جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۳ھ کو ہوئی۔ معمولی نوشت وخواند کے بعد گھر سے چلے گئے۔ اور گو کئی مرتبہ واپس وطن ہوئے مگر پھر چلے گئے۔ فی الحال لا پتہ ہین۔ اُنکا عقد دختر مولوی حفیظ اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جو لاولد ۱۳۳۴ھ مین انتقال کر گئین۔

حرف الراء

مولوی رضا بن قطب شہید۔ آپنے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے کی۔ اور عالم جید ہوئے۔ مدت تک اپنے بھائی کے ساتھ درس دیتے رہے سلم اور مسلم پر شرحین لکھین۔ اُسکے بعد توجہ علوم باطنیہ کیطرف بہت بڑھگئی۔ حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ ذکر وشغل باطنی کی تعلیم حضرت سے حاصل کی۔ عالم رویا مین سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے حکم حاضری مدینہ منورہ ہوا۔ مرشد سے اجازت لیکر کمال ذوق وشوق سے دیار محبوب صلے اللہ علیہ وسلم مین پہونچے۔ اُسکے بعد حضرت کے حالات طریقۂ ظاہر سے نہین معلوم ہوئے۔ ایکدن آپکے گھر کے لوگ آپکے خیال سے مضطر تھے حضرت استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ محمد رضا بغداد شریف مین حوض پر بیٹھے ہین اور مجھ سے کہہ رہے ہین کہ میرے گھر کے لوگون کو تسکین دیدیجیے مین خیریت سے ہون سب کو اطمینان ہوگیا۔ ایک مدت کے بعد حضرت استاذ الہند نے ارشاد فرمایا کہ محمد رضا برابر خواب مین مجھ کو اپنی خیریت سے مطلع کردیا کرتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصے سے اُنکی حالت نہین معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے اُنکا انتقال ہوگیا۔ اُسکے چند دن کے بعد فرمایا کہ محمد رضا نے مجھ سے خواب مین بیان کیا کہ اُنکا انتقال ہوگیا ہے۔ اور حسب رواج آپنے اُنکے فاتحہ کا حکم دیا۔ ملا رضا اور ملا نظام الدین سے آپسمین بہت زائد یگانگت تھی دونون ایک ہی گھر مین رہتے تھے اور خورد ونوش ساتھ تھا۔ ملا رضا کا سن آپکے والد ماجد کی شہادت کے وقت آٹھ سال کا تھا۔ عقد آپ کا سہالی مین احراری خاندان مین ہوا تھا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین۔ صاحبزادون کے نام یہ ہین۔ مولانا احمد حسین اور مولانا عبد الحی۔ ملا رضا کی دختر کا عقد

ھ الماخوذ من خیر العمل سوی ذکر شرح المسلم وذکر الاساتذة فان ذکرہما فی الرسالة القطبية ۱۲

سہالی مین شیخ محمد عظیم بن شیخ حسام الدین سے ہوا جنسے ایک لڑکی اور ایک صاحبزادہ عبدالوہاب پیدا ہوے
شیخ عبدالوہاب کا عقد ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک لڑکی تولد
ہوئی۔ شیخ محمد عظیم کی لڑکی کا عقد لکھنؤ محلہ مفتی گنج مین ہوا تھا جنسے اولاد دختری کے سوا اولاد
پسری نہین ہوئی۔

مولوی رعایت اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن
ملا حسن۔ آپ نے کچھ کتب درسیہ ملا عبدالحلیم بن ملا امین اللہ بن ملا اکبر سے جو نپور مین پڑھین
اسکے بعد سند وکالت حاصل کی اور مرزاپور مین وکالت کے سلسلہ مین مقیم رہے۔ اور دوسرا
عقد بھی وہین کر لیا تھا جنسے اولادین ہین۔ جو اسوقت تک موجود ہین۔ ان اولادون کے
چونکہ حالات مفصل نہین معلوم ہین اسلیے ترک کر دیے گئے۔ مولوی رعایت اللہ صاحب نے
مرزاپور مین غالباً [illegible]ھ مین انتقال کیا۔ وطن مین آپ کا نکاح آپ کی چچازاد بہن دختر ملا
خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان سے ہوا تھا جنسے دو لڑکیان ہوئین۔ بڑی لڑکی کا نکاح جگور
مین مولوی عبدالغنی کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد ہین۔ دوسری لڑکی کا عقد مولوی محمد
اسحاق بن محمد قطب الدین بن ملا غلام یحییٰ خان سے ہوا۔

مولوی رحیم اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن
آپ نہایت صالح و فاضل تھے بسلسلۂ ملازمت ساگر مین مقیم رہے وہین آپ نے
شوال ۱۳۰۹ھ مین اپنے والدین کی حیات مین وفات پائی۔ آپ کا پہلا عقد
حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ بن ملا ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا
مگر وہ لاولد فوت ہوگئین۔ دوسرا نکاح آپ کا مولوی غلام مرتضیٰ بن ملا غلام زکریا بن ملا غلام
دوست محمد کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی کلیم اللہ صاحب یادگار رہین۔
مولوی رحیم اللہ صاحب کی یہ بیوی بعالم بیوگی تقریباً ۳۱ سال حیات رہین اور رجب ۱۳۴۱ھ
مین انتقال کیا۔ مولوی کلیم اللہ صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی محمد رضا بن ملا غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے
ملازم سرکار انگریزی ہوگئے۔ اور اسکے بعد بھوپال مین تقرر ہوا اعزاز و احترام کے ساتھ
بسر کی اور بھوپال مین انتقال کیا اولاد موجود ہے مگر ملا غلام یحییٰ خان کی دوسری زوجہ
اور مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دوسری زوجہ کی اولاد کے مفصل

حالات مجھکو بوجہ تعلقات نہونے اور فرنگی محل سے ان حضرات کے تعلقات منقطع کر دینے کے
معلوم نہو سکے۔ آپ کا عقد بنارس مین ہوا جلسے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی
زوجہ مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش بن مولوی غلام یحییٰ خان تولد ہوے۔
صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین مولوی علاؤ الدین مولوی فیاض الدین مولوی
جمال الدین مولوی ... الدین مولوی جلال الدین جنکے حالات کا مجھکو علم نہین۔
مولوی رحمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید
تحصیل علم اپنے بھائی ملا نعمت اللہ سے کی۔ عالم فاضل ہوے۔ نہایت سمجھدار اور دانشمند
بزرگوں مین سے تھے۔ مین نے اپنے والد سے سنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ ملا نعمت اللہ اکثر
فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر سلطنت عقل کے ذریعے سے ملسکتی تو ہمارے بھائی رحمت اللہ
ضرور بادشاہ ہوتے۔ خاصکر مولانا کو علم الفرائض اور فقہ اور حساب مین کامل مہارت تھی
اپنے چچا مفتی ظہور اللہ کے انتقال کے بعد اُنکے بجاے مفتی عدالت مقرر ہوے۔ تھوڑے زمانہ کے
بعد آپ غازی پور چلے گئے اور وہان مدرسہ چشمہ رحمت جاری کیا۔ جو اب ترقی کر کے کالج ہو گیا
ہے وہان مولانا نے بڑی وجاہت اور عزت پیدا کی تھی۔ حکام اور عوام سب کی نظرون
مین بہت معزز تھے۔ آنریری مجسٹریٹ بھی سرکار کی جانب سے بنا دیے گئے تھے۔ غازیپور مین
ے ار جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ مین انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا محمد احمد بن ملا انوار الحق کی
صاحبزادی سے ہوا تھا جلسے صرف ایک صاحبزادی یادگار ہین۔ ان صاحبزادی کو مین نے
دیکھا تھا نہایت پاک نفس ذاکر و شاغل صائم الدہر اور قائم اللیل بیوی تھین۔ مین نے
بیویون مین اُنسے زائد عبادت گذار نہین دیکھا عمر بھی بہت پائی تھی۔ یہ صاحبزادی اپنے
چچازاد بھائی ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ کو بیاہی تھین اور صاحب اولاد
تھین جنکا تذکرہ بعد کو ہوگا۔ ان صاحبزادی کا انتقال ۱۶ شوال ۱۳۳۲ھ روز جمعہ کو ہوا۔
مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ
بن ملا محب اللہ۔ کتب ابتدائی مدرسہ نظامیہ مین پڑھکر اپنے والد کے ساتھ حیدر آباد
چلے گئے اور وہان انگریزی کی تحصیل کی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کیا وطن آکر دختر
مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا محب اللہ سے عقد کیا۔ یہ بیوی تقریباً آٹھ
دس سال حیات رہین اور ایک تین دسال لڑکی اور ایک لڑکا محمد سلیم چھوڑکر بعالم شباب

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ روز شنبہ مین انتقال کیا۔ مولوی روح اللہ صاحب نے ابتک دوسری شادی نہین کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین درس ریاضی وغیرہ مین مصروف ہین اور علوم عربیہ حاصل کرنیکی کوشش کررہے ہین۔ ایک رسالہ نحو مین اور حاشیہ شرح تہذیب تالیف کیا ہے۔ نہایت خوشخط اور نیک اور سلیم الطبع ہین۔ مولوی روح اللہ صاحب کی دونون اولادین نا کتخدا ہین۔ بیعت انکو حضرت استاذ قدس اللہ سرہ سے ہے۔

حرف الزاء

مولوی زاہد الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ ابتدائی کتب پڑھکر تلاش معاش مین بھوپال چلے گئے اور وہان ملازم ہوگئے مدت تک وہین ملازم رہے آخر ۱۳۲۳ھ مین بیمار ہوکر وطن واپس ہوے اور شعبان ۱۳۲۳ھ مین وفات پائی آپ کا عقد دختر کلان جناب مولانا نعیم صاحب سے ہوا جو ابتک بفضلہ تعالے حیات ہین۔ ایک لڑکی یادگار ہے جسکا عقد دوگاوان مین قاضی نعیم الدین بن قاضی بشیر الدین صاحب فتحپوری من احفاد ملا کمال الدین سے ہوا ہے جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔

حرف السین

مولوی محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ حضرت قطب شہید کے منجھلے صاحبزادے تھے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھین نہایت قابل علما مین سے ہوے اپنے والد کے مدرسہ مین درس بھی دیتے تھے۔ اسی اثنا مین واقعہ شہادت والد ماجد پیش آیا۔ آپ بھی اس معرکہ مین زخمی ہوے بعد کو سلطان عالمگیر کے پاس تشریف لیگئے اور حویلی فرنگی محل کی سند سرکاری عطا ہوئی یہ فرمان شاہی مین نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا اور ابتک موجود ہے۔ اسمین عطاے حویلی صرف ملا اسعد و ملا سعید کے نام ہے۔ کچھ گانوُن بھی علاقہ بہرائچ مین مرحمت ہوے تھے۔ ملا سعید اپنے تمام خاندان کو لیکر لکھنؤ چلے آئے کیونکہ سہالی کے اعزہ واقعہ شہادت سے اسقدر خوف زدہ ہوگئے تھے کہ انکو خطرہ تھا کہ ملا صاحب کی اولاد کیوجہ سے پھر حملہ ہو اور ہملوگ بھی پریشانی اٹھائین اسلیے ان لوگون کو ملا صاحب کے اہل و عیال کا سہالی مین رہنا پسندیدہ نہ تھا۔ ملا سعید عالمگیر کے پاس جاکر دوبارہ وطن واپس آئے اور سب کو لکھنؤ فرنگی محل مین سہالی سے منتقل کرکے خود دوبارہ عالمگیر کے پاس واپس گئے اور بلاد دکن مین بعالم جوانی انتقال کیا۔ آپ کی

بیوی شیخ عصمت علی گھسکری کے خاندان کی نہایت منتظم اور ہوشیار تھین۔ ملا سعید کے بعد مدت تک حیات رہین اور اپنے دونون صاحبزادون کی وفات کے بعد اُنکی وفات ہوئی۔ اُنکا مزار اندرون احاطہ باغ متصل دیوار مقبرہ یعنی حضرت مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق بن مولانا جمال کے مقبرہ مین واقع ہے۔ سوا اُنکے کسی عورت کا مزار اندرون احاطہ چار دیواری نہین ہے۔ ملا سعید کو بعد ترک سہالی اتفاق تدریس نہین ہوا۔ دو صاحبزادے مولانا احمد عبد الحق اور مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما یادگار چھوڑے۔ فرنگی محل کے اکثر حضرات ملا سعید رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد ہین۔ ملا سعید کو اپنے والد سے بیعت و اجازت تھی۔ اُنکے واسطے سے ابتک سلسلہ چشتیہ جدیہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین موجود ہے۔ و للہ الحمد۔ مشہور ہے کہ فتاوے عالمگیری کی تدوین مین ملا سعید بھی دوسرے علما کے مانند شریک تھے اور دکھن کی لڑائی مین حالت نماز مین جو چالیس علما شہید ہوئے تھے اُنمین ملا سعید بھی تھے ملا سعید کے حجاز جانے کی جو روایت اغصان اربعہ کے مطبوعہ نسخہ مین ہے وہ صحیح نہین ہے۔ مولف اغصان نے اپنی دوسری مولفہ کتاب عمدۃ الوسائل مین اُسکے خلاف لکھا ہے اور خود اغصان کے تمام قلمی نسخون مین اسکے خلاف ہے۔

مولوی سلیمان بن ملا قطب الدین بن ملا غلام یحیٰے خان بن ملا دوست محمد بن ملا حسن ملا قطب الدین ثانی کے بیرونی بیوی سے صاحبزادہ تھے علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ حیدرآباد مین اپنے والد کے پاس مقیم تھے زیادہ حالات مولوی قطب الدین کی اولاد کے مجھکو معلوم نہین ہین۔

مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ آپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھین اور درس بھی دینا شروع کیا تھا کہ درد گردہ مین مبتلا ہوئے۔ اور مرض نے طول پکڑا یہانتک کہ پھوڑا ہو گیا اور اُسمین شگاف دیا گیا مگر اُس سے جانبری نہو سکی اور بحالت شباب ایک صاحبزادے مولوی اکرام اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔ مولوی سلام اللہ صاحب کا عقد شیخ امانت علی قدوائی کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔

مولوی سراج الحق بن مولوی ظہور اللہ بن ملا ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر انگریزی کچھ مدرسۃ العلوم علیگڈھ مین پڑھی اب فکر ملازمت کی جانب متوجہ ہین۔ اس سال شادی کا خیال ہے حیدرآباد ہی مین اپنے والد کے ساتھ مقیم ہین۔

مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ۔ ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر انگریزی پڑھنا شروع کی اور بی۔ اے کا امتحان علیگڈھ کالج سے پاس کیا۔ تلاش ملازمت مین حیدر آباد مین مقیم رہے اور وہان ملازمت حاصل کی اُسکے بعد گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ انکم ٹیکس مین انکم ٹیکس افسر مقرر ہو گئے اور بسلسلۂ ملازمت میرٹھ مین مقیم ہین نہایت نیک و رحمدل اور صالح اعزا کی خبر گیری کرنے والے ہین۔ اُنکا عقد دختر حکیم محب علی کاکوروی یعنے اپنی پھپھی زاد بہن کے ساتھ ہوا ایک بچہ عظیم اللہ اور ایک لڑکی موجود ہین دونون خردسال ہین۔ عظیم اللہ ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

مولوی سراج الحق بن مفتی حکیم وہاج الحق بن ملا المعان الحق بن مولانا برہان الحق۔ کتب ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر اپنے چچا کے پاس حیدر آباد چلے گئے۔ وہان انگریزی حاصل کر رہے تھے کہ بمرض طاعون انتقال ہوا۔ یہ صاحبزادے نہایت ذکی اور ہونہار اور ہوشیار تھے افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور شباب کے قریب انتقال ہو گیا۔ تاریخ انتقال اشہر لکھنوی نے کہی تھی جسکے تین شعر حسب ذیل ہین۔

اشہر تھی ہے شکل سراج الحق آنکھ مین
اور قلب جل کے شعلۂ خاموش ہو گیا

دن بدھ کا تھا جمادی الاولی کی تھی ششم
جب وہ زندہ تکدے سے ہم آغوش ہو گیا

چشم و چراغ قوت و آرام دل سراج
آہ آہ باد مرگ سے خاموش ہو گیا

مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہم۔ تحصیل کتب اپنے والد سے کی۔ نہایت صالح و فاضل و قابل عالم تھے جوانی مین بعارضۂ دق انتقال کیا۔ آپ کا نکاح دختر ملا نافع بن ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا ایک صاحبزادہ ملا نظام الحق یادگار تھے جنکا ذکر آگے آئیگا۔ ملا سراج الحق کی ایک صاحبزادی بھی تھین جنکا عقد مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد کے ساتھ ہوا تھا جو لاولد فوت ہو گئین۔

مولوی سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب درسیہ آپ نے اپنے والد ماجد سے تمام کیے۔ لیکن تلاش معاش کی فکر کیوجہ سے مشغلۂ علمی باقی نہین رہا۔ تجارت مین کر لی تھی اسیوجہ سے اولاد کی تعلیم کی بھی فکر نہین ہو سکی آخر مین وطن ہی مین انتقال باغ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مین مزار واقع ہے۔ آپ کی شادی سنجہ ضلع بارہ بنکی

عــه محمد خاص ابن رستم علی ابن خواجہ غلام اشرف ابن خواجہ ظہور الدین خواجہ نور اللہ کی دختر سے عقد ہوا تھا

جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے۔ صاحبزادونکے نام مولوی عماد الدین اور مولوی عبدالرب محمد مشائخ ہین جنکا ذکر آگے آویگا۔ اور صاحبزادی کا عقد ملا نور اللہ بن ملا ولی اللہ بن قاضی غلام مصطفےٰ کے ساتھ ہوا۔ ان صاحبزادی کی وفات ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو ہوی۔

مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ بن مولوی مشائخ

بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید یعنی میرے منجھلے بھائی نے کتب ابتدائی کی تحصیل کے بعد تحصیل انگریزی کیطرف توجہ کی اور ایف اے تک پڑھا اور قانون کا لکچر بھی سُنا اسکے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کیطرف توجہ کی۔ ادب و نحو و صرف اور شرح وقایہ شمس العلما مولوی عبد المجید صاحب بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم سے پڑھا۔ اور کتب علم کلام و تفسیر و فقہ و فرائض اور بعض کتب منطق اور شرح چغمنی اور تصریح و مشکوٰۃ و صحیح بخاری اور موطا اور بعض دیگر کتب حدیث سبقاً سبقاً حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین۔ اور فارسی مولوی عبد العزیز صاحب بن ملا عبد الرحیم اور نیز حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ سے حاصل کی۔ عالم و فاضل و صالح ہین۔ ابتدائے تحصیل سے تدریس پر توجہ خاص کی مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین ابتداءً حساب و فارسی کا درس دیتے رہے بعد کو علوم عربیہ کا درس بھی دینا شروع کیا اور شرح وقایہ۔ نور الانوار و سراجیہ شریفیہ۔ شرح عقاید اور تصریح کے اسباق آپکے متعلق کیے گئے۔ جو آپنے نہایت خوبی سے پڑھائے خاصکر فرائض اور حساب مین اسقدر مہارت تامہ ہے کہ اب اس دور مین اسکی نظیر نہین ہے۔ علاوہ تدریس کے دار الاقامہ کی نگرانی بھی آپکے سپرد رہی جسکے کامیاب بنانے مین آپنے اپنی اوقات اپنے وقت کو وقف کر دیا تھا۔ آپ کی خوش انتظامی اور طلبا سے دار الاقامہ کے ساتھ عام شفقت شہرۂ آفاق ہوئی جس سے دور دراز سے طلبہ آکر مدرسہ کے دار الاقامہ مین داخل ہوے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی نگرانی مین طلبہ کو شفقت پدری کا لطف حاصل تھا۔ اور باوجودیکہ طلبا فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے مشاغل مین ہین مگر ابتک اُنکے ساتھ وہی شفقت پدری کا برتاؤ ہے۔ طلبا مین سے جو تلاش معاش مین ہوتے ہین تا بامکان امداد کرتے رہتے ہین جو مدرسہ اور طلبا کے ساتھ ہمدردی کا ایک بین ثبوت ہے۔

علم حدیث کی اجازت آپ کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرائض خصوصیہ علم الفرائض

مین بطرز جدید لکھی ہے جو طبع ہو گئی ہے۔ شرح عقاید نسفی پر مطول حاشیہ لکھا ہے جو نامطبوع ہے۔ شرح وقایہ کی خاص جگہوں پر حواشی ہین جو نہایت مفید ہین۔ ابتداے عمر سے اشغال و اذکار کا نہایت ذوق ہے۔ حضرت والد ماجد سے تعلیم اشغال و اجازت حاصل کی بعد کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اجازت اخذ بیعت اور اجازت اذکار حاصل کی۔ حضرت مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت دلائل بھی ہے۔

نکاح آپ کا مولوی عبد العزیز بن ملا عبد الرحیم بن ملا عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا۔ ایک لڑکی زوجۂ ثانیہ جناب قطب میاں صاحب بن مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور ایک صاحبزادے محمد شفیع سلمہ موجود ہین۔ مولوی سلامت اللہ صاحب نہایت منتظم اور امور دنیاوی مین بھی کمال سلیقہ رکھتے ہین۔ محلہ کے تقاریب و تقاریب عرس مین اکثر اہتمام آپ ہی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ہم لوگون کی جائداد کا بھی انتظام بڑے بھائی مرحوم کے بعد سے آپ ہی کے متعلق ہے۔ اس سال ۵ شوال سنہ [illegible]ھ یوم پنجشنبہ کو جبکہ آپ عرس حضرت سید السادات مین جانے کی تیاری کر رہے تھے ناگاہ داہنے جانب ۹ بجے دن کو فالج کا شدید حملہ ہوا۔ خدا کے کرم فرمایا صحت ہو رہی ہے دماغ پر خدا کے فضل سے کسی قسم کا اثر نہین ہے۔ مثل سابق بالکل صحیح ہے۔ البتہ داہنا ہاتھ اور پاؤن ابتک بیکار ہے شافی مطلق سے دعا ہے کہ وہ صحت زائل کو جلد واپس لائے اور شفاے عاجل عطا فرمائے اور تادیر ہم سبھون کے سرون پر زندہ و سلامت رکھے آمین بحرمت طٰہٰ و یٰسٓ۔

نور اللہ مرقدہ

مولانا کو ہمیشہ سیاسیات مذہبی سے دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ جب جنگ اٹلی و طرابلس شروع ہوئی آپ نے مؤید الاسلام مین بحیثیت جائنٹ سکریٹری کوشش کر کے ترکی مجروحین کیلیے چندہ فراہم کیا اور جنگ بلقان مین پوری محنت اور سخت جانفشانی سے تقریباً سینتالیس ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے بھیجا جسکی فہرست شایع ہو چکی ہے جب جنگ عظیم یورپ ختم ہوئی اور فاتحین نے اسلامی سلطنت کو برباد کر دینا چاہا اور مسلمانان ہند نے دفاع عن الاسلام کی غرض سے تحریک ترک موالات شروع کی

مولانا صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تقریباً تین سال تک نہایت پرجوش طریقہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً تمام ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں ۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ کو گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۷ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری آپ کو اور شیخ شوکت علی صاحب اور چودھری خلیق الزماں صاحب اور حکیم عبدالولی صاحب اور پنڈت جواہر لال نہرو اور بعض دیگر ہندو حامیان تحریک کو گرفتار کر لیا اور ایک سال قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تین مہینے آپ جیلخانہ میں رہے اسکے بعد مع اپنے پرجوش ساتھیوں کے بحکم گورنمنٹ قید سے رہا ہوئے۔

مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی پڑھنا شروع کی اور میٹرک انٹرنس تک اسکول سے امتحان پاس کیا۔ کچھ زمانہ تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ریاضی سکھاتے رہے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہاں محکمہ امور عامہ میں ملازم ہوگئے۔ اب ضلع بیدر میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہیں جوان صالح ہیں۔ عقد اُنکا دختر حکیم محب علی صاحب کا اور دوسری نواسی مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ کے ساتھ ہوا ماشاء اللہ دو بچے محمد رضا اور محمد خالد اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ محمد رضا قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ سب خورد سال ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد کیطرح امور دنیاوی میں خاص ملکہ ہے۔

حرف الشین

مولوی شمس الحق بن ملا معان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرہ مولانا انوار الحق۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھکر فکر ملازمت میں حیدرآباد چلے گئے اور پائیگاہ کے ملاقہ میں تحصیلدار مقرر ہوگئے عرصہ کے بعد وہاں سے علیحدہ ہوکر وکالت شروع کی۔ ابتک حیدرآباد میں بسلسلہ وکالت مقیم اور کامیاب ہیں۔ نہایت نیک مزاج ملنسار طبیعت پائی ہے۔ آپ کی پہلی زوجہ قصبہ گگرام کی تھیں جو لاولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا نکاح ۹ جمادی الاولٰے سنہ ۱۳۳۶ھ میں شیخ سلطان اشرف کی لڑکی سے ہوا جنسے متعدد اولادیں ہوئیں مگر سوا ایک لڑکے کے سب مر گئیں اس لڑکے کا نام نعیم الحق ہے جو اس سال پیدا ہوا ہے۔ خدا اُسکو

عمر طویل عطا فرماوے۔

مولوی شائق بن مولوی مشائخ بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب درسیہ ابتدائی پڑھکر تلاش معاش کی اور ملازم ہو گئے۔ انکا عقد اول دختر ملا اسرار الحق بن مولانا انوار الحق سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد بنکی (ضلع بارہ بنکی) مین شیخ علیم اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر چھوڑکر مولوی شائق صاحب نے وفات پائی۔

مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی مشائخ۔ یعنے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی کتب درسیہ اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ ابن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق سے تحصیل کین۔ اسکے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی اور سرکاری ملازم ہو گئے مختلف عہدونپر ترقی کرتے ہوے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ ۱۳۲۳ھ مین پنشن لیکر وطن مین اقامت اختیار کی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدرسہ عالیہ نظامیہ کے افتتاح کا انتظام کیا تو آپ کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوے دو برس تک نہایت انہماک سے اس کام کو انجام دیا۔ بعد بقصد حج شوال ۱۳۲۵ھ مین مع اپنے وفادار ملازم اور خدمتگذار خاص مسمی رمضان کے حرمین شریفین چلے گئے۔ اور وہان جنگ عظیم کے دوران مین ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مین تقریباً آٹھ سال قیام کرنے کے بعد وطن واپس آئے اور دو برس تک قیام کیا۔ یکم صفر ۱۳۳۵ھ کو طبیعت معمولی طور پر خراب ہوئی اور سوء تنفس لاحق ہوا۔ معالجہ کے متعلق جب ہملوگون نے عرض کیا تو حسب ذیل شعر پڑھکر انکار کر دیا۔ ؎

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد ۔۔۔ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حیف دردے کہ بجز دِنگٹ دوا بر دا شت ۔۔۔ بہر جانے نتوان ناز مسیحا بر داشت

۳ صفر کو طبیعت پرسکون تھا بعد ظہر تھوڑی دیر سو کر جاگے تو طبیعت کچھ خراب محسوس ہوئی مگر اسپر بھی توجہ نہ کی۔ مغرب کے وقت نماز پڑھنے کیواسطے کھڑے ہوے نماز کی نیت کر چکے تھے کہ استنجے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی نماز توڑکر استنجے کو گئے پلٹ کر آئے تو سوء تنفس بہت زیادہ تھا پلنگ کے قریب قبلہ رو بیٹھکر تیمم کیا اب سخت کرب شروع ہو گیا تھا اور بار بار جھومکر گرنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ عم محترم جناب حکیم وہاج الحق صاحب آ چکے تھے۔ وہ نماز پڑھتے

اور آپنے بھی نماز شروع کی مگر شدت تکلیف و کرب مین نماز ختم ہونے کی نوبت نہین آئی تھی اب ہم سب لوگ پہونچگئے۔ اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ اور سینہ پر روغن بادام و مصطگی ملنے لگے کہ دفعتًا آپ لیٹ گئے اور روح اعلےٰ علیین کو پہونچگئی شب کو بوجہ قبر تیار نہو سکنے کے دفن نہین ہوسکے صبح کو قبل جمعہ ۱۴ صفر ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء کو باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ مین متصل دیوار مغربی اپنے پرنانا مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو مین دفن کیے گئے۔ بیعت و اجازت آپ کو اپنے نانا مولانا محمد حامد صاحب سجادہ نشین مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی۔ آپنے اپنے منجھلے صاحبزادے مولوی سلامت اللہ صاحب اور پوتے مولوی محمد شفیع سلمہ کو اجازت مرحمت کی ہے۔ زمانہ ملازمت مین ہمیشہ نصف شب کے بعد جاگتے اور تمام شب ذکر و شغل اور عبادت مین بسر فرماتے۔ مدت ملازمت بھر ایک پیسہ اور چیز رشوت کی یا ناجائز حاصل نہین کی ڈالی وغیرہ تو بڑی چیز ہے کسی سے بلا قیمت لکڑی جلانے کی نہین لی۔ مقدمات کے فیصل کرنے مین کبھی کسی سفارش یا حکام بالادست کے ناجائز دباؤ کا اثر نہین لیا اور جو قرین انصاف ہوتا تھا وہی کرتے تھے۔ حکام بالادست کی بیجا خوشامد اور حاضر باشی مین تضیع اوقات نہین فرماتے۔ مجھسے ایک واقعہ عہ صغر علیخانصاحب ساکن و زمیندار موضع سواین ضلع اناؤ نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر بیان کیا جسکا اظہار اس موقع پر خالی از دلچسپی نہوگا اور جس سے انداز کیا جا سکتا ہے کہ مولانا کو انصاف و رعایا پروری کس درجہ ملحوظ تھی۔ خانصاحب مذکور کا بیان ہے کہ ۱۸۹۵ء مین جبکہ مولانا ضلع سلطانپور مین بعہدہ ڈپٹی کلکٹری تعینات تھے اور تحصیل کادی پور کے انچارج تھے۔ اُسوقت خانصاحب مذکور ضلع اور تحصیل مذکور مین دیہات کورٹ آف وارڈس علاقہ کھیراڈیہہ سیہی پور کے ضلعدار تھے اور اکثر مولانا کی خدمت مین اپنی موروثی عقیدت اور خلوص کی بنا پر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ علاقہ مذکور کے موضع سارنگ پور کے ٹھاکر بہت شریر اور شورہ پشت اور متمرد تھے۔ اُنکے متعلق اُس اطراف مین مشہور ہے کہ شاہی زمانہ مین ازراہ شرارت چکلہ دار کے اونٹ کو کوٹھے پر چڑھا کر چھپا دیا تھا۔ ملازمین کورٹ آف وارڈس کی حکومت کا اثر نہین لیتے تھے اور نہ لگان وقت پر ادا کرتے تھے۔ حکام کورٹ

عہ اس واقعہ کو خانصاحب موصوف نے اپنے قلم سے نقل کتاب ہذا کے وقت اضافہ کر دیا تھا جسکو انکے اصرار پر بجنسہ طبع کرا دیا گیا۔ عنایت

آف وارڈس کے ایما سے اور اس موضع کے سرغنہ اور اسکے چند ساتھیون پر ملازمین محکمہ مذکور نے ایک
مقدمہ فوجداری چلایا کورٹ آف وارڈس کے اثر سے پولیس نے اسمین رنگ آمیزی کرکے
مولانا کے اجلاس پر ملزمین کا چالان کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع دورہ پر تھے اُسنے ملازمین کورٹ کی
خواہش سے مولانا کو ایک چٹھی لکھی کہ ملزمین کو سزا دیجائے۔ اور جب دورہ سے واپس
آئے تو زبانی بھی سزا دینے کی تاکید کی۔ مولانا کو اس مقدمہ مین شک پیدا ہوا پہلے خود موقع
پر جاکر تفتیش فرمائی اُنکے نزدیک مقدمہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ثابت ہوا۔ فریقین کا
باضابطہ شہادت لینے کے بعد ملزمین کو بری کر دیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے خط کو مسل مین
شامل کر دیا۔ اور اُس ملازم کورٹ پر جسنے یہ استغاثہ دائر کیا تھا بموجب دفعہ ۱۹۲ تعزیرات
ہند غلط الزام لگانے کا مقدمہ قائم کر دیا جسمین کورٹ آف وارڈس کا بہت روپیہ صرف
ہوا اب عدالت اپیل سے اُس ملازم کی بریت ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر کو اس معاملہ مین بہت خفت
ہوئی اور آپ سے ہمیشہ ناراض رہا مگر آپنے اظہار حق اور انصاف کے مقابلہ پر اسکی کوئی پروا
نہین کی۔ دانتہے ما کتبہ،

اپنے ماموں حضرت مولانا عبد الرزاق سے بھی بعض اذکار و اشغال حاصل کیے تھے
اور اُنکی خدمت مین نہایت خلوص تھا علاوہ اُنکے مولانا فضل الرحمٰن قدس سرہ اور مولانا
شاہ عبد اللطیف ستھنی قدس سرہ اور اپنے وقت کے دیگر بزرگان دین کی خدمت مین حاضر
وہ حضرات نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ والد ماجد اور مولانا عبد الوہاب بن
عبد الرزاق اور مولانا عبد الحی بن مولانا عبد الحلیم رحمۃ اللہ علیہم سے بہت زائد تعلقات
مودۃ و محبت تھے کہ اسقدر کسی دوسرے سے نہین تھے والد صاحب قبلہ اکثر فرماتے
کہ مجھسے میرے ان دوستون سے وعدہ ہوگیا ہے کہ اگر کوئی بھی فضل خداوندی سے جنت
الفردوس مین جگہ پائیگا تو مجھکو اپنے ہمراہ لیجائیگا۔ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ
خیر العمل مین لکھا ہے واصغرھما المولوی شرف الدین محمد نیقی وحبیبی جامع الفضائل
الخلق۔ مولانا کا نکاح فتحپور مین منشی نہال الدین کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا تھا
تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب

ابن مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین پیدا ہوے۔ تینون لڑکون کے نام حسب ذیل
ہین۔ مولوی ہدایت اللہ مولوی سلامت اللہ اور فقیر محمد عنایت اللہ جو سب سے چھوٹا ہے
ان سب کے تذکرے اپنے اپنے مقام پر کیے گئے ہین۔ میری والدہ نہایت نیک اور شریف الطبع
بیوی تھین کبھی کسی سے لڑائی نہین ہوئی باوجودیکہ اُنکے شوہر ہی ہمیشہ گھر کے مربی و
سرپرست رہتے تھے مگر کبھی بھی انتظام خانہ داری اپنے متعلق نہین لیا ہمیشہ میری بڑی چچی جو بہو
تھین سپرد انتظام رکھا اور خود اُنکی اطاعت بہوون کیطرح کرتی رہین۔ فرنگی محل مین اُنکی
نیک طبعی ضرب المثل تھی ۵ رجب ۱۳۲۵ھ کو ۹ بجے شب کے وقت انتقال کیا۔ مجھے یاد نہین
پڑتا کہ کبھی بھی میری والدہ نے مجھکو یا میرے بھائیون کو مارا ہو۔ خدا میرے والدین کو
بہترین جزا دے۔ رب اغفر لی ولوالدی وارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

مولوی محمد شفیع محبت اللہ بن مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کرامت اللہ

۱۲ صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوے حفظ قرآن کے بعد تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین ابتدا سے
لیکر انتہا تک کی اور مولانا کی سند حاصل کی الہ آباد یونیورسٹی سے امتحان مولوی "پاس"
کیا اسکے بعد زراعتی کالج کانپور مین تعلیم حاصل کرنے گئے اس اثنا مین صرع کے دورے ہونا
شروع ہو گئے۔ اور مجبوراً وہان سے واپس آئے اور تدریس مین مصروف ہوے۔ تحریک
خلافت کے زمانہ مین جب مسلمانان کلکتہ نے مدرسہ اسلامیہ زکریا مسجد مین قائم کیا تو مولانا ابوالکلام
آزاد کے طلب پر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی محمد شفیع صاحب کو وہان بھیجدیا۔ کچھ
زمانہ بحیثیت مدرس اور عرصہ تک بحیثیت افسر مدرس و مہتمم کام کرتے رہے۔ اور کلکتہ کی
خلافت کمیٹی کے صدر مقرر ہوے ہالیڈے پارک مین ایک پرجوش تقریر غازی مصطفےٰ
کمال پاشا کی فاتحانہ پیش قدمی مین انگریزون کی مداخلت پر کی جسکے نتیجہ مین ربیع الاول
۱۳۴۱ھ مطابق نومبر ۱۹۲۲ء کو گرفتار کر لیے گئے۔ اور ایک سال تک جیلخانہ بیرام پور مرشدآباد
مین رہے نومبر ۱۹۲۳ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ مین رہا ہوے۔ کلکتہ کے سربرآوردہ
حضرات جسطرح اُنکی عزت کرتے تھے اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ بہت اثر مولوی محمد شفیع صاحب نے وہان
پیدا کر لیا تھا۔ بعد رہائی وطن واپس آئے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین اسوقت سے تدریس مین

مشغول ہین۔ شغف علمی کے ساتھ علمی مباحث مین وسعت نظر بہت ہے نہایت صلح کل لڑائی
جھگڑون سے علیحدہ رہنے والے شخص ہین۔ انکا نکاح اولاً انکی چچا زاد بہن دختر مولوی
ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ سے ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور وہ بیوی
لاولد جمادی الاولے ۱۳۴۲ھ مین انتقال کر گئین۔ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ مین دوسرا انکا
مولوی انیس احمد صاحب عباسی کی ہمشیر زادی دختر منشی شوکت علی کاکوروی کے ساتھ
ہوا جنسے ایک لڑکا محمد رفیع اور ایک لڑکی ابتک موجود ہین دونون خرد سال ہین۔
مولوی محمد شفیع صاحب کے تالیفات حسب ذیل ہین۔
التجہیز والتکفین لاموات المسلمین۔ رسالہ ہیئت جدیدہ و قدیمہ۔ تنبیہ حکیم نائم الاجسام پر حواشی
اشباح الادب۔ ترجمہ ہدیۃ الطیبہ لصلوٰۃ ابن ابی شیبہ۔ شرح ابیات مشکلہ دیوان غالب
حاشیہ بحر الرائق ناتمام جو جبل مین لکھا گیا۔ ترجمہ رسالہ سلیمانیہ۔ حل جامیٹری حصہ اول

حرف صاد

ملا صفدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ تحصیل کتب بتمامہ کرکے استعداد کامل حاصل کی
عین جوانی مین بعارضہ حبس بول انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ
علیہ کی دختر سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر فوت ہو گئی اور کوئی عقب باقی نہین
مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کتب درسیہ
پڑھنے کے بعد فکر ملازمت کی مدتون اپنے سوتیلے بھائی مولوی انعام اللہ کے ساتھ رہے
بعد کو حیدرآباد چلے گئے۔ وہان بسلسلہ ملازمت مین ہنگولی مین قیام کیا آخر مین مبتلا ہے
فالج ہوکر وطن واپس ہوے۔ اور برسون علیل رہکر رجب ۱۳۳۲ھ مین انتقال کیا یہ عجب
امر ہے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے سب لڑکے اور لڑکیون کا انتقال رجب ہی کے مہینہ
واقع ہوا۔ مولوی صفی اللہ کا نکاح ملا احمد حسین بن ملا حیدر کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال
کر گئین۔ اب مولانا ولی اللہ صاحب کی نسل مین سوائے مولوی انعام اللہ کے ایک لڑکے
محمد سلیم اور ایک نواسی خرد سال کے اور کوئی باقی نہین رہا۔
مولوی صمصام الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق کتب درسیہ آخر

[illegible] ربیع الاول [illegible] ایک لڑکا [illegible] انتقال ہو گیا۔

ملا عبد الحلیم بن ملا امین اللہ سے پڑھیں۔ ایک مدت تک وطن میں تدریس کا سلسلہ رہا اسکے
بعد پٹنہ چلے گئے اور وکالت کی سند حاصل کرکے وہاں وکالت شروع کی۔ آپ کی تصانیف
میں سے صراط مستقیم فقہ میں اور نظام عالم ہیئت میں ہے آپ کا عقد اولاً میری پھوپھی دختر مولوی
کرامت اللہ سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبد الحق اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی
عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم کو چھوڑ کر وفات پاگئیں۔ دوسرا عقد آپ کا ملا فضل اللہ
بن ملا نعمت اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ۲۲ محرم سنہ ۱۳۲۱ھ کو لاولد فوت ہوگئیں
مولوی عبد الحق قرآن شریف حفظ کر رہے تھے کہ اس عرصہ میں علیل ہوئے اور ۲۳ ر
جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۹ھ کو انتقال کیا۔ مولوی صمصام الحق کا انتقال ۲ محرم سنہ ۱۳۳۱ھ کو
لکھنؤ میں ہوا آپ کو بیعت و اجازت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی
آپ نے بہار میں کچھ لوگوں کو مرید بھی کیا تھا۔

مولوی محمد صالح ابو الحسن بن ملا عبد الجامع بن ملا عبد النافع بن مولانا بحر العلوم۔ آپ کا
تذکرہ حرف الف میں گذر چکا۔

مولوی صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ تحصیل کتب مدرسہ
عالیہ نظامیہ میں تمام کی اور ۱۳۳۳ھ میں سند مولانا حاصل کی انگریزی بھی کچھ پڑھی اس کے بعد
تدریس کیجانب توجہ کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوئے تقریباً پندرہ سال سے
درس دے رہے ہیں۔ نہایت ذکی اور ذہین ہیں۔ عربی ادب میں خاص مہارت حاصل کی ہے۔
نہایت خوش بیان اور نہایت اچھے مقرر اور انشا پرداز ہیں۔ تقریر اور تحریر نہایت اچھی
اور لطافت آمیز ہوتی ہیں۔ علماے فرنگی محل میں اسوقت انکے برابر اچھی تقریر اور تحریر
کرنیوالا نہیں ہے۔ کچھ زمانہ ہوا ایک رسالہ موسوم بہ النظامیہ جاری کیا تھا جو تقریباً چار سال
جاری رہا۔ اسکے بعد تحریک خلافت کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بند ہوگیا۔ دو برس سے
اخبار خادم الحرمین جاری کیا جو انجمن خدام الحرمین کا آرگن ہے۔ مولویصاحب موصوف
اس انجمن کے اسسٹنٹ سکریٹری بھی ہیں۔ انکا عقد انکی ماموں زاد بہن دختر مولوی عظمت اللہ صاحب
بن مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا انسے اسوقت دو لڑکے محمد ہاشم اور محمد حبیب

اور ایک لڑکی موجود ہین محمد ہاشم قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ خرد سال ہین۔ انکو حضرت استاذ او حضرت پیر ابراہیم صاحب بغدادی سے بیعت ہے اور بعض اوراد و اذکار کی اجازت حضرت سید شاہ ممتاز احمد صاحب قبلہ سے بھی ہے۔ انکی تصنیف ہین۔ ترجمہ مناقب ابی اقیہ اور انوار الغیوب یعنی مولانا حضرت حاجی امداد اللہ کے رسالہ کا ترجمہ یہ دونون مطبوع ہین۔ ترجمہ ملل و نحل شہرستانی اور ترجمہ تاریخ ابو الفدا اور ترجمہ تاریخ اسلام سید احمد دحلان المکی۔

حرف الضاد

مولوی ضیاء الحق بن مولانا ازہار الحق بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کر رہے تھے کہ ناگاہ ایکدن دریا پر سیر کیلیے گئے اور دریا مین نہانا شروع کیا دفعتًا بھنور مین پھنس گئے اور غرق ہو گئے۔ اس جوانا مرگی سے والد ماجد کو بیحد صدمہ ہوا اور اسکے بعد سے مبتلاے امراض ہو کر انکا بھی انتقال ہو گیا۔

مولوی ضیاء الحق بن ملا امان الحق بن مولانا برہان الحق۔ کتب درسیہ مطولات تک مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور مولانا عبد الحی اور مولانا محمد نعیم نبیرۂ مولانا بحر العلوم سے پڑھین۔ اسکے بعد انگریزی پڑھکر ملازمت سرکاری کی اور بسلسلۂ ملازمت ضلع بارہ بنکی مین مقیم رہے۔ اب پنشن لیکر وطن مین مقیم ہین۔ ابتداے زمانہ مین مولوی صاحب نے نکاح نہین کیا۔ عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ شیخ الطاف حسین بجنوری کی صاحبزادی سے نکاح کیا تاہنوز کوئی اولاد نہین ہے خدا اولاد عطا فرمائے۔

حرف الظاء

مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ولادت ۱۱۴۳ھ مین ہوئی۔ تحصیل کتب اپنے والد اور چچا ملا حسن سے کی نہایت زبردست و قابل عالم ہوے۔ سلسلۂ قطبیہ کے چیدہ علما مین سے تھے۔ صاحب خیر العمل نے مفصل انکے حالات لکھے ہین۔ عہدہ افتا سرکار اودھ سے سپرد ہوا جسکو چالیس سال تک متواتر انجام دیتے رہے۔ باوجود عدالتی کامون کے سلسلۂ تدریس و تالیف بند نہین ہوا۔ زواہد ثلثہ پر حواشی اور شمس بازغہ کے رسالہ و حصہ کی شرح آپ کی خاص تالیفات ہین۔

عـه دوران طالب علمی کتب عربی کے ساتھ حفظ قرآن شریف ... [illegible]

تمام کتب درسیہ اور خاصکر کتب فقہیہ پر متفرق حواشی ہین۔ مولانا تمام علوم کے ماہر تھے لیکن خاصکر علوم فقہیہ مین بوجہ کاروبار عدالت ملکہ تام حاصل تھا۔ مین نے مولانا کے حواشی میرزاہد ملا جلال سے استفادہ کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہی کتاب اس بات کی شاہد قوی ہے کہ مولانا کو علوم عقلیہ مین علوم فقہیہ سے کم مہارت تامہ نہین تھی۔ مولانا کے کتب مین وہ فوائد ملتے ہین جلیسے بڑے بڑے مصنفین کی کتابین خالی ہین۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ لکھنے کا طرز بہت کچھ مولانا کے طرز سے ملتا ہے۔

مولانا کے تلامذہ علاوہ ارباب فرنگی محل حسب ذیل ہین۔

مولانا نورکریم دریابادی۔ مولوی عبدالرحیم صفی پوری۔ مولوی جلال الدین رامپوری مولوی نجم الدین رامپوری۔ قاضی امین الدین فتحپوری۔ قاضی سعیدالدین و مولوی کفایت اللہ المتخلص بہ کافی مرادآبادی۔ مولوی احسان اللہ اونامی۔ مولوی خیراللہ۔ مولانا عبدالمجید بدایونی۔ مولانا فضل رسول بدایونی۔ مولوی یادعلی نصیرآبادی۔ مولوی محمد ہادی۔ مولوی عبدالکریم۔ مولوی عبدالقادر لکھنوی۔ حکیم واجد علیخان موہانی۔ مولوی غنی تقی زیدپوری۔ مولوی احمد علی محمدآبادی۔ مولوی سعید عظیم آبادی۔ شاہ مولانا احمد سعید دہلوی۔ مولوی حیدرعلی فیض آبادی۔ مولوی مظہر علیخان لکھنوی۔ ملا شیر محمد۔ مفتی عبدالواحد رامپوری۔ مولوی مسیح الدین خان کاکوروی۔ مولوی ابوالحسن پنجابی۔ مولوی سعد اللہ مرادآبادی۔ مولوی قدرت علی ردولوی۔ مولوی جعفر علی کسمنڈوی۔ مولوی فضل علی سندیلوی مولوی تفضل علی جونپوری۔ مولوی سرفراز علیخان مفتی عدالت عظیم آباد۔ مولوی حسین احمد محدث ملیح آبادی۔ مولوی عبدالحفیظ ملیح آبادی۔ مولوی مختار علی جائسی۔ مولوی ... دہتوری شارح سلم العلوم۔ مولوی معین الدین کڑوی۔ مولوی صبغت ... صادق لکھنوی۔ حکیم رضا علی۔ حکیم سید محمد۔ حکیم مرزا کلو۔ شیخ محمد حسین حکیم نابینا ... اسمٰعیل چھپرادی۔ مولوی حکیم غلام نجف۔ حکیم ابوالبقا۔ حکیم ابوعلی ساکنا ... مین انتقال ... قلی خان کنتوری۔ مولوی اشرف علی ردولوی۔ مولوی غالب ... ہوے۔ آپکا عقد ... ملانی۔ مولوی شکراللہ الہ آبادی۔ مولوی غیاث الدین ... دو صاحبزادے اور

مولوی پناہ علی پنجابی۔ منشی علی نقی خان۔ مولوی ثابت علی الہ آبادی۔ مولوی ارادت حسین۔
مولوی دیانت اللہ۔ مولوی فرخ حسین ساکنان بنگالہ۔

مولانا کی وفات ۷ ربیع الاول ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔

مولانا کا نکاح مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کی دختر سے ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیاں
ہوئیں۔ ایک صاحبزادی کا عقد ملا محمد اکبر بن مفتی احمد ابو الرحیم بن مفتی یعقوب سے ہوا جنکا انتقال
۱۲۶۵ھ کو ہوا۔ اور دوسری ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے کتخدا ہوئیں
انکا انتقال ۵ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ کو ہوا۔ دونوں صاحب ولد دونوں جنکا ذکر گذر چکا ہے
مفتی صاحب نے ایک زن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا جنسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی الٰہی بخش
بن مولوی غلام یحیےٰ خان صاحب یادگار ہیں خیر العمل ہیں مولانا کا سنہ وفات ۱۲۷۵ھ آخر رجب ہے
مولوی ظہور علی عرف محمد غوث بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین پ مولانا حیدر کے
سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ سے تمام کین تھا
قابل و فاضل علما میں سے ہوے بعد تحصیل علم قرآن شریف جوانی میں حفظ فرمایا۔ وطن
میں مدت تک تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد حیدرآباد تشریف
لیگئے اور اپنے والد کے قائم مقام ہوے۔ اور سرکار نظام سے منصب و جاگیر مقرر ہوئی۔ وہاں
بھی تدریس و تعلیم میں عمر بسر فرمائی۔ حیدرآباد کے علما و امرا اور شاہ دکن بہت اعزاز
اکرام کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے تھے۔ آپ ہی کے فتوے پر عدالتوں میں فیصلے ہو
تھے۔ عادت تھی کہ آخر عشرۂ رمضان المبارک میں اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال
اسکے معتکف تھے کہ مرض ہیضہ میں مبتلا ہوے اور اسی حالت اعتکاف میں شب
مبارک ۱۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ اور صبح کو مقبرۂ شاہ یوسف قادری
حیدرآباد میں دفن ہوے۔ آپ کے تصانیف میں سے علاوہ کتب
معراج نبوی اور الطریقۃ الوسطے فی سماع الموتے اور شرح
ہیں۔ آپ کا اول عقد ملا اکبر بن ملا ابو الرحیم بن مفتی یعقوب کی
صاحبزادی والدہ مولانا عبد الحی زوجہ ملا عبد الحلیم

... شنبہ ۲۴ شعبان ۱۲۹۷ھ کو ہوا۔

ملا امین اللہ پیدا ہوئین ۔ اُنکے انتقال کے بعد دوسرا نکاح شیوخ سادات مین سیدہ مرتضٰی کی صاحبزادی سے ہوا ع جنسے دو صاحبزادے مولوی افضل حسن اور مولوی ظہور حسن اور دو صاحبزادیان ایک والدہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ زوجہ مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور دوسری زوجہ مولوی محمد قاسم بن ملا مہدی بن مفتی محمد یوسف پیدا ہوئین مولوی افضل حسن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ۔ ملا ظہور علی صاحب کے حفظ قرآن کا واقعہ مین نے ثقات سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک مین حافظ احمد علی صاحب مشہور حافظ نے مسجد ملا مبین واقع بیرون فرنگی محل مین قرآن شریف تراویح مین پڑھنا شروع کیا ۲ یا ۳ شب کو اتفاقا کسی جگہ اُنھون نے اعراب کی غلطی کی تو مولانا ظہور علی صاحب نے لقمہ دیا ختم تراویح کے بعد حافظ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ حافظ ہین آپ نے فرمایا کہ مین حافظ تو نہین ہون مگر چونکہ جو آپ نے پڑھا تھا وہ نحوی قاعدہ سے صاف طور پر غلط تھا اسلیے مین نے لقمہ دیا حافظ صاحب نے فرمایا کہ پھر کل سے آپ ہی نحو کے قواعد کے مطابق قرآن شریف پڑھیگا اور دوسرے دن سے حافظ صاحب نے آنا موقوف کر دیا ۔ مولانا ظہور علی صاحب نے خود روزانہ قرآن شریف یاد کر کے پڑھنا شروع کر دیا اور اسی رمضان مین پورا قرآن حفظ کر لیا ۔ آپ کو سرکار نظام سے عمدۃ العلما کا خطاب بھی ملا تھا مولوی ظہور علی کے بڑے صاحبزادے مولوی ظہور حسن تھے مولوی ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر ۔ آپ نے تحصیل علم اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے کیا اور بعد فراغت افتا و تدریس مین مشغول ہوے اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اُنکے قائم مقام ہوے جاگیر اور منصب سرکاری مقرر کیا گیا ۔ اور نجم العلما کا خطاب منجانب سرکار نظام عطا ہوا ۔ مولانا کا احترام اہل حیدرآباد مین بہت زیادہ تھا مولانا اظہار امر حق اور انکار غیر مشروع مین کسی سے خوف نہین کرتے تھے ایک اسی قسم کے واقعہ کے باعث آپ کو حیدرآباد کا قیام ترک کرنا پڑا ۔ اور زیارت و حج کے قصد سے حجاز تشریف لیگئے ۔ اور مدینہ منورہ پہونچکر آپ نے ۱۴ شعبان ۱۳۰۹ھ مین انتقال کیا ۔ اور جنت البقیع مین پائین حضرت سبط اکبر رضی اللہ عنہ مدفون ہوے ۔ آپکا عقد امرائے حیدرآباد مین نواب نصیر جنگ بہادر کی لڑکی سے ہوا جنسے دو صاحبزادے اور

ع مولوی ظہور علی صاحب کی دوسری زوجہ کی وفات حیدرآباد مین ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۸ھ کو ہوئی ۔

اور ایک صاحبزادی زوجۂ نواب رفعت یار جنگ بہادر پیدا ہوئے یہ صاحبزادی صاحب اولاد ہین۔ دونون صاحبزادون کے نام مولوی ظہور علی اور ظہور اللہ ہین۔ ملا ظہور حسن کی زوجہ بھی مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کرلی تھی اور وہین ۱۳۲۴ھ مین انتقال ہوا اور جنت البقیع مین دفن ہوئین۔

مولوی ظہور علی بن ملا ظہور حسن مذکور عالم شباب مین ناکتخدا مدینہ منورہ مین انتقال کر گئے یہ مولوی ظہور حسن کے بڑے فرزند تھے۔

مولوی ظہور اللہ المخاطب بہ نواب نصیر جنگ بن ملا ظہور حسن مذکور نے کتب متوسط تک ملا عبد الباقی بن ملا علی محمد سے پڑھا۔ اپنے والد کے منصب و جاگیر کے علاوہ اپنے نانا کے منصب و جاگیر کے بھی مالک ہوئے۔ اور نانا کا خطاب یعنی نواب نصیر جنگ بھی حاصل کیا۔ امرائے حیدرآباد مین شمار ہوتا ہے اعزاز و احترام سے بسر کر رہے ہین۔ عقد انکا مولوی نور الصدیق بن ملا حیدر کی نواسی سے ہوا جنسے خدا کے فضل سے پانچ لڑکے اور چار لڑکیان موجود ہین۔ دو لڑکیان خردسال ہین اور بڑی دو لڑکیان حیدرآباد کے روسا کے یہان کتخدا ہین۔ ایک افسر جنگ بہادر کے خاندان مین اور دوسری سلطان الملک کے خاندان مین یعنے (شمشیر نواز جنگ کے خاندان مین) لڑکون کے نام حسب ذیل ہین۔ بڑے انوار الدین انوار اللہ عرف چاند بادشاہ۔ دوسرے لڑکے ظہور حسن عرف مدنی نواب تیسرے سراج الحق عرف چنو نواب۔ چوتھے ذینو نواب۔ پانچویں صدیق نواب انمین سے چاند بادشاہ کا ذکر گذر چکا۔ چنو نواب اور مدنی نواب کا ذکر آگے آتا ہے باقی خردسال ہین۔

ظہور حسن عرف مدنی نواب بن مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بہادر بن ملا ظہور حسن نجم العلما بن ملا ظہور علی عمدۃ العلما بن ملا حیدر ملک العلما۔ مولوی ظہور اللہ صاحب کی تمام اولاد مین سب سے لائق سمجھدار اور ذہین یہ ہونہار بچہ تھا۔ انگریزی کی تعلیم مسلم یونیورسٹی مین حاصل کی تکمیل تعلیم کیلیے ولایت جانے کیواسطے تیاری کر رہے تھے۔ لکھنؤ اپنے نانا اور چچا یعنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعزہ سے ملنے کے واسطے

یہان سے اجمیر شریف حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند قطب عالم خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار مین آخری حاضری دینے کے واسطے گئے۔ صاحبزادہ والا تبار حضرت میان محمد حنیف صاحب کے یہان بالاخانہ پر قیام کیا شب کو کھانے کے بعد کمرہ کے باہر جانے لگے لوٹا ہاتھ مین تھا بجاے صحیح راستہ کے دوسرے دروازہ کی جانب جو صحن مکان کی جانب کھلتا تھا پاؤن رکھا اور صحن مین آرہے اور بیہوش ہو گئے۔ ہر چند کوشش ہوش مین لانے کی کیگئی مگر حکم خداوندی سے چارہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر مین انتقال کیا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اعزہ فرنگی محل کو اس بچے سے بہت محبت تھی۔ اور اُسنے اپنی سعادت سے ہر عزیز کو خوش رکھا تھا۔ مرحوم کا نکاح اُنکی پھوپھی زاد بہن دختر نواب نعمت جنگ بہادر کے ساتھ ہوا تھا جس سے ایک خرد سال بچہ موجود ہے۔ بیوی عالم بیوگی مین اپنی والدین کے یہان مقیم ہے۔ خدا اس خرد سال بچہ کو اپنے نامور اجداد کا صحیح قائم مقام کرے۔

مولوی ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور اپنے نانا مولانا بحر العلوم سے تمام کین۔ حافظ قرآن و عالم جید تھے۔ تدریس کی جانب زیادہ توجہ تھی عبادت کا بہت شوق تھا اکثر اوقات قرأۃ قرآن مین صرف کرتے جو وقت اس سے بچتا کتب حدیث کے مطالعہ مین صرف فرماتے۔ اول مین حصول معاش کیلیے سفر کلکتہ اور مدراس کیا مگر جب کامیابی نہوئی تو خانہ نشین ہو گئے۔ باوجود سخت عسرت کے غیر خالق کے سامنے دست سوال دراز نہین فرمایا۔ مسجد خانہ بنوائی تھی تمام عمر اُسی مین بسر فرمادی۔ ایک مرتبہ لڑکیون اور بیوی پر متعدد فاقے گذر گئے تھے بیوی نے مسجد مین جاکر کہا کہ بنیے کا عہ قرض ہو گیا ہے وہ غلہ نہین دیتا ہے لڑکیان کئی وقت سے بھوکی ہین اُنکی تکلیف مجھ سے دیکھی نہین جاتی ہے۔ آپنے فرمایا کہ پھر مین کیا کرون۔ بیوی نے کہا کہ آغا میر سب علما کی خدمت کرتا ہے تم بھی جاؤ تمھاری بھی خدمت کریگا آپنے فرمایا اچھا ڈولی منگا دو۔ ڈولی منگوائی گئی اور آپ سوار ہو کر آغا میر کے یہان پہونچے آغا میر کو اطلاع ہوئی دروازے تک لینے آیا اور آنیکا سبب دریافت کیا۔ آپنے پورا واقعہ جو بیوی سے پیش آیا تھا وہ بیان کر دیا۔ آغا میر نے کہا فی الواقع مین علما کی خدمت

باعث افتخار سمجھتا ہون۔ آپ کو جب ضرورت ہو اطلاع کرا دیا کیجیے مین بھیجدیا کرونگا
ایک ہزار روپیہ منگا کر نذر کیا آپ نے اُسمین سے صرف عـــــہ روپیے لیے آغا میر نے
کہا کہ سب لیتے جائیے آپ نے فرمایا کہ بس اتنا ہی قرضہ ہے زیادہ کیا کرونگا اتنا ہی بیوی
نے کہا تھا۔ باوجود آغا میر کے اصرار کے آپ نے زائد رقم نہ لی گھر واپس آکر بیوی کو روپیہ
حوالہ کر دیا۔ بیوی کو تعجب ہوا اور اُنھون نے دریافت کیا کہ آخر آغا میر کو کیسے معلوم ہوگیا
کہ اتنا ہمپر قرضہ ہوا ہے جو اُسنے اُسیقدر روپیہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو زائد دیتا تھا
مگر مین نے نہین لیا۔ بیوی اسپر ناراض ہوئین آپ نے بیوی سے فرمایا کہ اسیا گر تمکو میرے
ساتھ رہنا ہو تو پھر کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی زحمت نہ دینا اسکے بعد
مسجد مین جاکر تین دن تک گریان رہے۔ اور اُسکے بعد سے مسجد سے باہر نکلنا سوا
حاجت ضروری کے بالکل موقوف کر دیا مگر اُسکے بعد سے پھر کبھی زحمت بھی نہین ہوئی
اور بمصداق ویرزقہ من حیث لا یحتسب ہمیشہ اسطرح پر سامان ہو جاتا تھا کہ
لوگ متحیر ہو جاتے تھے۔ ہٰکذا سمعت عن اخی المولوی ھدایت اللہ والیہ
اشارۃ فی کلا عضان۔ آپ کا نکاح اولاً دختر مولانا انوار الحق قدس سرہ سے ہوا جو
لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا نکاح حضرت مخدوم شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان
مین ہوا اُنسے دو صاحبزادیان زوجۂ ملا خادم احمد اور زوجۂ مولوی محمد علی متوفیہ
سنہ ۱۲۸۶ھ پسران ملا حیدر یادگار چھوڑین اولاد نرینہ زندہ نہین رہی۔

حرف العین

(اولاد ملا اسعد)

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ تحصیل علم والد
سے کرکے فارغ التحصیل ہوے عالم شباب مین اپنے والد کے ساتھ شہید ہوے نکاح کی نوبت
نہین آئی تھی۔ قصۂ شہادت آپکے والد ماجد کے تذکرہ مین آئیگا آپ اپنی بھائیون مین سب سے بڑے
مولوی عزیز اللہ بن ملا ولی بن ملا قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔
آپ کی ۱۴ شعبان سنہ ۱۱۶۷ھ کو ہوئی تحصیل علم سے والد ماجد کی خدمت مین فراغت حاصل کی

لیکن آپ پر کیفیت باطنی کا غلبہ ہوا مجاہدہ و ریاضت شروع فرمائی اسلیے حسب [illegible] نوبت تدریس نہین آئی باراد‌ۂ سفر حرمین گھر سے تشریف لیچلے اور سورت مین مولانا خیر الدین سورتی سے علم حدیث حاصل فرمایا اور شاہ حفیظ اللہ سورتی کے ہاتھ پر بیعت کی اس عرصہ مین مرض اسہال شروع ہوگیا اور وہیں عین جوانی مین ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۱۹۱ھ یوم جمعہ کو وفات پائی مولانا نہایت متقی و پرہیزگار پابند شریعت بزرگ تھے آپ کا عقد مولانا بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا جو جوانی مین بیوہ ہوگئین اور لاولد انتقال فرماگئین۔

مولوی عبداللہ و مولوی عبدالرزاق ابنائے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ مذکورۂ بالا۔ ملا حسن کی لکھنوی و بیرونی زوجہ سے یہ دونون صاحبزادے تھے جنمین سے عبدالرزاق لاولد اپنے والد ماجد کے سامنے فوت ہوگئے اور مولوی عبداللہ نے اپنے والد ماجد سے علوم حاصل کیے اور رامپور اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے گئے وہان اُنکا عقد ہوا جنسے اولاد کثیرہ ہوئین زیادہ حالات کا علم نہو سکا۔

مولوی عیسےٰ بن مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ تمام کین اور تجوید مکہ معظمہ مین حاصل کی اسکے بعد طب لکھنؤ مین حاصل کی۔ مولوی قطب الدین صاحب کی دوسری بیوی جہیر دن فرنگی محل کی تھین انکی اولاد کے تفصیلی حالات بوجہ انکے قیام نانہال کے مجھکو معلوم نہین ہوسکے۔

مولوی محمد عمر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی حاصل کی اور بالفعل گونڈہ مین مقیم ہین۔ واللہ اعلم۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ چونکہ نانہال انکا قصبہ جگور مین تھا اسلیے وہان ہی سکونت اختیار فرمائی ایک صاحبزادی آپ کی ابتک حیات ہین اور صاحب اولاد ہین باقی حالات کا مجھکو علم نہو سکا

مولوی عبدالغفور بن مولوی غلام نبی مذکورۂ بالا۔ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے نانہال جگور مین سکونت پذیر رہے۔

مولوی محمد عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن
ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ مذکورۂ بالا - ولادت آپ کی سنہ ۱۲۹۲ھ مین ہوئی آپکے جو حالات
آپکے برادر خرد مولوی محمد برکت اللہ نے رسالہ نعمت مین تحریر فرمائے ہین وہ حسب ذیل ہین
کتب درسیہ اپنے چچا ملا محمد فضل اللہ اور ملا محمد افہام اللہ رحمہما اللہ اور مولوی عبدالحمید سلمہ
اور مولوی فاروق چریاکوٹی سے حاصل کیے آپنے اکثر فنون درس نظامی سے زائد حاصل کیے
ہین مثلاً اقلیدس کے کل مقالہ آپنے پڑھے ہین اپنے معاصرین مین یکتا اور باوقار ہین آپنے
مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہے جس سال آپنے امتحان دیا ہے اُس سال سب سے
اول نمبر پاس ہوے تھے - آپ کو صرف نحو معقولات مین خاص ملکہ ہے نفحۃ الیمن پر آپنے
حاشیہ لکھا ہے جسکا نام ازالۃ المحن ہے علاوہ اسکے اکثر کتب مطولہ مثلاً ملا حسن مقامات حریری
وغیرہ پر آپکے حواشی ہین آپ کو درس دینے کا شوق ہے یہی وجہ ہے کہ آپکے تلامذہ بجد
اور تصانیف کم ہین (انتھے احوال ماخوذ کو اخوہ) مین نے بھی مولانا سے شرح جامی،
حمد اللہ اور میر زاہد ملا جلال پڑھا ہے مولانا نے تین سال کے قریب تک مدرسۂ عالیہ نظامیہ
مین افسر مدرسی کے خدمات نہایت خوبی سے انجام دیے ہین - جہانتک مجھے علم ہے مولوی
صاحب ممدوح نے زیادہ تر کتب مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد اور جناب مولانا عین القضاۃ
سے پڑھی ہین - پہلا عقد آپ کا مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کی بڑی صاحبزادی
سے ہوا جو ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ اور ایک
صاحبزادہ مولوی عزت اللہ کو چھوڑکر شب بستم شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ کو انتقال فرما گئین،
دوسرا عقد مولانا نے شیخ اعظم حسین مینائی کی دختر سے کیا جنسے اسوقت ایک صاحبزادہ
نعمت اللہ عرف رحمت اللہ اور ایک ناکتخدا صاحبزادی موجود ہین - رحمت اللہ حفظ
قرآن شریف سے فراغت کے بعد تحصیل علم مین مشغول ہین - مولانا عظمت اللہ صاحب بعہدہ
مدرسی عربی ملازم سرکار ہین - اور اسی سلسلہ مین غازی پور مین مع والدہ صاحبہ اور اہل و
عیال کے مقیم ہین -

مولوی عزت اللہ بن مولوی عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ مذکورۂ بالا عمر الان

آپ کی ۲۵ شعبان سنہ ۱۳۱۶ھ کو ہوئی۔ آپنے کتب درسیہ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر سند مولوی اور مولانا حاصل کی اور غازیپور جاکر مدرسۂ چشمۂ رحمت سے ملا اور فاضل کے امتحانات دیکر سرکاری اسناد حاصل کیے اسکے بعد ایک مدت تک مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین درس دیتے رہے۔ پھر اپنے نانا مولوی عبد الاحد بن مولوی عبد الرحیم کے انتقال کے بعد چشمۂ رحمت کالج غازیپور کے پرنسپل مقرر ہوے اور ابتک غازیپور ہی مین مقیم ہین اور چشمۂ رحمت کالج کے پرنسپل ہین جہان درس بھی دیتے ہین۔ ذکی اور قابل و ہوشیار ہین۔ تالیف و تصنیف کا بھی شوق ہے تصریح کا حاشیہ لکھا ہے اور سنا ہے کہ بزبان اردو نحو مین ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے جو الہ آباد کے امتحان مولوی مین داخل نصاب ہوگیا ہے۔ آپ کا عقد آپ کی خالہ زاد بہن دختر مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم سے ہوا جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی خرد سال اسوقت موجود ہین لڑکے کا نام عصمت اللہ ہے خدا زندہ و سلامت رکھے اور صاحب علم و عمل کرے۔ اس سال ایک اور لڑکا تولد ہوا ہے جسکا نام عرفت اللہ ہے۔ سنہ ۱۳۴۲ھ

اولاد ملا سعید

مولوی احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ کا ذکر حرف الف مین گذر چکا

مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ پڑھنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ ضعف دماغ لاحق ہوگیا۔ عقد آپ کا مولانا ظہور الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو صاحبزادیان تولد ہوئین۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ انتقال آپ کا ۲۲ رجب سنہ ۱۲۸۲ھ کو ہوا۔ آپ کی ایک دختر یعنے زوجۂ مولوی فخر الدین صاحب کا لاولد سنہ ۱۲۹۷ھ مین انتقال ہوا اور دوسری دختر یعنے زوجۂ مولوی عبد الوہاب بن ملا عبد الرحیم کا سنہ ۱۲۸۷ھ مین ایک صاحبزادی چھوڑکر انتقال ہوگیا۔

مولوی علی محمد بن ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولوی خادم احمد بن ملک العلما ملا حیدر سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے فقہ مین زبردست قوت علمیہ تھی ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل مین وعظ فرماتے تھے نہایت

محتاط اور متقی و پرہیز گار تھے غیر طیب مال پر کبھی توجہ نہ فرماتے میرے والد ماجد اپنا چشم دید
واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ علی محمد بھائی پر تین فاقہ ہو چکے تھے اور کھانے کو کچھ نہین
ملا تھا بھائی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے دروازہ پر آواز دی مین باہر نکلکر گیا
ایک صاحب دروازہ پر موجود تھے اُنھون نے مجھ سے کہا کہ مولانا علی محمد صاحب کو بھیجد
مین نے اندر جاکر بعد ختم نماز عرض کیا مولانا باہر آئے مین بھی ہمراہ تھا اُس شخص نے پانچ روپے
نذر کیے۔ مولانا نے شکریہ ادا کرکے رکھ لیے جب اندر واپس جانے لگے دفعتًا کچھ خیال آیا پھر
واپس آکر نذر دینے والے صاحب کو آواز دیکر واپس بلایا اور اُنسے کہا کہ بھائی معاف
کرنا مجھے یاد نہین رہا تھا یہ پوچھنا بھول گیا کہ یہ روپیہ تمہارے مشکوک مال سے تو نہین ہے
(یہ صاحب سود کا بھی کاروبار کرتے تھے اور عام طور پر لوگ انکو جانتے تھے) اُنھون نے
عرض کیا کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو مین عرض بھی نہ کرتا سچ یہ ہے کہ روپیہ جہانتک مجھکو خیال
ہے میرے مشکوک ہی مال مین سے ہے۔ مولانا نے بعد معذرت کے ساتھ روپیہ اُنکو
واپس کیا اور گھر کے اندر جاکر فورًا سجدہ مین گر پڑے اور گو مجھکو ایسی حاجت کے وقت مین
اُنکے روپیہ نہ لینے سے تکلیف ہوئی مگر خود مولانا پر اسکا اثر نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد
صاحب واپس آئے اور پھر آواز دی مولانا باہر آئے تو اُنھون نے دس روپیہ نذر کیے
اور عرض کیا کہ مین قرض لیکر آیا ہون اور ادائے قرض بھی اپنے غیر مشکوک مال سے کرونگا
یہ آپکے نذر ہے یہ صاحب زار و قطار رو رہے تھے اور خود مولانا پر بھی رقت طاری تھی اسکے
بعد سے اُن صاحب نے سود کا کاروبار ترک کردیا مولانا کو جب عسرت نے بہت تنگ
کردیا تو کلکتہ تشریف لیگئے وہان سیٹھ محمد زکریا اور حاجی وحدنا نے بہت عزت کی اور
مولانا کی عسرت پر نظر کرکے اُنھون نے مولانا کو آمادہ کیا کہ آپ بڑی مسجد مین اس جمعہ کو
وعظ فرمائین مولانا نے اسکو منظور کیا کلکتہ مین میمن قوم کا دستور تھا اور شاید اب بھی عید
مین دستور ہے کہ بعد وعظ تمام سیٹھ بقدر حیثیت واعظ کی خدمت کیا کرتے ہین اس ذریعہ
حاجی زکریا کا خیال ہوا کہ مولانا کو تین چار ہزار روپیہ ملجائیگا اور اسکے لیے حاجی زکریا
نے اپنی قوم کے لوگون کو خاص طور پر آمادہ بھی کیا تھا مولانا جب وعظ کہنے کیلیے ممبر پر گئے

تو دفعتاً حاجی زکریا کو کچھ خیال ہوا اور انھون نے مولانا کے کان مین کہا کہ آپ سود کے
متعلق کچھ بیان نہ فرمائیے گا کیونکہ یہان کے بڑے بڑے سیٹھ سودی کاروبار کرتے ہین وہ
ناراض ہوجاوینگے۔ مولانا نے وعظ شروع فرمایا اور اول سے لیکر آخر تک سودخوارونکے
متعلق وعیدین اور سودخواری کی بُرائی بیان کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر سیٹھ اٹھکر چلے گئے
اور عوام ہی کا مجمع باقی رہگیا اور مولانا کو دو تین صاحبون کے سوا اور کسی سے کچھ نہ ملا
جائے قیام کی واپسی پر حاجی زکریا نے بطور شکایت کہا کہ آپ نے خوب میرے کہنے کا خیال
کیا مولانا نے کہا کہ جسوقت مین ممبر پر گیا ہون میرے حاشیۂ خیال مین بھی سود کے متعلق
بیان کرنا نہ تھا مگر جب آپ نے مجھ سے کہا تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا میرے واسطے یہ جائز ہوسکتا
ہے کہ مسلمانون کو ایک امر حرام مین مبتلا پاؤن اور محض اپنی منفعت دنیاوی کیلیے تلقین حق
نہ کرون میرے دل نے اسکو گوارہ نہین کیا غرض مولانا وہان سے واپس آکر وطن مین اپنے
مشاغل علمیہ مین بدستور مصروف ہوگئے یہانتک کہ ۱۶ رمضان شریف ۱۲۸۸ھ مین
بروز چہارشنبہ بمرض ہیضہ وفات پائی آپ کی تصانیف مین علاوہ کتب درسیہ پر تعلیقات کے
چشمۂ فیض اور ہدایت النسوان دو رسالہ یادگار ہین۔ عقد آپ کا مولوی غضنفر بن ملک العلما
ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوا تین صاحبزادے چھوڑکر ۲ شعبان ۱۲۹۰ھ مین اُن بیوی
صاحبہ نے بھی وفات پائی۔ صاحبزادون کے نام یہ ہین اول مولوی محمد ابراہیم صاحب
جنکا ذکر اوپر ہوچکا دوسرے مولوی عبد الباقی صاحب تیسرے مولوی عبد الہادی صاحب
مولوی محمد عبد الباقی بن مولانا علی محمد مذکورۂ بالا۔ فرنگی محل کے دور حاضرہ کا
سب سے بڑا اور عالی سند رکھنے والا یگانۂ دہر عالم شرف کیلیے یہ کیا کم ہے کہ ۲۶ سال سے
آرامگاہ آقائے دوعالم مین افضل الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کا درس دیتے رہے ہین
ہزارون باشندگان ہند و عرب و عجم سلسلۂ تلمذ مین داخل ہوے اور داخل ہوتے رہے ہین۔
باوجود سخت تہی دستی دیار محبوب سے فراق گوارہ نہین۔ آپ ۸ رجب ۱۲۸۶ھ کو پیدا
ہوے والد ماجد اس در یتیم کو ۲ سال کی عمر مین چھوڑکر وفات پاگئے اور چار سال کی عمر
مین والدۂ ماجدہ بھی وفات پاگئین بڑے بھائی مولوی ابراہیم صاحب کے سایۂ عاطفت مین

پرورش شروع ہوئی۔ حافظ جعفر علی (المتوفی ۱۶ رجادی الاول ۱۲۹۶ھ یوم شنبہ) سے
قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا ۱۱ رسال کی عمر مین اتمام کو پہونچایا۔ کتب درسیہ کا کچھ حصہ
مولانا عبدالوہابؒ بن مولانا عبدالرزاق صاحبؒ سے پڑھا اور شرح وقایہ اور رشیدیہ اور
سراجیہ و شریفیہ اور قطبی مع میر و شرح تہذیب اور بعض دیگر کتابین حضرت مولانا عبد
سے پڑھین اور معقولات کا زیادہ حصہ اور کچھ کتب منقول مولانا فضل اللہ بن مولوی
نعمت اللہ اور اکثر منقولات اور بقیہ معقولات استاذ الاساتذہ مولانا محمد عین القضاۃ سے
پڑھین اور بیضاوی اور ہدایہ مولانا محمد نعیم بن مولانا عبدالحکیم سے پڑھا اور کتب حدیث
حضرت مولانا عبدالرزاق رحہ سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ مولانا ہی سے صفر ۱۳۰۷
مین چند یوم مولانا کی وفات سے پیشتر پڑھا مولانا نے اجازہ بھی تحریر فرماکر عنایت فرمایا
رجب ۱۳۰۸ھ مین سفر حج فرمایا اور علماے حرمین سے حدیث پڑھکے سند حدیث حاصل کی
پھر ۱۳۱۲ھ مین سفر حج فرمایا آخر بار ۱۳۲۱ھ مین سفر حج فرمایا اور بعد حج مدینہ منورہ مین
قیام کر لیا جہان ابتک خدمت علم فرما رہے ہین۔ وطن مین جبتک قیام رہا سلسلۂ تدریس
و تالیف جاری رہا کثرت سے لوگ آپکے تلامذہ مین داخل ہوے حضرت استاذی نے اکثر
حصہ کتب کا آپ سے پڑھا۔ مین نے بھی بعض ابتدائی کتب نحو و صرف و منطق مولانا سے
پڑھی ہین۔ مولانا کے تصانیف بہت ہین جنمین سے بعض ناتمام ہین اب مدینہ منورہ
مین بھی سلسلۂ تالیف جاری ہے حاشیۂ توضیح تلویح ناتمام ہے تکملۂ خیر العمل حسرۃ الفحول
تائب الرسول و الارشاد فی الاوراد ان کتب سے مین نے بھی نفع حاصل کیا ہے حاشیۂ توضیح
بیمثل اور نہایت مفید ہے حاشیۂ نور الایضاح یہ حاشیہ اُس زمانہ مین تالیف کیا تھا جب مولانا
عبدالحیؒ سے شرح وقایہ پڑھ رہے تھے التعلیق المحمود حاشیۂ سنن ابی داؤد یہ ناتمام ہے
زبدۃ الخصائل شرح عمدۃ الوسائل سلوک مین نور العینین فی تقبیل الابہامین عند ذکر الشہادۃ
فک الوہم و الشک عن صوم یوم الشک اور رسالۂ حلیہ شریف رسالۂ ذکر شہادت سبط اصغر
رضی اللہ عنہ الجواہر العبقریہ لزیارۃ المصطفویہ اور شرح رسالۂ غوثیہ اور رسالۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ
فی المسجد رسالۃ فی جواز السماع رسالۃ فی مسئلۂ علم الغیب رسالۃ فی سدل الثوب رسالۃ فی تحقیق

بیعت مولانا انوار الحق قدس سرہ ان تصانیف کا حال مجھکو معلوم ہے مدینہ منورہ مین جو تالیفات
کا سلسلہ ہے اُسکی مجھکو خبر نہین ہے ایک کتاب تصوف مین چھپوا کر آپنے فرنگی محل بھجوائی
تھی جسکا نام المنح المدنیہ ہے آپ کا خط بھی نہایت پاکیزہ ہے نسخ و نستعلیق بہت خوب
تحریر فرماتے ہین۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاقؒ سے ہے اور اجازت ارشاد
بھی پیر و مرشد سے حاصل ہے اور صاحبزادگان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ نے بھی حاضری
بغداد شریف کے وقت اجازت عطا فرمائی ہے۔ عقد آپ کا حضرت مولانا عبد الوہاب
صاحب کی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی بیوی صاحبہ فرنگی محل مین
ہین۔ سُنا ہے کہ مولانا نے دوسرا اور تیسرا عقد مدینہ منورہ مین کیا ہے اُنسے اولاد ہوئی تھی
مگر زندہ نہ رہی۔ خداوند تعالےٰ آپکے سایۂ عاطفت کو ہم سبھونکے سر پر تا دیر قائم رکھے۔

مولوی عبد الہادی بن مولوی علی محمد مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ اپنے بڑے
بھائی مولانا عبد الباقی اور ملا فضل اللہ صاحب اور ملا افہام اللہ صاحب اور مولانا
عین القضاۃ صاحب سے پڑھین۔ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین ایک زمانہ تک سلسلہ تدریس
جاری فرمایا متعدد بار حج و زیارت سے شرف اندوز ہوے شیوخ حرمین سے اجازت حدیث
حاصل فرمائی۔ عرصہ دو سال کا ہوا کہ سہ بارہ حج و زیارت کیلیے تشریف لیگئے اور دو سال
تک مدینہ منورہ مین اپنے بھائی صاحب کے پاس مقیم رہے اور وہان شیخ سنوسی اور دیگر
کبار سے سند حدیث و اجازت سلاسل حاصل کی سال گذشتہ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مین
وطن واپس تشریف لائے اور فیض رسانی خلق مین مصروف ہین۔ بیعت آپ کو حضرت
مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تجدید بیعت اور اجازت حضرت مولانا عبد الوہاب
رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین۔ احسن العمل بتراجم علمائے
فرنگی محل۔ رسالۂ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ موسوم بفصلۃ غم و الم۔ مجربات عثمانیہ
اعمال ہین۔ وظائف قادریہ اوراد مین۔ فضائل غوثیہ ذکر حضرت غوثیت قدس اللہ سرہ
مین۔ رسالہ موسوم بہ التوسل و الانشراح الصدر باسامی اہل بدر۔ رسالہ ذکر معراج شریف
حواشی شرح جامی۔ حواشی اخوان الصفا۔ حواشی مختصر المعانی وغیر ذالک۔ عقد آپ کا محلہ

دوکا وہان مین سید احمد حسن بجنوری کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی محمد حمید عبد اللہ
اور تین صاحبزادیان بفضلہ موجود ہین بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ
بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع الدین بن شیخ
قیام الدین بجنوری الاصل سے ہوا تیسری لڑکی خورد سالہ ہے۔

مولوی محمد حمید عبد القدیر بن مولوی عبد الهادی صاحب بن مولوی علی محمد مذکور
بالا۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم کیجانب قدم اٹھایا ہی تھا کہ اپنے والد کے ساتھ سفر حج مین چلے
گئے اور دو سال تک اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ مین اپنے چچا کے پاس مقیم رہے
واپس آکر تحصیل علم مین مصروف ہین۔ اس سال آپ کا عقد آپ کی ماموں زاد بہن دختر
سید ذاکر حسین بجنوری کے ساتھ ہوا ہے۔

مولوی محمد عظیم عرف مولوی بشیر بن مولوی ابراہیم بن مولوی علی محمد مذکور بالا
کتب درسیہ آپنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور چچا اور دیگر اساتذہ سے
پڑھین۔ حدیث کی اجازت علمائے حرمین سے حاصل کی نہایت خوش لہجہ قاری ہین قرآن
آپنے مکہ معظمہ مین حاصل کی ایک عرصہ تک مقیم وطن رہے اسکے بعد کلکتہ کی بڑی مسجد
امام مقرر ہوئے دو سال تک وہان قیام کیا اب حیدر آباد مین مقیم ہین اور سرکار نظام سے
تنخواہ مقرر ہو گئی ہے بالطبع فیاض واقع ہوئے ہین روایات قدیمہ کے حامل ہین عقد
آپ کا تمبور ضلع سیتا پور مین شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے
مولوی محمد مقیم موجود ہین جو اپنی والدہ کے ساتھ تمبور مین رہتے تھے اب بمبئی چلے گئے ہین
انکا ذکر آگے آویگا۔

مولوی حلیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا
بن قطب شہید۔ تحصیل علم آپنے غالبا اپنے چچا ملا مبین سے اور اپنے بڑے بھائی مولانا
ولی اللہ سے کی اور فارغ التحصیل ہوئے عالم و فاضل و ذکی ذہین تھے۔ تدریس کا سلسلہ
شروع فرمایا۔ کچھ زمانہ تک اپنے بڑے بھائی کے ساتھ باندہ کے اطراف مین رہے
کہ ناگاہ عالم شباب مین مرض دق مین مبتلا ہو گئے بندیلکھنڈ سے مریض واپس ہوئے

مصالحہ کیا گیا مگر سودمند نہوا بالآخر لاولد انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنکی وفات شوہر کی وفات کے عرصہ کے بعد ۱۲۷۵ھ مین ہوئی۔

مولوی عتیق اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ ولادت آپ کی ۲۲ صفر ۱۲۷۳ھ مین ہوئی کتب درسیہ پڑھنا شروع کیے تھے کہ فکر ملازمت لاحق ہوئی اور حیدرآباد تشریف لیگئے اور وہان ۱۳۰۲ھ مین بمرض ہیضہ اپنے عقد سے صرف دو ہفتہ کے بعد وفات پائی آپ کا عقد جگور مین دختر شیخ برکت علی صاحب قدوائی سے ہوا تھا۔ بیوہ لاولد ابتک حیات ہین۔

مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورۂ بالا۔ آپنے اپنے بھائی اور والد ماجد سے کتب درسیہ پڑھے نوبت تدریس نہین آئی تحصیل معاش کیجانب توجہ فرمائی اور رسڑا ضلع غازیپور مین بسلسلۂ ملازمت مقیم رہے وہان ہی ۱۱ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو انتقال کیا۔ عقد آپ کا آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ کیساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی نصیح اللہ جنکا ذکر آگے آویگا اور چار صاحبزادیان یادگار باقی رہین۔ انہین سے ایک صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی عبد اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر زندہ نہین رہین ان صاحبزادی کا لاولد انتقال ہوگیا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد میرے چچا مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا یہ بھی ۱۳۰۴ھ ہجری مین لاولد انتقال کر گئین تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق نبیرۂ مولانا نور الحق کے ساتھ ہوا جو ۱۲۹۵ھ مین وفات پا گئین۔ چوتھی صاحبزادی کا عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا جو بفضلہ حیات ہین یہ دونون صاحب اولاد ہین جیسا کہ انکے شوہرونکے حالات مین مذکور ہے۔

مولوی عبد اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورۂ بالا کتب درسیہ جناب مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور دیگر علما سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوئے تھوڑے عرصہ تک وطن مین سلسلہ تدریس جاری رکھا اسکے بعد مونگیر مین مدرس مقرر ہوئے

وہان عرصہ تک خدمت علم فرماتے رہے اور وہین ۱۳۰۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا پہلا عقد وطن مین آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی عظیم اللہ مذکورہ بالا سے ہوا جولا ولد شوہر کی وفات کے چند دن بعد ۱۳۰۵ھ مین وفات پاگئین۔ دوسرا عقد آپنے مونگیر مین کیا جنسے دو صاحبزادے اسد اللہ اور برکت اللہ اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوئین صاحبزادے بقید حیات مونگیر مین مقیم ہین اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین انکے زیادہ حالات کا مجھکو علم نہین ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے تیسرا عقد بھی مونگیر مین کیا تھا جو لاولد فوت ہوئین۔

مولوی عیسےٰ بن مولوی محمد یوسف بن مولوی اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق تحصیل علوم اپنے جد امجد ملا اسحاق سے کرکے فارغ التحصیل ہو جیسا کہ مولانا اسحاق صاحب کے حالات مین ذکر ہو چکا ہے جب آخر عمر مین مولانا معذور ہو گئے تو مولوی عیسےٰ ہی اپنے دادا کیطرف سے فتوے تحریر فرمایا کرتے تھے اپنے دادا کی حیات ہی مین انکے قائم مقام عدالت دیوانی مین مقرر ہو گئے آخر عالم شباب مین ایک صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی محمد امین بن ملا معین بن ملا مبین چھوڑ کر بمرض ہیضہ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۹ھ مین وفات پائی۔ آپ کا عقد اولا سید مرتضےٰ بجنوری کی صاحبزادی سے ہوا جو صاحب اولاد ہوئین بعد انکی وفات کے دوسرا عقد مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لاولد فوت ہوئین۔ مولوی عیسےٰ صاحب، صاحب تدریس تھے۔ نہایت خوش خلق اور منکسر المزاج تھے جو آپسے ملتا وہ خوش ہوتا۔ اپنا وقت تدریس و مطالعہ کتب مین صرف فرماتے۔ علم طب بھی حاصل کیا تھا۔ آپکے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید۔ بعد حفظ قرآن آپنے کتب درسیہ کی تحصیل ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ اور مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہم سے کی بعد ختم کتب نوبت تدریس نہین آئی تھی کہ عالم شباب مین ۲۸ صفر ۱۲۹۲ھ کو انتقال ہو گیا

آپ کا عقد مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادے مولوی نصیر الحق چھوڑ کر اپنے شوہر کے روبرو سنہ ۱۲۹۱ھ مین وفات پا گئین۔ مولوی نصیر الحق صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عبد الحق بن مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق مذکورۂ بالا۔ حفظ قرآن کر رہے تھے کہ بخار مین مبتلا ہوے جسنے لزوم اختیار کر لیا آخر اسی مرض مین اپنے والد کے روبرو قریب جوانی مین انتقال کیا۔

مولوی علاؤ الدین احمد بن مولانا انوار الحق بن حضرت مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا انوار الحق صاحب کی پہلی بیوی سے دوسرے صاحبزادے تھے۔ تحصیل کتب اولاً ملا مبین اور اپنے چچا ملا اظہار الحق بن ملا عبد الحق سے کی۔ اور پھر اپنے چچا کے ہمراہ بوہار جاکر ختم کتب بحر العلوم مولانا عبد العلی سے کیا علامۂ روزگار فاضل یگانہ ہوے بعد فراغت کتب درسیہ وطن واپس ہوے اور والد ماجد کی خدمت مین بیعت کی اور اذکار و اشغال کی بھی اپنے والد ماجد سے تعلیم پائی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا کچھ دنون کے بعد تلاش معاش کے سلسلہ مین بنگالہ ہوتے ہوے مدراس تشریف لیگئے اور اپنے استاد اور خسر مولانا بحر العلوم کے پاس قیام کیا۔ اور سلسلۂ درس و تدریس شروع کیا۔ مولانا بحر العلوم اپنے شاگرد اور داماد سے بہت زیادہ خوش ہوے اور اجازت سلاسل مرحمت فرمائی۔ مولانا کی حیات تک مولانا اور علم کی خدمتگذاری مین مصروف رہے۔ بعد وفات مولانا بحر العلوم نواب مدراس نے مولانا علاؤ الدین کو مولانا بحر العلوم کا قائم مقام کر کے مدرسہ مین مقرر کر دیا اور مولانا بحر العلوم کا سرکاری خطاب ملک العلما بھی مولانا علاؤ الدین کو عطا کیا نہایت اعزاز اور احترام سے مولانا نے مدراس مین بسر کی بالآخر ۱۰ شوال سنہ ۱۲۴۳ھ مین مدراس ہی مین وفات پائی اور مولانا بحر العلوم کے پہلو مین دفن ہوے۔ آپ کی تصانیف مین سے مشہور شرح فصول اکبری کی اور حواشی پر میر زاہد شرح مواقف موجود ہین۔ آپ کا عقد دختر حضرت بحر العلوم سے ہوا۔ تین صاحبزادیان اور ایک صاحبزادے مولانا جمال الدین صاحب

یادگار چھوڑے۔ مولانا علاؤ الدین کی ایک صاحبزادی مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابو الرحیم بن مفتی
یعقوب صاحب کو منسوب تھین یعنے والدۂ مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری
صاحبزادی مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین
بن ملا رضا کو منسوب ہوئین۔ جنسے صرف ایک لڑکی یادگار ہیں تیسری صاحبزادی ملا
عبد الواجد بن ملا عبد الاعلی بن مولانا بحر العلوم کو منسوب ہوئین۔ ان سبکے اولاد ہین
جنکا ذکر اپنے اپنے موقع پر آچکا ہے مولانا جمال الدین کے حالات مین اوپر ذکر ہو چکا ہے
کہ آپکے ایک ہی صاحبزادے مولانا عبد الرزاق تھے۔

حضرت مولوی عبد الرزاق بن مولانا جمال الدین بن مولانا علاؤ الدین مذکورۂ
بالا۔ ولادت شریف ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۳۶ھ مین مولانا انوار الحق کے انتقال سے چار
ماہ بعد ہوئی۔ اسم گرامی حضرت مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق نے محمد رکھا۔ مولانا
نور کریم دریابادی مرید حضرت مولانا انوار الحق نے حضرت سید السادات قدس سرہ
کو خواب مین دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ میان جمال کے لڑکا ہوا ہے تم جاکر وہان کہو
کہ اسکا نام میرے نام پر رکھین۔ اسوقت سے اسم گرامی عبد الرزاق قرار پایا۔ تسمیہ حضرت
مولانا محمد احمد نے پڑھایا۔ ابتدائی کتب مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا
نور کریم دریابادی سے پڑھین پھر متوسطات سے کتب درسیہ اپنے پھوپھا مفتی محمد اصغر بن
مفتی ابو الرحیم سے پڑھین تکمیل و فاتحۃ الفراغ پھوپھوزاد بھائی مفتی محمد یوسف صاحب
بن مفتی محمد اصغر سے کیا۔ آپ اور مولانا عبد الحی صاحب کے والد ماجد ہمدرس تھے
بعد تکمیل آپ کو اپنے والد ماجد مولانا جمال الدین کے پاس مدراس جانا پڑا۔ اور وہان عرصہ چار
سال تک قیام کیا اور اپنے والد اور شاہ محمد تقصر مدراسی رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسل چشتیہ
اور سلاسل بحر العلوم کی اجازت حاصل ہوئی۔ یہ اجازت بلا آپکے طلب کے شاہ
محمد تقصر مدراسی نے حضرت بحر العلوم کے رویا مین حکم کیوجہ سے عطا کی۔ وطن کی واپسی
پر آپنے اپنے ماموں حضرت مولانا عبد الوالی بن مولانا ابو الاکرم نواسہ و خلیفہ حضرت
مولانا انوار الحق کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت مرشد سے

مرحمت ہوئی۔ اور کتب تصوف و سلوک پیر و مرشد ہی سے پڑھین۔ علم حدیث مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد ملیح آبادی شاگردان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و شاگرد مفتی ظہور اللہ اور شیخ ملا محسن بن یحیٰ مدنی سے حاصل کیا۔ بعد تکمیل سلسلۂ تدریس و تالیف مین مصروف ہوے۔ بعد بیعت زیادہ تر علوم شرعیہ کا درس فرماتے اور خاصکر فقہ و حدیث کی جانب خاص توجہ عالی تھی۔ ملکہ حفظ بہت زائد تھا۔ آپکے تصانیف اکثر بغیر مراجعت کتاب صرف یاد و حفظ پر ہوتے اور سوا شاذ و نادر سہو کے کہین پر سہو نہوتا۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ عمدۃ الرعایہ مین مولانا کا حال تحریر فرمایا ہے:۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بچپنے سے تقوے و طہارت زہد و عبادت کے اسقدر واقعات خود مین نے ثقات کی زبان سے سنے ہین کہ انکا قدر مشترک متواتر ہے۔ اُنہین سے وہ لوگ بھی تھے جو حضرت مولانا کے سلسلۂ ارادت مین نہ تھے۔ بلکہ بعض تو ایسے لوگ بھی تھے جو مولانا سے رنجش رکھتے تھے۔ میرے بڑے بھائی جو مولانا سے بیعت رکھتے تھے بہت کثرت سے حضرت کا ذکر فرماتے تھے۔ میرے والدین مین سے کوئی بھی حضرت کے سلسلۂ ارادت مین داخل نہ تھے اور میری دادی جو اپنے جد امجد کی مرید تھین اور حضرت مولانا سے عمر مین بڑی تھین یہ سب کے سب حضرت مولانا کے مداح اور اُنکے زہد و تقوے کے بیحد معترف تھے۔ مین یہان پر وہ چند واقعات مولانا کے حالات کے متعلق لکھتا ہون جو خود مین نے معتبر لوگون سے سنے ہین اور جنکی صحت کا مجھکو یقین ہے۔ اور غالباً اُنہین سے اکثر ملفوظات مین ہونگے۔ میری دادی صاحبہ بیان کرتی تھین کہ بھیا عبدالرزاق بچپنے سے اسقدر بزرگ تھے کہ ہم لوگونکو جمع کرتے اور کہتے کہ ہم وعظ کہینگے تم سب سنو اور کوئی چیز ممبر کیطرح لاکر اُسپر کپڑا بچھاتے اور فرماتے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تما زپڑھو وغیرہ وغیرہ کبھی بھی مین نے اُنکو ایسے کھیلون کے سوا دوسرے کھیلون مین مصروف نہین دیکھا۔ فرماتی تھین کہ اکثر اوقات جمال چچا (مولانا جمال الدین) کے یہان سے خرچ نہ آتا اور کھانے پینے کی سخت تکلیف ہوتی مگر بھائی عبدالرزاق باوجود صغر سنی کے کبھی خرچ کیلیے ضد نہ کرتے اور باوجود فاقہ ہملوگون سے چھپاتے۔ میری

والدہ جو فتحپور کی تھین اور حضرت حافظ شاہ محمد اسلم خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتی تھین۔ حضرت مولانا سے اسقدر اعتقاد رکھتی تھین کہ جب کبھی مشکلات مین مبتلا ہوتین حضرت سے حل مشکل کی التجا کرتین اور مشکل حل ہو جاتی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوے اور کوئی مرض اطبا کی سمجھ مین نہین آتا تھا۔ بار بار تشنج بدن مین پڑھ رہا تھا بظاہر غفلت ہر وقت طاری رہتی تھی غذا داخل حلق سے نہین اترتی تھی چالیس دن تک یہی کیفیت رہی ہر شخص آپ کی حیات سے مایوس تھا ہزار ہا اشخاص غنیمت سمجھکے بیعت مین داخل ہو رہے تھے۔ میری والدہ اس زمانہ مین فیض آباد مین میرے والد ماجد کے پاس مقیم تھین۔ جب حضرت مولانا کی حالت انکو معلوم ہوئی میرے بڑے بھائی کو لیکر حاضر خدمت ہوئین اور بڑے بھائی صاحب موصوف کو حضرت کی بیعت مین داخل کرایا۔ ایک مرتبہ میری والدہ فیض آباد مین علیل ہوئین وہان کافی علاج ہوا کسیطرح فائدہ نہ ہوا لکھنؤ حضرت کی خدمت مین علاج کی غرض سے حاضر ہوئین حضرت نے پہلے دیگر اطبا کیطرت رجوع کرنے کو ارشاد فرمایا جب ہر طرح مایوسی ہوئی تب حضرت سے عرض کرایا کہ آپ ہی علاج فرما دین۔ مین کسی دوسرے کا علاج نہ کرونگی۔ سب اطبا نے دق تجویز کی تھی آپنے فرمایا کہ اچھا ان سے کہو کہ وہ بسینی روٹی جسقدر رکھی لگا کر ہو سکے بالائی کے ساتھ کھایا کرے۔ چند ہی یوم مین فائدہ معتدبہ حاصل ہوا اور مہینہ بھر مین صحت کلی حاصل ہوگئی۔ میرے والد اکثر مولانا کے واقعات جنمین کرامات نہین ہوتے تھے بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ مین ممانی کے پاس (حضرت کی زوجہ) بیٹھا تھا کہ اس اثنا مین نماز کیلیے حضرت کوٹھے پر سے نیچے تشریف لائے ممانی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے ماموں سے کہو کہ خرچ بالکل نہین ہے بنیے کا پانچ روپیہ قرض ہو گیا ہے اب آیندہ شاید وہ جنس نہ دیوے اور میرے پاس ڈوپٹہ بھی نہین ہے دس روپیہ ہون تو قرضہ ادا ہو اور جنس آئے اور میرے کپڑے بنجائین۔ حضرت مولانا سے جب مین نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کہان ہی خدا سے کہو۔ ممانی صاحبہ نے فرمایا کہ مین کیون کہون خدا نے تو مجھکو تمھارے حوالہ کیا ہے تم کہو۔ حضرت مولانا نے

ساکت ہو گئے باہر تشریف لیگئے مین نماز کی غرض سے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا کمرہ حضرت
مولانا انوار الحق تک گیا تھا کہ ناگاہ ایک صاحب سامنے آئے اور حضرت مولانا سے سلام
کر کے مصافحہ کیا اور کچھ روپیہ نذر کیا اور بغیر کوئی بات کہے ہوے اُلٹے پیر واپس ہوے
حضرت مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ یہ روپیہ لو اور اپنی حماقی کو دیدو اور دیکھو کہ دیکھو میرے
خدا نے بھیجدیے مین نے گنے تو پورے دس روپیہ تھے دینے والے صاحب کو مین بالکل
نہین پہچانتا تھا اور مجھکو یقین تھا کہ مولانا سے بھی اُنسے سابق کا تعارف نہ تھا۔ مولوی
عبدالعزیز صاحب جو حضرت مولانا کے مرید و خلیفہ تھے اُنکے سامنے ایک دن ایک
صاحب حضرت مولانا کے کرامات عجیبہ مجھ سے بیان کر رہے تھے جب وہ چلے گئے تو مولوی
عبدالعزیز صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان سب باتون کو صحیح سمجھتے ہو مین نے
کہا کہ نہین پھر مولوی عبدالعزیز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم تو مولانا کی خدمت مین بہت
کثرت سے حاضر رہے ہین مگر ہم نے کبھی ایسی عجیب باتین نہین دیکھین ہم نے جو دیکھا وہ ان سب
کرامتون سے بہت بڑھی ہوئی کرامتین ہین جب مولانا بیمار رہتے (جس بیماری کا اوپر ذکر
ہو چکا ہے) تو دن بھر غفلت رہتی تھی دن کو نماز کے واسطے جب ہم لوگ ہوشیار کرتے
تو بمشکل ہوشیار ہوتے اور نماز ادا فرما کر پھر غافل ہو جاتے تھے شب کو مین اور جناب مولوی
احمد سعید صاحب مرحوم اور مولوی ابراہیم صاحب خدمت کیلیے حاضر رہتے حضرت
کو غافل پا کر پلنگ کے پاس سب سو رہتے جب نصف شب گذر جاتی و دفعۃً حضرت مولانا
خود بخود جاگتے اور نام لیکر ہم مین سے کسی کو پکارتے ہم سب جاگ جاتے فرماتے کہ وضو
کراؤ ہم وضو کراتے حضرت نماز تہجد پڑھتے اور اُسکے بعد لیٹ کر تا دم صبح برابر ذکر و شغل
مین مصروف رہتے۔ چالیس دن تک یہی دیکھا تاکید تھی کہ تیمم نہ کرانا وضو کرایا کرو اسی اثنا
مین ایک مرتبہ مولوی عبدالوہاب صاحب آپکے فرزند اور مولوی احمد سعید صاحب وضو
کرا رہے تھے ہم سب قریب حاضر تھے اتفاقاً پاؤن دھلاتے وقت کسیکو خیال نہین رہا اور
تخلیل اصابع کی سنت سہو ہو گئی فوراً مولوی عبدالوہاب صاحب سے فرمایا کہ ابھی تو زندہ
ہون تم سنت سے مجھکو کیون محروم کرتے ہو۔ مولوی احمد اللہ صاحب بن مولانا نعمت اللہ صاحب

؎ تخلیل الاصابع سنۃ عند عدم وصول الماء الیہا و قیل اذا کان بعض الماء ۱۲

ایک مرتبہ جبکہ میری عمر بیس سال کی تھی مین نے دریافت کیا کہ آپنے مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہ ولی اللہ تھے یا نہین مولوی احمد اللہ صاحب کچھ نوش فرما رہے تھے میرے استفسار پر گردن نیچی کرلی اور تھوڑی دیر ساکت رہے اسکے بعد سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ مین قطب و غوث تو جانتا نہین البتہ اتنی بات مین جانتا ہون کہ اس شخص سے (مولانا کیطرف اشارہ کرکے) باوجود سخت ابتلا اور آزمائش کے بچپن سے لیکر مرتے دم تک کبھی کسی حرام امر کا ارتکاب نہین کیا۔ بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ آزمائش یہ تھی کہ مولانا عنفوان شباب مین ایک مرتبہ سخت علیل ہوے اطبانے تجویز کیا کہ نکاح کے سوا اسکا کوئی علاج ممکن نہین ہے مولانا کی نسبت ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی وہ لوگ فورًا نکاح پر آمادہ نہ ہوے آپکے دوستون نے آپ کی والدہ کے اصرار پر آپسے اصرار کیا کہ گھر کی لونڈی سے آپ سردست خفیہ نکاح کرلین تا آنکہ آپ کا عقد ہو جاوے اسکے بعد آپ اسکو طلاق دیدین۔ آپنے فرمایا کہ طلاق دینے کی نیت سے نکاح کو بعض فقہا و محدثین نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ مین کبھی نہ کرونگا والدہ سے جاکر عرض کیا کہ آپکے حکم کی اطاعت فرض ہے مگر اس حکم کی اطاعت سے معاف رکھا جاؤن یہ ممکن ہے کہ مدت العمر کیلیے شادی اس لونڈی سے کرلون اسکو والدہ نے منظور نہین کیا اور آخر کار پھر مرض نے اسقدر اشتداد کیا کہ لوگ مایوس ہوگئے اسکے بعد مجبورًا آپ کی سسرال والون کو راضی کیا گیا اور نکاح ہوگیا اسکے بعد اللہ نے صحت عطا کی۔ مولانا کے ملفوظات بزبان فارسی مولوی انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ صاحب نے تحریر کیے ہین جسکا نام سفینۃ النجاۃ ہے اور محب اکرم مولانا الطاف الرحمن صاحب قدوائی نے حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق اردو ملفوظ لکھا ہے جسکا نام انوار رزاقیہ ہے جو طبع ہوچکا ہے۔ جسکو حضرت کے مفصل حالات معلوم کرنیکا شوق ہو وہ ان دونون کتابون کو دیکھے۔ حضرت مولانا کو آخر عمر مین نقرس کا مرض اپنے جد امجد مولانا انوار الحق کی اتباع سنت مین لاحق ہوگیا جسکی وجہ سے چلنے پھرنے کھڑے ہونے سے بالکلیہ معذور ہوگئے تھے جہان تشریف لیجانا ہوتا میانہ پر تشریف لیجاتے تھے مسجد و محلہ مین کھٹولہ پر تشریف لیجاتے۔ مولانا کو مختلف سلاسل میں اجازت

عالمہ مختلف بزرگان سلسلہ سے تھی - جنکا مفصل ذکر حضرت کی مصنفہ کتاب عمدۃ الوسائل در حسن الخصائل
مین ہے - حضرت کی وفات شریف بھی عجیب طرح واقع ہوئی - اکثر پہلی بیماری کے بعد فرمایا
کرتے تھے کہ اب تمام شدائد نزع روح کے گذر گئے صرف موت ہی باقی ہے - ایک دن
تشریف فرماتھے اور دو دلی شریف کے ایک صاحبزادے سے حیات النبی کے مسئلہ پر بحث
فرمارہے تھے وہ صاحبزادے کسی طرح قائل نہوتے تھے کہ دفعتہً حضرت نے فرمایا کہ اچھا اب
تشریف لیجایئے مین ذرا اپنے خدا سے نپٹ لون اُسکے بعد طبیعت خراب ہوئی اور تھوڑی
دیر کے بعد وصال ہوگیا - وصال ۲۵ صفر ۱۳۰۳ھ دوشنبہ کو دوپہر کے قبل واقع ہوا دفن مغرب کے
بعد اپنے دونون اجداد مولانا انوار و مولانا عبدالحق کے مزارون کے درمیان واقع ہوا
آپ کی بڑی یادگار علاوہ تصنیف اور اولاد کے اذکار میلاد شریف ہین مولانا کے
قبل بہت کم جگہ محافل میلاد شریف ہوتے تھے آپکے فیض برکت وشغف محبت نبوی نے
اسقدر ان محافل کو ترقی دی کہ اب ہر ہر محلہ مین تقریبًا محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے
مولانا جبتک معذور نہوے ربیع الاول مین شب و روز خود بیان ولادت شریف کرتے - ۱۲ ربیع الاول
کو خاص سرور و مسرت ہوتی نئے کپڑے پہننے کی کبھی فرمائش نہ کرتے مگر ربیع الاول کیلیے
مکان کی صفائی کراتے اور ۱۲ ربیع الاول کیلیے خاص اہتمام سے نئے کپڑے سلواتے اور
۱۲ کو فجر کے وقت غسل کرکے پہنتے مولانا کی اتباع مین اُنکے مکان مین ابتک ربیع الاول کے
مہینہ بھر میلاد شریف اور ربیع الثانی کے گیارہ دن ذکر حضور غوثیت اور محرم کے دس
دن اذکار خلفا و سبطین اور ایام وفات خلفا پر اذکار خلفا ہوتے ہین رضی اللہ تعالے
عنہم اجمعین معرکہ مولانا سید امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ حدیقۃ الشہدا مین مفصل
ذکر ہے مین نے ابتدائے عمر مین یہ کتاب دیکھی تھی اب اُسکے مضامین پورے یاد نہین
ہین جسقدر یاد ہے اُسکا مختصر تذکرہ اس کتاب مین لکھتا ہون - بمقام اجودھیا ہنومان
گڑھی مین کوئی مسجد قدیم تھی جسکو اہل ہنود نے کھود ڈالا مسلمانون نے جب شورش کی
ہندوؤن نے مسلمانون کو شہید کر ڈالا - اس واقعہ کی خبر جب لکھنؤ پہونچی تو مسلمانون کو
سخت کرب و بیچینی ہوئی اور ارادہ جہاد کیا - حضرات فرنگی محل مین سے حضرت مولانا عبدالرزاق

اور مولانا لمعان الحق اور مولانا حسام الحق اور کئی نام مجھکو یاد نہین رہے اس مین شریک
تھے۔ مولانا امیر علی امیٹھوی شاگرد ملا اسد اللہ بن مولانا نور اللہ رحمہم اللہ علیہم کو امام
جہاد مقرر کیا اور انکے دست مبارک پر سب حضرات نے بیعت جہاد کی لشکر مرتب ہوکر
روانہ ہوا۔ بادشاہ اودھ کیجانب سے بجاے اسکے کہ مسلمانون کی امداد کیجاتی اور ہندؤن کو
انکی بے راہ روی کی سزا دیجاتی رشوت خوار حکام نے اُسکے مسلمانون ہی کو ملزم قرار
دیا غرض ایک شورش شدید دیہاتون تک پیدا ہو گئی۔ وزیر مملکت نے کچھ علما ورؤسا
کو اسلیے مقرر کیا کہ لشکر کے لوگون کو اور خاصکر علماے لشکر کو سمجھا کر ہم تک دلیل لادین
ہم تدارک اس واقعہ ہائلہ اجودھیا کا خود کرینگے رعایا کو تکلیف کرنیکی ضرورت نہین
جب یہ حضرات لشکر مجاہدین مین پہونچے اور علما سے گفتگو ہوئی۔ مولانا امیر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب سے مولانا عبد الرزاق اور دیگر علماے فرنگی محل اور
بعض دوسرے معززین کو بادشاہ اودھ کے پاس بطور سفارت گفتگو کیلیے روانہ کیا
اور خود سہالی یا بانسہ شریف مین قیام کیا یہ حضرات لکھنؤ آے اور علی نقی خان وزیر لکھنؤ
سے حضرت مولانا سے گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اولاً وہ عرضی جو مولانا امیر علیصاحب
نے بادشاہ کے نام منظوم لکھی تھی پیش کی جسکے جستہ جستہ اشعار مجھکو یاد تھے ایک شعر جو
حسب حال ہوگیا ہے حسب ذیل ہے' بتملے عرضی مین بادشاہ کو حضرت سبط اصغر
سیدنا امام حسین علے جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کے واقعہ کی یاد دلائی گئی تھی' اور یزید عاقبت
نا اندیش کی انجام کار کا حوالہ دیا گیا تھا اُسی ضمن مین یہ شعر مکتوب تھا ؎

میان سال نہ وہ جاہ و احتشام رہا
نہ ملک اسکا رہا اور نہ شاہ شام رہا

مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت سخت گفتگو ہوئی۔ مولانا نے وزیر سے فرمایا کہ اب لکھنؤ
کوفہ ہوگیا ہے۔ وزیر نے کہا تو کیا مین یزید ہون آپنے فرمایا کہ یزید تو بادشاہ تھا
اور آپ وزیر ہی ہین۔ غرضکہ اس سفارت کے نتیجہ مین وزیر نے وعدہ کیا کہ آپ
چند دن قیام فرمائین مین بادشاہ سے حکم لیکر فوراً تدارک کرتا ہون اور حیلہ حوالہ
مین ٹالنا شروع کیا۔ شہر کی ناکہ بندی کرادیگئی تاکہ کوئی شخص نکلنے نہ پاے۔ اور

لشکر شاہی مع انگریزی فوج کے مجاہدین سے لڑنے کیلئے بھیجا گیا۔ جسنے ردولی
شریف کے قریب مجاہدین سے قتال کیا اور مولانا امیر علی اور انکے ساتھی ۱۲۷۲ھ
مین شہید ہوگئے۔ سفارت والے حضرات نے لشکر مجاہدین سے ملنے کی کوشش کی
اور لکھنؤ سے چھپکر سندیلہ ہوتے ہوتے لشکر مجاہدین سے ملجانے کیلیے روانہ ہوئے
مگر راستہ مین تھے کہ شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ اور راستے ہر طرف سے بند پائے۔
مجبوراً واپس مکان ہوئے۔ حضرت مولانا کی خصوصیات مین سے تھا کہ مدت العمر کبھی
برف یا مشین کی بنی ہوئی شکر استعمال نہین کی اور ریل پر کبھی سوار نہین ہوئے۔
فرماتے تھے کہ اپنے اختیار سے خود کو کفار کی قید مین دینا کون عقلمندی ہے۔ ایک مرتبہ
چیف کمشنر اودھ نے ملنے کی خواہش کی مولانا کے انکار پر جب اصرار شدید ہوا تو
مولانا نے ارشاد فرمایا کہ مین نے غدر کے بعد سے کسی کافر حربی کی صورت نہین دیکھی
ہے اگر وہ یہان آیا تو مین تبر سے اسکا سر توڑ دونگا۔ مولانا کے ایک مخلص مرید کی
کوشش سے شمس العلما کا خطاب گورنمنٹ سے ملا تھا جسدن اسکی اطلاع آپ کو ملی
نہایت سخت غیظ و غصہ تھا یہ معلوم ہوکر کہ فلان مرید کیوجہ سے ایسا ہوا انپر شدید
عتاب ہوا اور فرمایا کہ وہ مجھکو منھ نہ دکھائے مین نے اسکو بیعت سے خارج کیا۔ بعد کو
ان صاحب نے آکر معذرت کی اور حضرت نے دوبارہ بیعت مین داخل کیا۔ اسوقت
دستور تھا کہ خطاب یافتہ کو تمغہ کے علاوہ عبا بھی ملتی تھی مولانا کے واسطے جب یہ
چیزین آئین تو صاحبزادے کو حکم دیا کہ ابھی واپس کراؤ اسوقت کے لوگون نے صاحبزادے
صاحب سے کہا کہ گورنمنٹ اسکو اپنی اہانت سمجھیگی آپ چھپا کر اسکو رکھ لیجیے ہم مولانا
کو حاضری دربار سے مستثنے کرا دینگے اسوقت تک وہ تمغہ موجود ہے مولانا کو اسکی
اطلاع ہونے نہین پائی مدت العمر کسی انگریز سے ملاقات نہین کی۔ مولانا کے تصانیف
حسب ذیل ہین۔ حاشیہ شرح وقایہ ناتمام۔ منہج الرضوان فی قیام رمضان۔ کشف
الغطاء عن امور الاموات۔ رسالہ مقامات صوفیہ کے بیان مین۔ انوار غیبیہ۔ رسالہ
سعد و نحس۔ رسالہ آداب مطالعہ۔ عمدۃ الوسائل تصوف مین۔ اور اس کی شرح۔

اور احسن الخصائل [۱۰] رسائل ذکر ولادت حضرت رسالت میں۔ ایک [۱۱] رسالہ میلاد نبی کا تنشیط العشاق فی احوال النبی المشتاق۔ گیارہ [۱۲] رسائل احوال و سیر حضرت غوثیت میں اور ایک [۱۳] علیحدہ رسالہ حضرت کے ذکر میں۔ چھ [۱۴] رسائل اذکار خلفا و سلاطین میں۔ دو [۱۵] رسالے اوقات نماز میں بحساب اصول جدید ریاضی اور مقدمۃ [۱۶] التفسیر اور دو [۱۷] رسالے شرح اسمائے حسنیٰ میں۔ ان کے علاوہ اور بھی رسائل ہیں جو مرتب نہیں ہیں ان کتابوں کے علاوہ مولانا کا ایک [۱۸] رسالہ حکم طعام نصاریٰ کتب خانہ میں میں نے مرتب دیکھا ہے۔ مولانا کا سلسلہ ارادت بہت وسیع ہوا۔ ہزاروں آدمی سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے فرنگی محل کے اکثر حضرات کو آپ سے بیعت تھی۔ فرنگی محل کے حضرات میں سے اپنی اولاد کے سوا مولوی ابراہیم صاحب اور مولوی عبدالباقی صاحب ابنائے مولوی علی محمد صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب بن مولوی عبدالرحیم صاحب کو اجازت و خلافت بھی مرحمت ہوئی اور ملبوس خاص بھی عنایت فرمایا اور مولوی صمصام الحق کو بھی اجازت عطا فرمائی تھی۔

مولانا کا نکاح مولانا حیدر ملک العلما بن ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا تھا جن سے دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے مولانا محمد عبید عبدالباسط مولانا عبدالوہاب مولوی محمد عابد عبدالشکور تولد ہوئے۔ ان سب کی وفات عالم شباب میں والدین کے روبرو ہو گئی۔ صرف مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے بعد حیات رہے۔ مولانا کی زوجہ کا انتقال ۷ شعبان یوم دوشنبہ ۱۲۹۶ھ میں ہوا۔ مولانا کی بڑی صاحبزادی مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین کو منسوب ہوئیں جو ایک صاحبزادے کو چھوڑ کر وفات پا گئیں اور لڑکے کا بھی چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔ چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا جن سے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور انھوں نے بھی لاولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالشکور محمد عابد بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورۂ بالا نے قرآن شریف حفظ کیا مگر عمر نے وفا نہ کی جوانی کے قریب انتقال ہو گیا۔ یہ مولانا عبدالرزاق کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

مولوی عبدالباسط محمد جنید بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مولانا کے فرزند اکبر تھے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور دیگر علما سے پڑھکر فراغت حاصل کی عالم فاضل ہوے۔ مدت تک سلسلۂ تدریس وطن مین جاری رکھا تنگی معیشت کیوجہ سے تلاش معاش مین حیدرآباد تشریف لیگئے اور خدمت معتمدی مجلس وضع قوانین بمشاہرہ چارسو روپیہ ماہوار سپرد ہوئی ایک زمانہ تک وہان قیام کیا اسکے بعد مبتلاے تپ ہوے مرض نے طول کھینچا وطن واپس ہوے اور اُسی مرض مین شب ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ مین انتقال ہوا ولادت بھی ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۵۶ھ یوم چہارشنبہ کو ہوئی تھی آپکے والد ماجد نے اجازت سلاسل عطا فرمائی تھی۔ آپ کا عقد دختر مولوی خادم احمد بن ملا حمید سے ذی الحجہ مین ہوا تھا دو صاحبزادیان اُنسے تولد ہوئین ایک نے اپنے والد کے بعد ناکتخدا انتقال کیا دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ اُنکی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد ہوا جنسے متعدد اولادین ہوئین مگر زندہ نہ بچین۔ بعد کو اُن صاحبزادی نے بھی شباب مین لاولد انتقال کیا۔ مولانا کے تصانیف مرتب نہین ہوسکے ایک رسالہ رد اصول نیاچرہ مین اور مختلف تحریرات موجود ہین۔ آپنے اپنا مجموعۂ فتاوے بھی مرتب کیا تھا۔ میرے والد ماجد بیان کرتے تھے کہ جب مولانا اکرم بن مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور مین تعطیل مین وطن آیا تو مولانا نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعزیت کیلیے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپنے بڑا صبر فرمایا مولانا نعیم صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ بھائی مین نے کیا صبر کیا صبر تو عبدالرزاق بھائی نے فرمایا کہ سب اولادین جوان وصالح ہوکر مرین اور آپنے صبر ایوبی فرمایا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مولوی عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ حضرت مولانا کے منجھلے صاحبزادے تھے اسوجہ سے فرنگی محل کی بیبیان آپ کو منجھلے میان کہتی تھین حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپنے من اولہ الی آخرہ اپنے والد ماجد سے تمام کئے اور اشغال و اوراد و تصوف کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے پائی والد ماجد ہی کے

حیات مین باعتبار زہد و اتقا و فراست تمام لوگونمین خاص عزت حاصل کر لی تھی سلسلہ تدریس و
تالیف بھی جاری رکھا فرنگی محل کے لوگون کے علاوہ دوسرے تلامذہ بھی تھے ۔ مولانا
ریاست علیخانصاحب شاہجہانپوری آپکے تلمیذ رشید اسوقت تک بقید حیات ہین ۔ والد
ماجد کے انتقال کے بعد انکے جانشین ہوئے سلسلہ تدریس اسکے بعد موقوف کر دیا سلسلہ
رشد وہدایت آخر تک جاری رہا مریدین ابتک کثرت سے زندہ ہین ۔ حضرت مولانا عبدالحی
رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد ماجد سے علاوہ قرابت تعلقات محبت اور دوستی بہت زائد
تھے ۔ مین نے بزرگان فرنگی محل مین اسقدر تہجد ادا اور اصلاح ذات البین کرانیوالا اور اعزا
واقربا کے ساتھ خفیہ احسانات کرنیوالا آپکے زمانہ مین کسی کو نہین دیکھا نہایت متواضع
اور منکسر المزاج تھے ۔ ہر ایک کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آتے ۔ باوجود کثرت خلق کے
رعب اور ہیبت اسقدر تھی کہ میرے بڑے بھائی کہتے تھے کہ مین اپنے پیر و مرشد سے
بے تکلف تھا اور اسقدر ڈرتا نہ تھا جسقدر چچا صاحب قبلہ (مولانا عبدالوہاب صاحب)
سے ڈرتا تھا جہان ہم مین سے کسی کو آواز دی بس یہ معلوم ہوا کہ شیر کے سامنے جانا ہے
مین نے خود بھی اسقدر ہیبت و رعب الا کسیکو نہین دیکھا ۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین
رسالہ جواز فاتحہ مین رسالہ ذکر حضرت غوثیت مین حواشی میر قطبی حواشی توضیح تلویح ۔
حواشی مثنوی شریف اور ہدایت المومنین اور اصلاحیہ الضالین دہر دو ساتھ ہین
بیعت اور اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی پھر اپنے
والد ماجد کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور اجازت وخلافت حاصل کی اپنے والد ماجد کے
انتقال کے بعد حج و زیارت سے مشرف ہوئے ۔ اور حرمین کے شیوخ حدیث سے اجازت
حدیث حاصل فرمائی ۔ انتقال آپکا ۲ محرم ۱۳۲۱ھ یوم چہارشنبہ کو بوقت پونے چار بجے
بعد ظہر بمرض طاعون واقع ہوا ۔ عرس آپ کا آپکے والد ماجد کے عرس کے ساتھ ۲۶ صفر
کو ہوتا ہے یوم انتقال ہین گھر پر فاتحہ ہوتا ہے ۔ آپ کا نکاح آپ کی ماموں زاد بہن دختر
مولانا ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادیان اور دو صاحبزادے
مولانا عبدالرؤف اور حضرت استاذ مولانا عبدالباری رحمہما اللہ تعالے پیدا ہوئے ۔

بڑی صاحبزادی عالم شباب مین جبکہ شادی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور چند ہی دن کے بعد نکاح ہونیوالا تھا مرض ہیضہ سنہ ۱۳۴۰ھ مین انتقال فرما گئین۔ چھوٹی صاحبزادی کا نکاح مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد کے ساتھ ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی یہ صاحبزادی نہایت ہوشیار اور منتظم اور فرنگی محل کی بیویون مین بہت زائد عقل و فراست رکھتی ہین اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا نظام اُنھین کی ذات سے نہایت خوبی کے ساتھ قائم ہے اپنے والد ماجد کی حیات سے لیکر اسوقت تک تمام انتظامات خانہ داری ہمیشہ اُنھین کے متعلق رہے ہے۔ اللہ اُنکو ہم سب کے سر پر تا دیر قائم رکھے۔ مولانا کی زوجہ محترمہ اپنے زمانہ کی تمام بیویون سے زائد پڑھی لکھی تھین۔ اُنکے حالات حضرت استاذ نے آثار الاول کے آخر مین تحریر فرمائے ہین۔ اُنکی ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ کو وفات ہوئی مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ بنام حسرۃ المسترشد بوفاۃ المرشد مین لکھے ہین جسکو دیکھنا ہو اُسکو دیکھیے۔

مولوی عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ کتب درسیہ آپنے مولانا افہام اللہ بن مولوی انعام اللہ اور مولانا فضل اللہ بن مولانا نعمت اللہ اور مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد سے پڑھین۔ نوبت تدریس نہین آئی پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوے اور اجازت حدیث حاصل کی بعد انتقال والد ماجد سنہ ۱۳۲۱ھ مین دوبارہ اہل و عیال اور والدہ معظمہ کے ساتھ زیارت و حج سے مشرف ہوے اور بغداد شریف و کاظمین مین بھی حاضر ہوے۔ اس سفر مین بھی اجازت سلاسل صاحبزادگان بغداد شریف سے اور اجازت حدیث شیوخ حرمین سے حاصل ہوئی۔ اسی سفر مین مکہ شریف سے مرض اسہال و ضعف معدہ شروع ہوا جو باوجود کوشش دفع نہین ہوا۔ یہانتک کہ شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ مین علیل وطن واپس ہوے اور رمضان شریف لکھنؤ مین بسر کیا شوال کے شروع مین حضرت سید السادات قدس سرہ کے عرس شریف مین شرکت کی غرض سے بانسہ شریف حاضر ہوے۔ اور وہان ایک مہینہ ۲ یوم قیام کیا باوجود ہر طریقہ کی کوششون کے مرض

بڑھتا ہی رہا یہانتک کہ بانسہ شریف ہی مین ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کو بوقت
۸ بجے صبح اپنی والدہ کے روبرو انتقال کیا نعش لکھنؤ لاکر دفن کیگئی۔ بیعت و اجازت
آپ کو اپنے جد امجد سے تھی تجدید بیعت و اخذ خلافت والد ماجد سے کی تھی انتقال
فرماتے وقت اپنے صاحبزادے کو تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کا
مولفہ ایک ناتمام رسالہ فوائد عظمے موجود ہے۔ آپ کا عقد میری ہمشیرہ یعنی دختر مولوی
شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ سے ہوا تھا۔ اولاد بہت ہوئی۔ مگر زندہ دو ہی
بچے ایک لڑکی زوجہ مولوی محمد ایوب بن مولانا محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم
جو ماشاء اللہ صاحب اولاد ہین۔ اور ایک صاحبزادہ مولانا قطب الدین عبد الوالی
عرف قطب میانصاحب۔ میری ہمشیر خدا کے فضل سے ابتک حیات ہین محلہ کی
لڑکیون کو قرآن پاک و مسائل شرعیہ کی کتابین اور فارسی اور کتابت کی تعلیم دیتی ہیں
ابتدائی فارسی انھون نے میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ سے بقیہ فارسی اور
ابتدائی کتب عربی مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم سے پڑھی ہین۔ اپنا وقت
تعلیم مین صرف کرتی ہین۔ فرنگی محل کی اکثر لڑکیان انھین کے زیر تعلیم و تربیت ہین
سال گذشتہ کوٹھے پر سے نیچے گر پڑی تھین جس سے تمام بدن پر ضرب آگئی صحت اسوقت
خراب ہوگئی ہے۔ خدائے تعالے انکی صحت کو درست کرے اور انکو زندہ قائم رکھے
مولوی عبد الوالی محمد قطب الدین عرف قطب میان بن مولانا عبد الرؤف
بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ حفظ قرآن شریف کے بعد
کتب درسیہ اپنے نامور چچا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین
ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھین۔ اور فراغت تحصیل کے بعد سند مولانا ۱۳۳۲ھ مین
حاصل کی اسکے بعد سے برابر تدریس اور خدمت علم مین مصروف ہیں جب سے حضرت
استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے امور خلافت مین سعی و کوشش فرمائی تھی قطب میان صاحب
اپنے چچا کے دست و بازو ثابت ہوئے اور علماء حقانی کیطرح اعلاے کلمۃ اللہ
مین کوشش و سعی شروع کی ادارہ خلافت کانفرنس کے استقبالی کمیٹی کے ممبر ہوئے

منتخب ہوئے اور پرجوش خطبہ صدارت ارشاد فرمایا مختلف مقامات کے دورہ کیے جمعیۃ العلما مدراس کے جلسہ مین اپنے محترم چچا کے قائم مقامی مین صدارت کی اور ملک کے مختلف مقامات مین تبلیغ حق فرمائی۔ آخر مین خلافت کمیٹی اودھ کے صدر مقرر ہوئے جب انجمن خدام الحرمین قائم ہوئی تو خلافت کمیٹی سے اختلاف خیال کی وجہ سے استعفا دیدیا۔ اور انجمن خدام الحرمین کی خدمت کرنا شروع کی بعد انتقال حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ انجمن خدام الحرمین کے خادم الخدام (صدر) باتفاق علمائے فریقین مقرر ہوئے اپنے نامور چچا کی قائم مقامی مین خدمت اسلام مین مصروف ہین بیعت واجازت وخلافت اپنے محترم چچا سے ہے گو اپنے والد سے بھی اجازت ہے عم محترم نے اپنا قائم مقام وجانشین انکو مقرر کیا ہے۔ اپنے اجداد اخیار کے سجادہ نشین ہین خداے تعالے اپنے فضل وکرم سے اپنے اجداد کرام سے زائد با اقبال کرے اور ترقی مراتب عطا فرمائے۔

قطب میان صاحب کا اولًا نکاح اپنی چچا زاد بہن دختر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا یہ صاحبزادی حسن صورت وسیرت شرم وحیا مین اپنی ہی نظیر تھین عین عالم شباب مین ۲۲ سال کی عمر مین ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کو بوقت ۱۰ بجے شب اپنے والدین کے روبرو انتقال کیا اور دفن شب ہی کو واقع ہوا۔ دو فرزند خرد سال یادگار چھوڑے۔ ایک محمد سعید عبد الرزاق عرف محمد میان دوسرے محمد نور عبد العلی عرف نور میان۔ دونون صاحبزادے حفظ قرآن سے اس سال فراغت حاصل کر چکے ہین اور تحصیل کتب درسیہ اس سال شروع کی ہے۔ نور میان ذکاوت اور تیزی شرم وحیا شوق علم مین اپنے نامور محترم نانا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔ خدا دونون کو اپنے نامور اجداد کا صحیح جانشین کرے۔ قطب میان صاحب کا دوسرا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بھتیجی یعنی دختر مولانا سلامت اللہ صاحب سے کر دیا جن سے ایک لڑکا اور ایک خرد سال لڑکی تولد ہوئی۔ لڑکے کا انتقال ہوگیا لڑکی بفضلہ تعالے موجود ہے۔ ۱۴ محرم ۱۳۴۸ھ کو ایک فرزند تولد ہوئے جنکا نام جلال الدین عبد المتین ہے۔

[illegible]

قیام الملۃ والدین مولوی عبد الباری بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہم

مذکورہ بالا حضرت امام الوقت حافظ قوانین الشریعۃ حامی شعار الملۃ الناطق بالحق عند سلطان جائر المتکلم بالصواب عند اختلاف الاکابر سحاب الجود والشجاعۃ غیث المعرفۃ والبراعۃ صاحب الذہن الثاقب وسیع النظر فی العلوم العقلیۃ کبیر الباع فی الفنون الدینیۃ الحکمیۃ ملک العلما بحر العلوم حقیق بان یقال فی حقہ ؎

لا یدرک الواصف المطری خصائلہ وان یک سابقا فی کل ما سبق

اسم گرامی قیام الدین محمد عبد الباری تھا آپ کی والدہ ماجدہ ملک العلما مولانا حیدر کی پوتی تھیں۔ آپ اور استاذ الاساتذہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آخری دور میں یہ دونوں خالہ زاد بھائی عزت و شہرت علم و کمال کے چاند اور سورج تھے بحر العلوم کے بعد ارباب فرنگی محل میں کسی کو ایسی شہرت کہ جو ہندوستان کے عوام و خواص علما و امرا شہر اور دیہاتوں سے گزر کر بیرون ہند عرب و عجم تک پہونچی ہو ان دونوں بھائیوں کے سوا اور کسی کو نہیں حاصل ہوئی اور اس امر میں تو حضرت استاذ اپنے تمام اسلاف پر سبقت لیگئے تھے کہ انکی شہرت دنیائے اسلام سے گزر کر یورپ کے قصور سلاطین و ارباب سیاست تک پہونچگئی تھی مولانا کی مفصل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم کی جانب سے مرتب ہو رہے ہیں اور عنقریب دو جلدوں میں شائع ہونگے میں نے مولانا کے حالات مختصراً ایک رسالہ میں تحریر کیے ہیں جو اس تذکرہ کے ساتھ انشاء اللہ طبع ہوگا اس تذکرہ میں نہایت اجمال کے ساتھ مولانا کے حالات قلمبند کرتا ہوں۔

اس آفتاب عزت و کمال کا طلوع ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ یوم یکشنبہ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو ملک العلما ملا حیدر کی محلسرا کے ڈیرہ سے ہوا حسب معمول ساتویں دن عقیقہ ہوا اور جد امجد نے قیام الدین محمد عبد الباری اسم گرامی تجویز کیا۔ سچ ہے ان سلمۃ بنی آدم تتنزل من السماء خدا نے اس نام کی برکت سے مولانا کو واقعی قیام الملۃ والدین بنا دیا جب عمر مبارک پانچ سال کی ہوئی جد امجد کی خدمت میں رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی

اور قرآن شریف حافظ حاتم علی صاحب اور بعد کو حافظ عبدالوہاب صاحب نبیرۂ نواب ظہیر الدولہ مرحوم سے حفظ کیا اور فارسی وحساب وغیرہ کی تعلیم متفرق اساتذہ سے حاصل کی اسکے بعد کتب درسیہ کی تحصیل شروع فرمائی ۱۳۱۳ھ میں ختم درس فرمایا۔ جس وقت سے کتب درسیہ کی تحصیل شروع کی ایکدن بھی سبق ناغہ نہیں ہوا ہمیشہ درس میں قاری ہوتے پابندی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا اُسدن بھی دفن کے بعد حضرت استاذ الوقت کی خدمت میں درس کیلیے حاضر ہوے مگر حضرت استاذ فضائل واجر صبر بیان فرماتے رہے اور سبق موقوف رکھا میزان سے لیکر متوسطات تک اکثر کتب حضرت مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی سے پڑھیں اُس زمانہ میں جبکہ مولانا عبدالباقی صاحب حج کو تشریف لیگئے تھے قطبی مع حاشیۂ سید میبذی خلاصۃ الحساب، اقلیدس، تفسیر جلالین اور نفحۃ الیمن مولانا غلام احمد پنجابی سے پڑھیں مطولات میں سے اکثر معقولات مثلاً شرح سلم ملا حمد اللہ سندیلوی، ملا قاضی مبارک، حواشی میر زاہد بر ملا جلال بر امور عامہ شرح مواقف، شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیرازی، شمس بازغہ، شرح الملخص للعلامۃ الجغمینی، بست باب اصطرلاب، حاشیۂ خیالی بر شرح عقائد نسفی اور اصول فقہ میں مسلم الثبوت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور میر زاہد رسالہ مع حاشیۂ مولانا غلام یحییٰ و دیگر منقولات مطولات مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھیں اور ہدایہ و صحیح بخاری باوجودیکہ مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھی تھیں استاذ الوقت کے فرمانے کے مطابق دوبارہ استاذ الوقت سے پڑھیں ختم کتب کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب نے اپنے روایات کی مع مسلسلات وغیرہ کے اپنے سامنے پڑھوا کر اجازت عنایت فرمائی۔ مولانا جب مولانا اپنے والدین کے ہمراہ ۱۳۰۹ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوے تھے تو سید علی بن سید ظاہر وتری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے والد ماجد کو جو اجازۂ حدیث عطا فرمایا تھا اُس میں مولانا اور آپکے بڑے بھائی کو بھی اجازت حدیث مرحمت فرمائی تھی، مولانا کے والد ماجد نے سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس بچے نے تو ابھی تک عربی شروع بھی نہیں کی ہے محدث موصوف نے جواباً فرمایا کہ میں نے انکو تفاؤلاً اسیطرح سند دی ہے جسطرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے حافظ سیوطی (رحمہما اللہ) کو اجازت مرحمت فرمائی تھی، اس سفر میں

مولانا کو سید امین رضوان اور سید محمد باشلی حریری سے بھی اجازت کتب حدیث اور دلائل حاصل ہوئی تھی ختم کتب کے بعد مولانا کو اپنے نانا مولانا نور الحسین بن ملک العلما مولانا حیدر سے اجازت حدیث بسلسلہ سید عابد سندھی اور سید احمد دحلان حاصل ہوئی، زمانہ تحصیل ہی سے مولانا نے تدریس کا سلسلہ جاری فرما دیا تھا لوگون کے اسباق اس زمانے مین ہوتے تھے جب مولانا حمد اللہ اور شمس بازغہ پڑھتے تھے اسی زمانے مین ملا حسن اور دیگر کتب مطولہ کا بھی مولانا درس دیتے تھے، ایک مرتبہ استاذ الوقت نے آپکے پاس ایک طالب علم کو صدرا پڑھانے کو بھیجا مولانا نے اس وقت تک صدرا شروع نہین کیا تھا مولانا کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ کل سے آئیے گا اُسدن سبق کے وقت جو عصر کے بعد ہوتا تھا مولانا نے اپنے استاذ سے عرض کیا کہ آپنے صدرا پڑھانیکے واسطے میرے پاس ایک طالبعلم کو بھیجا ہے مین نے تو ابھی صدرا پڑھا بھی نہین استاذ الوقت نے ارشاد فرمایا کہ ہان مجھکو معلوم ہے مگر تم پڑھاؤ انشاء اللہ ابھی عمدہ سے پڑھاؤ گے تکمیل کے بعد اسباق کی بہت کثرت ہو گئی تھی نماز فجر سے لیکر دس بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور اکثر اوقات شب کو بھی تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا بعض بعض زمانے مین پندرہ اسباق روزانہ کی نوبت آجاتی تھی، مولانا کی عادت تھی کہ شب کو تدریس کی کتابون کا مطالعہ ضرور فرماتے تھے کتابین مطالعہ فرمانے مین اسدرجہ مستغرق ہوتے کہ بعض اوقات دو دو اور تین بھی رات بج جاتے اور مولانا کتاب دیکھا کرتے ایک پلنگ لکڑی کا بنوا یا تھا اُسپر چھوٹے کا نہایت سخت تکیہ رکھکر بلا بچھونے کے لیٹتے اور سرہانے روشنی رکھکر کتاب دیکھنا شروع کرتے فرماتے کہ اس طریقے سے نیند کم آتی ہے اور اگر آنکھ لگ جاتی ہے تو جلد کھلجاتی ہے اُس زمانے مین دوپہر کو کبھی قیلولہ نہین فرماتے بلکہ مطالعہ کتب مین مصروف رہتے اور استفتا جواب تحریر فرماتے والد ماجد کی تاکید تھی کہ بغیر کتاب دیکھے ہوئے معمولی سے معمولی فتوے الا تحریر نہ کرو مولانا فرماتے تھے کہ میری عادت تھی کہ جواب لکھتے وقت کتابون کے مقامات بالاستیعاب دیکھتا تھا اور حتے الامکان اُس باب کے سب مسائل پر نظر ڈالجاتا تھا، والد ماجد انتقال محرم ۱۳۲۱ھ کے بعد مولانا نے اپنی والدہ اور بھائی اور استاذ کے ہمراہ حرمین اور عراق سفر فرمایا، ۳ رجب ۱۳۲۱ھ کو وطن سے مع اہل و عیال کے روانہ ہوئے پاسپورٹ نہ ملنے کیوجہ

ایک ماہ بمبئی مین قیام کیا اور آخر شعبان ۱۳۲۱ھ مین بمبئی سے بصرہ روانہ ہوے اور رمضان شریف
مین بغداد شریف پہونچے بصرہ اور بغداد شریف کے تمام متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف
ہوے بغداد شریف کے صاحبزادے بیحد عزت و احترام اور اخلاق سے پیش آے اور
حضرت نقیب الاشراف سید عبدالرحمن گیلانی زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلاسل کے علاوہ
سند حدیث بھی مرحمت فرمائی بغداد شریف کی حاضری کے بعد کربلا اور نجف اشرف کی بھی
حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجہ شدت وبا وہان جانیکی اجازت نہین ملی اسلیے مجبوراً حج کیلیے
روانہ ہوے اور شروع ذی الحجہ مین مکہ شریف پہونچے اور ینبوع سے مدینہ منورہ وسط محرم
مین پہونچے پورے سات ماہ وہان حاضری رہی اس اثنا مین سید علی وتری رحمۃ اللہ علیہ سے
کتب حدیث اور ادب پورے طریقہ پر پڑھے اور انسے اور دیگر علما سے اجازت اور اسناد
حاصل کیے نیز دوران حاضری مدینہ شریف مین بعض اہل مدینہ کو سبق بھی پڑھاتے رہے
شعبان ۱۳۲۲ھ کی وسط مین بعد شب برات کے مدینہ شریف سے روانہ ہوکر یکم رمضان المبارک
۱۳۲۳ھ کو وطن واپس ہوے، چونکہ مولانا کے بڑے بھائی کی علالت کا سلسلہ شروع ہو چکا
تھا اس سلسلہ مین مولانا موصوف کے انتقال تک بانسہ شریف مین مقیم رہے بھائی کے انتقال کے
بعد مولانا کی ذمہ داریان بہت بڑھگئی تھین اپنی محترم والدہ اور بیوہ بھاوج کی خدمت کے
علاوہ اپنے یتیم بھتیجے کی تعلیم و تربیت کے فرائض بھی مولانا کے ذمہ عائد ہوگئے تھے اسکے علاوہ
بڑے بھائی کی موجودگی مین سجادگی کے فرائض سے مولانا ایک حد تک سبکدوش تھے مگر
بھائی کے انتقال کرتے ہی یہ سب بوجھ مولانا کی تنہا ذات پر آپڑا اور حق یہ ہے کہ ان تمام
امور کو بہتر خوبی اور انتہائی کمال سے جسطرح مولانا نے انجام دیا وہ آپ اپنی نظیر ہی،
برملا و چشم دید ہے کہ انتہائی غیض و غضب مین بھی جبکہ کسی کو ہمت و جرأت بات کرنیکی
بھی نہین ہوتی مولانا کی بھاوج جو کہ رشتے مین مولانا سے بڑی تھین مگر عمر مین چھوٹی
تھین اگر ڈانٹ بھی دیتی تھین تو سوا چپ ہوجانیکے کوئی جواب بھی نہ دیتے تھے جب
بھاوج کے ساتھ یہ رواداری تھی تو محترم والدہ کی تعظیم اور توقیر کا کیا ذکر، الغرض
سفر حج سے واپسی پر جب مولانا کو فرصت ہوئی تو پھر مشاغل خاندانی کیطرف توجہ فرمائی

واقعہ یہ ہے کہ اُس زمانہ مین علم ظاہری و باطنی مین مہارت رکھنے والی کوئی ایسی ممتاز ہستی موجود
نہ تھی جس پر طبقۂ علما اور متصوفین کا بھروسہ ہو سکے مولانا نعیم اور مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ
علیہما کے بعد عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب فرنگی محل علم اور سلوک دونون اعتبار سے
تہیدست ہے اسلیے مولانا کو دونون جانب اپنی توجہ کو اور اپنے اوقات کو صرف کرنا پڑا اگر
شب کو وہ زاہد شب زندہ دار تھے تو صبح کو اپنے محترم خالہ زاد بھائی حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ
اللہ علیہ کے بہترین جانشین، مولانا نے فرنگی محل کے اطفال کیلیے خاصکر اور نیز عامۂ
اہل اسلام کی تعلیم کے لیے مدرسۂ نظامیہ ۹ رجمادی الاول ۱۳۲۳ھ کو (یوم وفات حضرت
استاذ الہند) جاری فرمایا اور اُسمین جدید طریقۂ تعلیم کو رائج فرمایا یہ مدرسہ خدا کے فضل سے
ابتک جاری ہے اور موجودہ زمانہ مین اُسکے تمام مدرسین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے
تلامذہ ہین۔ میرے سوا قطب میان صاحب مولانا عبدالقادر صاحب مولانا صبغت اللہ
صاحب مولانا محمد شفیع صاحب مولانا حیات اللہ صاحب مولوی روح اللہ صاحب
خواجہ لطیف الدین صاحب (مولانا) مولوی صمصام علی صاحب (مولانا) یہ سب مولانا
رحمۃ اللہ ہی کے تلامذہ اور اُنھین کے علم سے فیض پائے ہوے ہین۔ موجودہ زمانہ کے
فرنگی محل کے تمام فارغ التحصیل علما جو مولانا سے چھوٹے ہین وہ سب مولانا کے
تلامذہ ہین۔ اس مدرسے مین اول سے لیکر آخر تک مولانا خود بھی درس دیتے رہے
ابتدائی اور انتہائی سب کتابین وقتاً فوقتاً مولانا نے اس مدرسہ مین پڑھائی ہین یہانتک
کہ گلستان کا بھی درس دیا ہے۔ مولانا کا ایک زمانہ تک مرکز توجہ صرف مدرسہ ہی رہا جب
مولانا کو مدرسہ کی جانب سے بہت بڑی حد تک اطمینان ہو گیا اور اتفاق سے جنگ بلقان
اسکے بعد مسجد کانپور کا واقعہ پھر ترکون کے ساتھ لائڈ جارج کے شرمناک ظلم کے پے درپے
ایسے واقعات پیش آئے جنھون نے عالم اسلامی مین تلاطم پیدا کر دیا اور یہ صاف نظر آنے لگا
کہ یورپ کے اقتدار پسند اور اسلام کے دشمن مسلمانون کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر تلے ہوے
ہین تب مولانا علمائے حقانی کے طور پر دلیرانہ اور مجاہدانہ طور پر سیاسیات مذہبی مین کمال
سرگرمی اور جانفروشی سے منہمک ہو گئے اور خدام کعبہ خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلما کا

بالترتیب سنگ بنیاد رکھا اور یہ ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ جمعیۃ العلما اور خدام کعبہ کے بانی
اور موسس حضرت استاذ ہی تھے اور مجلس خلافت کو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی
عام تحریک اشاعت کرنے مین مولانا ہی کا قدم سب سے آگے تھا۔ اور اسکے ابتدائی انتظامات
ومصارف قیام آپ ہی کے مبارک ہاتھون انجام پائے۔ بہرحال ان تمام تحریکات مین
مولانا نے دامے درمے سخنے قدمے جو جو کوششین کی ہین وہ اخبار بین حضرات خوب
جانتے ہین جسقدر ذاتی روپیہ مولانا نے ان تحریکات پر صرف کیا ہے اُسکی مجموعی مقدار
کسی طرح چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم نہین۔ علما مین سے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی
عملی کوشش مولانا ہی کے جانب سے ہوئی اور اُسنے اس حدتک ترقی کی کہ بارہا گاندھی جی
اور اُنکے دیگر غیر مسلم شرکا "محلسرا" مین مولانا ہی کے مہمان رہے اور کئی مرتبہ محلسرا مین تمام
غیر مسلم لیڈرونکی فیاضانہ مہمانداری کیگئی۔ جب ابن سعود نے حرمین پر قبضہ کرکے اپنے
بدعات وہابیہ کو رائج کیا اور خدا کی اور اُسکے رسول کے مقرر کی ہوئی حرم اور
جاے امن کو قتل گاہ اہل اسلام بنا لیا تو مولانا سے اور سیاسی لیڈرون سے اختلاف
پیدا ہو گیا جسنے بہت طول پکڑا مولانا نے اُسوقت کوشش بلیغ سے خدام الحرمین کی
بنا ڈالی جو آجتک قائم ہے۔ ان کامون مین مولانا کو اسقدر انہماک شدید تھا کہ اکثر دن بھر
اور رات کے دو ثلث حصہ انھین امور پر عملی توجہ مبذول رہتی خلافت کمیٹی کی امداد کے
سلسلے مین مولانا نے اپنے ذاتی مصارف سے تمام ہندوستان کا یا تو خود سفر فرمایا یا اپنے
بھائیون اور بھتیجون کو بھیجا خود تقریبًا ہر دوسرے مہینہ بمبئی کا سفر فرماتے۔ بہرحال عمر
کا آخری حصہ مولانا نے اسی جہاد مین بسر فرمایا۔ باوجود ان مشاغل کے عبادت و
ریاضت اور خدمت علم مین کبھی کوتاہی نہین فرمائی مدت العمر سفر و حضر مین کبھی بھی
جماعت کے ساتھ نماز ناغہ نہین ہوئی ہمیشہ سفر مین محض ضرورت جماعت کیلیے دو آدمی
ہمراہ لیجاتے رمضان المبارک مین شب و روز مین کبھی دو اور کبھی کچھ کم و بیش قرآن
شریف ختم فرماتے۔ اور سوائے دو تین گھنٹونکے بالکل آرام نہ فرماتے وفات سے
چند سال پیشتر مولانا کو زہر استعمال کرا دیا گیا تھا جسکا اثر فورًا معلوم ہونے پر مدارا

کیا گیا مگر فائدہ نہین ہوا اسکے بعد سے مولانا کے مزاج مین حدت بہت پیدا ہو گئی تھی اور گرمی
اور گرم اشیا کا تحمل جسم ظاہری کو باقی نہین رہا تھا اور تقریبًا سات آٹھ سال کے عرصے سے سوا
ٹھنڈی چیزون کے گرم اشیا کا استعمال بالکل نہین فرماتے تھے۔ شدید جاڑون مین بھی انار سنگترہ
امرود میٹھا نیبو استعمال فرماتے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغم جسم مبارک مین برابر بڑھتا جاتا تھا
یہانتک کہ ۲۰ رجب سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء روز یکشنبہ کو تقریبًا پونے چار بجے
سہ پہر کو جبکہ مولانا نماز عصر کیلئے تیمم فرما رہے تھے دفعتًا داہنے جانب فالج کا شدید حملہ ہوا
جس نے ہوش و احساس ظاہری کو زائل کر دیا فورًا علاج شروع ہوا اور حکیم کمال الدین صاحب
اور حکیم عبد الحسیب صاحب نے تدابیر معمولہ کیئے مغرب کے پہلے سے ڈاکٹری علاج شروع ہوا اور
ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبد الحمید صاحب نے اپنی انتہائی قابلیت اور محنت و
توجہ سے علاج کیا اور دوران علاج مین ہنٹر صاحب سول سرجن کو بھی ان دونون صاحبون
نے لاکر دکھایا مگر افسوس کہ کچھ فائدہ نہوا۔ قطب میان صاحب کو چار دن قبل اجمیر شریف
شرکت عرس کی غرض سے آپ نے بھیجا تھا اور خود بھی ۲۰ رجب کو روانہ ہونیوالے تھے
قطب میان صاحب کو آپ کی حالت کی بذریعہ تار اطلاع دیگئی فورًا قطب میان صاحب
روانہ ہوے اور وفات سے چند گھنٹے قبل پہونچے مولانا کے حواس ظاہری پر گو فالج کا کامل
اثر تھا مگر اسپر بھی نماز کے اوقات مین آخر وقت تک قبلہ رخ ہو کر بایان ہاتھ اٹھا کر
نماز مین مشغول ہو جاتے قطب میان صاحب کے آنے پر صاحبزادہ والا تبار حضرت میان
سید شاہ ممتاز احمد صاحب قبلہ نے پکار کر فرمایا کہ قطب میان صاحب آ گئے ہین قطب میان
صاحب کو سینے لگا کر پیٹھ پر دو تین مرتبہ تھپ تھپایا۔ آخر مین مولانا کی ہمشیرہ کے اصرار
پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر منفصلہ ذیل بچون نے بیعت کی کلمات مقر
حضرت میان صاحب قبلہ ممدوح ادا کراتے تھے مین نے سب کے آخر مین اسیطرح تجدید
بیعت کر لی۔ جمال میان صاحب۔ محمد میان۔ نور میان۔ محمد ہاشم بن مولوی صبغت اللہ
محمد رضا بن مولوی سخاوت اللہ۔ محمد حیات بن مولوی محمد بقا صاحب۔ اور میرے
بڑے لڑکے محمد حامد ان سب نے بیعت کی۔ تقریبًا سوا گیارہ بجے شب کو ۲۱ رجب المر

مطابق ۱۹ر جنوری سنہ ۱۹۲۶ء روز سہ شنبہ (شب چہارشنبہ) کو حضرت نے رحلت فرمائی۔ شہر بھر مین ایک تہلکہ اور کہرام تھا صبح کو بعد فجر سے غسل شروع ہوا اور ۱۰ بجے کے قریب جنازہ تیار ہوا اول مزار مبارک حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ پر لیگئے اور وہان حضرت قطب میان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اُسکے بعد باغ حضرت مولانا انوار الحق کے متصل سڑک پر دوبارہ جناب حکیم مولوی منہاج الحق صاحب نے نماز پڑھائی جن لوگون نے نماز مین شرکت کی اُنکی تخمینی تعداد ۲۵۔۳۰ ہزار سے زائد تھی اُسدن عام اہل اسلام کی دوکانین اور تمام مدارس اسلامیہ سرکاری منڈی سب بند تھین تقریبًا ۸ بجے دفن واقع ہوا اور چار بجے کے قریب سب لوگ واپس ہوئے مٹی دینے کا سلسلہ دوسرے دن تک جاری رہا دوسرے دن سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامی مین قرآن خوانی ہوئی ندوۃ العلما اور مدرسۂ فرقانیہ کے علاوہ دیوبند کا مشہور مدرسہ بھی انتقال کی خبر پاتے ہی بند کر دیا گیا اور وہان ختم قرآن اور ختم بخاری شریف کیا گیا۔ گاندھی جی اور دیگر تمام لیڈرون نے تعزیت کے تار بھیجے اور بعض خود بھی تعزیت کے واسطے آئے مولانا محمد علی صاحب دوسرے ہی دن آگئے تھے تین دن تک مقیم رہے اعلیحضرت ہز ہائنس نواب صاحب عہ رامپور بالقابہ خلد اللہ ملکہ نے تار بھی بھیجا اور خود بھی تعزیت کے واسطے فرنگی محل تشریف لائے اور مولانا کی یادگار کے سلسلے مین پانچہزار روپیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ایک آفتاب علم و عمل تھا کہ چھپ گیا مولانا کی ایسی جامع ہستی جسنے ہندوستان کے علما اور صوفیا لیڈران اور عوام شیعہ اور سُنّی ہندو اور مسلمان سب مین ہر دلعزیزی اور شہرت اور اقتدار کامل حاصل کر لیا ہو ہمارے خاندان کیا علماے ہند مین کوئی دوسری نہین گزری ہے اور نہ موجودہ نسل مین امید ہے ہندوستان کے تمام اسلامی اور قومی اخبارات نے مولانا کے انتقال پر تعزیتی مضامین لکھے اور اسیطرح شعرا نے کثرت سے مرثیہ اور تاریخین تالیف کین ہم بخوف طوالت ختم حالات پر ہم معارف اعظمگڈھ سے جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا مضمون درج کرتے ہین اور آخر مین مولوی روح اللہ صاحب فرنگی محلی کی دو تاریخین درج کرتے ہین۔ مفصل حالات جاننے کیلیے مولانا کی سوانحعمری کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا کے شاگردون کی مکمل فہرست

عہ یعنی عالیجناب نواب سر حامد علیخان بہادر بالقابہ جنکا ۲۳ محرم ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۱ جون سنہ ۱۹۳۰ء روز شنبہ کو بوقت شب انتقال ہوگیا ۱۲ منہ -

(علاوہ طلبائے مدرسہ نظامیہ) مجھکو دستیاب نہین ہوئی اور نہ مولانا نے خود کبھی مریدین اور تلامذہ کی فہرست مرتب کرنیکا خیال کیا یہ یقینی ہے کہ اُنکی تعداد سیکڑون سے گزر کر ہزارون تک پہونچ چکی تھی۔ مولانا کی تصانیف کی بھی مکمل فہرست مین باوجود کوشش کے تیار نہ کر سکا بہر حال جو فہرست مین نے ترتیب دی ہے وہ ہی درج کیجاتی ہے اسمین یاد داشت اور مضامین مکتوبہ مولانا شامل نہین ہین ان یادداشتون اور مضامین کی آٹھ نو ضخیم جلدین مرتب موجود ہین جو اگر شائع ہوئین تو بہت سے سیاسی راز ہائے سربستہ کا انکشاف ہوجائیگا معارف کا مضمون حسب ذیل ہے۔

فرنگی محل کی آخری شمع بجھ گئی

آہ! مولانا عبدالباری!!

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

قیس کا مرنا صرف ایک آدمی کا مرنا نہین ہے بلکہ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانا ہے

دریغا! کہ آج قلم کو اُس مجسمۂ علم و اخلاق کا ماتم کرنا ہے جسکے وصف و مدح کا فرض اُسکو بارہا ادا کرنا پڑا ہے، دارالعلم والعمل کی کہنہ عمارتوں مین فضل و کمال، اخلاق و ایمان اور زہد و ورع کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ ۱۹-۲۰ کی درمیانی شب مین ہمیشہ کیلیے بجھ گئی فرنگی محل کے متاخرین مین حضرت استاذ الاستاذی مولانا عبدالحی کے بعد مولانا عبدالباری کی ذات نمایان ہوئی تھی جو بزرگان اجداد کی بہت سی روایات کی حامل تھی۔ ارشاد و ہدایت، وعظ و نصیحت، درس و تدریس، تلاش و مطالعہ، تحریر و تالیف انکے روزانہ مشاغل تھے، ان دینی و علمی مناقب کے ساتھ دین و ملت کی راہ مین انکا جانفروشانہ جذبہ اور مجاہدانہ اخلاص ہمرنگ شہدا تھا، ذاتی اخلاق، جود و سخا، تواضع و انکسار، علم کی عزت، صداقت، حق گوئی انکے اوصاف گرانمایہ تھے، وہ بیکسون کے ملجا، مسافرون کے ماوی اور تنگدستون کے دستگیر تھے، عبادت گذار شب زندہ دار اور حق کے طلبگار تھے، ہندوستان مین اُنکی ذات ذی اقتدار علما کی حیثیت سے اسوقت فرد تھی، جدید تعلیم یافتون کی سیاسی جد و جہد کو مذہبی تحریک بنا دینا یقیناً اُنھین کا

کارنامہ شمار کیا جائیگا اسلیے اُنکی یہ غیر متوقع موت صرف فرنگی محل نہین بلکہ اسلام کا سانحہ ہے، اور بنا برین اُنکی جوانامرگی ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام کا ایک دردناک واقعہ شمار ہوگا، شمع بجھ گئی مگر اُسکے دُھوین کی سیاہی سے جریدۂ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئیگا۔ ؎

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چون رفتم بزم برہم ساختم

مولانا مرحوم کا سن غالبًا سینتالیس کے قریب ہوگا، مولانا عبد الحی صاحب کے شاگرد خاص مولانا عین القضاۃ صاحب سے لکھنؤ مین تحصیل کی، پھر حجاز گئے وہان حدیث کی سند لی، ملک شام کا سفر کیا علما سے فیض اٹھایا، مدینہ منورہ سے ہندوستان واپس آئے اور خدام کعبہ مین پرجوش شرکت کی پھر مجلس خلافت اور جمعیۃ العلما کی تاسیس مین حصہ لیا، ترک موالات کے علمبردار بنے، دوسری طرف فرنگی محل مین مدرسہ نظامیہ کے نام سے ایک باقاعدہ مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور اُسکو ایک باقاعدہ مدرسہ بنایا جس سے متعدد صحافت نگار اور اہل قلم پیدا ہوے۔ اُنھون نے اپنے بعد اپنی تالیفات و تصنیفات کی فہرست یادگار چھوڑی ہے، وہ فقہ حنفیہ کے پرجوش حامی تھے اور اُنکی قلمی و علمی کوششین زیادہ تر اسی کے متعلق صرف ہوتی رہین، اُنکی چھوٹی بڑی تصنیفات و رسائل کی فہرست ایک سَو کے قریب ہوگی جنمین سب سے زیادہ مفید و کار آمد اُنکی اردو تفسیر تھی جو افسوس کہ ناتمام رہی، امام محمدؒ کی سیر کبیر کا کام بھی انکے پیش نظر تھا، علم حدیث مین بھی اُنکے ایک دو رسالے ہین، افسوس کہ یہ چشمۂ فیض ہمیشہ کیلیے خشک ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ؎

(معارف نمبر ا جلد ۱۷ بابت جنوری ۲۶ء)

مولوی محمد روح اللہ صاحب ادیب لکھنوی فرنگی محلی کی مولفہ تاریخین حسب ذیل ہین۔

عبد باری مرشد و مولائے من
روح پاکش شد بجنات النعیم
طالب حق بود واصل شد بحق
گفت ہاتف و ذالک الفوز العظیم

۱۹۲۶

دیگر

قیام الملۃ والدین امام الوقت مولانا
محمد عبد باری ناگہان بہ وفات از عالم
دل محزون من پرسید چون تاریخ ترحیلش
نگین خاتم دین محمد بود من گفتم

۱۳۴۴

مولانا کے تصانیف کی نامکمل فہرست حسب ذیل ہے۔

علم صرف تحفۃ الاخوان، ہدیۃ الخلان، المنتخب، سلسلۃ الذہب، تسہیل الصرف، جامع الفوائد، ارتقاء الشرف، مقدمۃ الصرف، شرح ہدایۃ الصرف، شرح فصول اکبری۔

علم نحو۔ نور المصباح شرح المصباح۔ ہدیۃ الطلبہ، شرح ہدایۃ النحو۔ حاشیۃ الفیہ۔

حکمت تحفۃ الاصحاب، عین الصواب، حاشیہ النافعہ علی طفرۃ الزاویہ، رسالہ فی الہیئۃ القدیمہ والجدیدہ۔

منطق۔ اعتصام الاذہان، شرح ایساغوجی، تقریب الاذہان۔

فقہ الانصاف فی الاوقاف، الدرر الفاخرہ للذریۃ الطاہرہ، العمل المغفور، رحمۃ الغفور، خیر الزاد، الفیض الرحمانی، قرۃ العین، حیات اولی الالباب، الحظر، رسالہ فی تحقیق المجریہ، احقاق السماع، احسن القربات، رجم الشیطان، غایۃ المامول، القول المؤید، کشف الحال طعن السنان، التعلیق المختار، رسالہ فی مسائل الطہارۃ، ذب الطاعنین، خیر الدعا، الحرز المصون رحمۃ الامۃ، صرع الجان، فتاوی قیام الملۃ والدین، تعلیق الازہار، البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم۔ العمل الماجور بترجمۃ المبرور فی رد القول المنصور، السعی المغفور بترجمۃ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور، محاسن جمیلہ (مشہور تحسین جمیلہ) سوق الایمان، رسائل متعلق بجہیلۃ الاصلاح،

فرائض کتاب الفرائض، حاشیہ سراجیہ، الاظہار فی توریث الارحام والاصہار۔

کلام غایۃ الکلام، زبدۃ الفرائد، کتاب العقائد، سائنس و کلام۔

اصول فقہ ملہم الملکوت شرح مسلم الثبوت، نہایۃ الانکشاف فی درایۃ الاختلاف، اعجاز الاصحاب شرح المنار۔

حدیث الآثار المحمدیہ۔ الآثار المتصلہ، الدرۃ الباہرہ فی الاحادیث المتواترہ، شفاء الصدور راحۃ الفؤاد، الارشاد فی الاسناد، الباقیات الصالحات، الشمائل المعنویہ فی شمائل النبویہ الاربعین حدیث (۳ عدد) آثار الامامۃ، الاربعین الزاجرہ فی الحوادث الحاضرہ،

الذہب المویدبا ذہب ابیہ احمد، ہدیۃ الطیبہ لصلۃ ابن ابی شیبہ، الذب عن ابی حنیفہ تھے
بہ ابن قتیبہ،

تفسیر فیض النقادہ تفسیر آیۃ النافر۔ بیان القرآن، تفسیر الطاف الرحمن۔

سیر تنویر الصحیفہ، شہادت الحسین، تنشیط المحبین، رسالہ فی الوفات، رسالہ المعراج
مختصر التاریخ، اصول التاریخ، الآثار الاول، تحفۃ الاخلار، جلاء الابصار،
الہدیۃ المنیفہ، الرحلۃ الوافیہ، الرحلۃ الحجازیہ، حیرۃ المسترشد لوصال المرشد، عرس حضرت
بانسہ، ملفوظ حضرت سید السادات، مقدمۃ التعلیق المختار علے کتاب الآثار، تسہیل المنہج سے
اسمار رجال کتاب الحج، مقدمہ حاشیہ سیر صغیر و سیر کبیر۔

تصوف و سلوک افضل الشمائل، سبیل الرشاد، رسالۃ النصیحۃ، رسالۃ التوبۃ، نظم الفرائد
محاسن یوسفی، حاشیہ فصوص الحکم، رسالہ اذکار و اشغال۔

ادب حاشیہ حماسہ، شرح قصیدۂ بردہ۔

ان تصانیف کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر حواشی ہیں جیسے حاشیہ شرح سلم قاضی
حاشیہ میرزاہد رسالہ حاشیہ علے حاشیہ غلام یحیےٰ، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، حاشیہ شمس بازغہ
حاشیہ نور الانوار، حاشیہ اصول البزودی، حاشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس و کلام
جسکی چونتیس جلدیں ہیں اور انمیں سے صرف ایک جلد شائع ہوئی ہے۔

مولانا قدس سرہ کے دو نکاح ہوے پہلا نکاح کاکوری میں منشی بہاؤ الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر کی صاحبزادی سے ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو ہوا ان صاحبزادی کی والدہ
اور حضرت کی والدہ چچازاد بہنیں تھیں، مولوی احمد حسن بن ملک العلما ملا حیدر کے حالات
دیکھو) انسے ایک صاحبزادہ محمد حافظ عبد الکافی پیدا ہوے ان صاحبزادے کے پیدا ہونے کے
بعد ہی ۱۳ جمادی الاخرے ۱۳۱۶ھ کو ان بیوی کا انتقال ہوگیا اور یہ صاحبزادے بھی چند
دن کے بعد ۵ رجب ۱۳۱۶ھ کو وفات پاگئے پھر دوسال کے بعد دختر سید محفوظ حسین صاحب
قدری لکھنوی ساکن موگانوان سے نکاح ہوا جنسے کثرت سے اولاد ہوئی مگر چند دن کے
بعد ۱۳۲۶ء کا [illegible] ایک صاحبزادی اول میں زندہ رہی تھیں اور ایک صاحبزادی ۱۳۲۵ھ
میں واقع ہوا

مولانا کرم [illegible] ہین جنکا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۷ رجمادی الاخری
۱۳۱۲ھ کو مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم وہاج الحق بن مولوی لمعان الحق بن
مولوی برہان الحق کے ساتھ ہوا۔ بڑی صاحبزادی کا عقد جیساکہ اوپر مذکور ہوا اپنے علم
چچازاد بھائی جناب قطب میاںصاحب کے ساتھ ہوا اور وہ دو صاحبزادے چھوڑکر ۱۸ رذی الحجہ
۱۳۰۸ھ کو انتقال کرگئین۔ آخر عمر مین حضرت کے ایک صاحبزادے پیدا ہوے جنکی ولادت کی
سب عزہ کو بیحد مسرت ہوئی صاحبزادے کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول یوم جمعہ ۱۳۰۹ھ کو
بوقت فجر ہوئی اسوقت یہ صاحبزادے حفظ قرآن شریف کررہے ہین جنپر آثار رشد و نجابت
وکرم و اخلاق آبا رکرام ظاہر ہے نہایت درجہ قوی الحفظ ذہین اور صاحب حیا ہین خدا تعالی
عمر و علم مین ترقی عطا فرماے اور وارث علوم انبیا و اجداد کرام کرے۔ ان صاحبزادے
کا نام جمال الدین محمد عبد الوہاب ہے اور جمال میان کہلاتے ہین

مولوی عبد الصمد بن مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہ۔ آپ اپنے والد ماجد کے سب سے
چھوٹے صاحبزادے تھے نوبت درس وتدریس کی نہین آئی سن شباب مین عوارض دماغی
مین مبتلا ہوگئے اور ایک جذبی حالت طاری ہوگئی جو مدت العمر باقی رہی آپ کا عقد
شیوخ بجنور مین ہوا تھا جنسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جنکا عقد اُنکے چچازاد بھائی
مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ کے ساتھ ہوا جن کا ذکر
گزرچکا ہے۔
مولوی عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین استاذ الہند
سے کی اور بعد فراغت واتمام چچا ہی کے ارشاد کے مطابق بیعت حضرت میر سید اسماعیل بلگرامی
خلیفہ حضرت سید السادات سے کی لیکن اذکار واشغال کی تعلیم استاذ الہند سے پائی علم ظاہری و
باطنی دونون مین کمال حاصل فرمایا عبادات وریاضات اور ترک دنیا مین وحید زمانہ تھے
بیس برس تک رات بھر آرام نہین فرمایا تمام شب عبادت مین مصروف رہتے اور بچھونا
خالی پڑا رہتا صبح کو تھوڑی دیر اُسپر لیٹ جاتے تاکہ لوگون کو شب بیداری کا حال معلوم

ہونے پائے۔ آپ کا نکاح مفتی مراد لکھنوی کی اکلوتی دختر سے ہوا تھا جو نہایت دولتمند تھے
بہت کچھ اسباب جہیز مین اُنھون نے اپنی لڑکی کو دیا تھا مولانا نے تو اس مال سے اور نہ اپنے
سسرال والونکی دولتمندی سے ذرا بھی فائدہ حاصل کیا۔ استاذ الہند نے آپ کو امام مسجد
فرنگی محل مقرر کیا تھا اور خود اقتدا کرتے مولانا نے عذر کیا کہ آپ کی موجودگی مین مجھکو امامت
مناسب نہین ہے استاذ الہند نے ارشاد فرمایا کہ تم نے دنیا پاکر ترک دنیا کیا مجھکو دنیا
ملی ہی نہین میرا ترک دنیا اُسقدر کمال نہین ہی جسقدر تمھارا دنیا کا ترک کرنا کمال ہے اس اعتبار
سے تم مجھ سے افضل ہو۔ غرضکہ مولانا نے نہایت ریاضت و عبادت مین عمر بسر فرمائی آخر
عمر مین ایک مرتبہ آپکے صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب سخت علیل ہوے صاحبزادے
اپنے نانا کے گھر مین جو موٹھا ٹٹی مین تھا یہ محلہ لکھنؤ مین فرنگی محل سے ایک میل کے فاصلہ پر
تھا تشریف رکھتے تھے مولانا عبد العزیز صاحب صاحبزادے کی عیادت کو گئے مریض کی حالت
نازک تھی سب بہت پریشان تھے مفتی مراد نے کہا کہ مشہور ہی کہ سید عبد الرزاق بانسوی حضرت
سید السادات کسی بچے سے محبت رکھتے تھے ایکمرتبہ وہ لڑکا بیمار ہوا اور باوجود علاج صحت
نہین ہوتی تھی ایکدن حضرت کے سامنے اُس لڑکے کے باپنے کہا کہ عجیب بات ہے کہ
دعویدار محبت ہین مگر کوئی اتنی بھی طاقت نہین رکھتا کہ سلب مرض کرلے فورًا حضرت
سید السادات نے توجہ فرمائی اور لڑکا اچھا ہوگیا۔ آپ کا تو یہ اکلوتا لڑکا ہی آپ کو اسپر
رحم نہین آتا آپنے فرمایا کہ بندگان خدا کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہین ہے فورًا
توجہ فرمائی صاحبزادہ صحت پانے لگے مگر مزاج مبارک ناساز ہوگیا جسقدر صاحبزادے کی
صحت ترقی کرتی آپ کا مرض ترقی کرتا رہا یہانتک کہ مرض حد سے متجاوز ہوگیا آپنے اپنے
بھتیجے ملا محب اللہ سے فرمایا کہ مجھکو شہر کے باہر لیچلو یہان عورتین جزع فزع کرینگی۔ ملا محب اللہ
فوری اسی حالت مین لیگئے اور وہان ہی وفات ہوئی جنازہ لکھنؤ لایا گیا جسوقت جنازہ
فرنگی محل پہنچا مولانا احمد عبد الحق آپکے بڑے بھائی دروازہ پر تھے جنازہ کی طرف دیکھنے لگے
اور فرمایا سبحان اللہ عبد العزیز کے جنازہ کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہین وفات شریف ۹ ذی
القعدہ ۱۱۶۵ھ مین واقع ہوئی مزار شریف اندرون مقبرہ مشرقی دیوار سے متصل آپ کی

والدہ کے پاس ہے آپ کی کرامات عمدۃ الوسائل میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

(تنبیہ) خیر العمل اور آثار الاول اور احوال علمائے فرنگی محل میں حضرت کا اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کرنا لکھا ہے جو غالباً صاحب خیر العمل کے قلم سے سہواً نکل گیا ہے اور اسی کی اتباع میں حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرما دیا رسالہ قطبیہ اور عمدۃ الوسائل اور اغصان الانساب سب میں صراحتاً استاذ الہند سے علم حاصل کرنا تحریر ہے اور ان شہادتوں کے ہوتے ہوئے صرف صاحب خیر العمل کا لکھنا سہو ہی پر محمول ہوگا صاحب عمدۃ الوسائل کے جد امجد مولانا عبد العزیز صاحب پر نانا تھے اور مصنف عمدۃ الوسائل نے اپنے نانا سے سنکر حالات لکھے ہیں جو زائد قابل اعتبار ہیں اور مولف رسالہ قطبیہ مولانا عبد العزیز کے زمانہ میں خود موجود تھے البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے بھی پڑھی ہوں واللہ اعلم۔ مولانا عبد العزیز کا عقد مفتی مراد بن شیخ ضیاء الاسلام المجی صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جن سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب یادگار چھوڑے صاحبزادی ناکتخدا وفات پاگئیں۔ مفتی یعقوب صاحب کا تذکرہ حرف یا میں ہوگا مولانا عبد العزیز کو سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے اجازت تھی

مولوی عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز مذکورہ بالا۔ آپ مفتی محمد یعقوب کے سب سے بڑے فرزند تھے والد ماجد کو خاصکر آپ کی تعلیم پر توجہ تھی بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد اور ملا حسن سے پڑھیں اور ملا غلام یحییٰ بہاری سے تعلیم مناظرہ پائی۔ عالم کامل جامع معقول و منقول ہوئے حلقہ تدریس والد ماجد کی حیات ہی میں بہت وسیع ہوگیا تھا آپ کے والد نے آپ کے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم آپ ہی سے متعلق رکھی اکثر علما کا سلسلہ تلمذ آپ تک منتہی ہوتا ہے۔ باوجود معقولات میں غلو کے حسب سنت علمائے حقہ بزرگان دین سے بہت اعتقاد تھا حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ قدس سرہ کے مزار پر اکثر حاضر ہوکر مراقبہ فرماتے اور فیوض حاصل کرتے والد ماجد کے حکم سے آپ نے بیعت مولانا غلام یحییٰ بہاری محشی میر زاہد رسالہ کی عہد نواب سعادت علیخان میں عہدہ افتا آپ کو سپرد کیا جانا تجویز ہوا آپ مزار حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کی روحانیت سے طلب اجازت کی ممانعت ہوئی آپ نے انکار فرما دیا اسکے بعد باوجودیکہ نہایت عسرت

مرید غلام یحییٰ بہاری

بسر ہوئی مگر حصول دنیا کیطرف کبھی توجہ نہ فرمائی اور ہتوکلانہ زندگی بسر فرمائی اسی برس سے زائد عمر پائی اور ہمیشہ تدریس و تالیف مین متوجہ رہے آپ نہایت خوشخط تھے آپکے ہاتھ کی لکھی ہوئی متعدد کتابین مثل مسلم و شرح مسلم ملاحسن و شرح چغمینی میرے پاس موجود ہین جو نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہین۔ اولاً عقد آپ کا شیخ روح اللہ بلخی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی مولوی عبد السلام اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین ایک صاحبزادی کا عقد مولانا محمد احمد بن ملا انوار الحق قدس سرہ سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن بلخی ابن شیخ ہدایت اللہ لکھنوی سے ہوا جو صاحب اولاد تھین۔ مولانا عبد القدوس کی دوسری بیوی صفی پور کی تھین جو لاولد فوت ہوئین

مولوی عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب مذکورہ بالا۔ مولویصاحب نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر ختم درس تمام کیا نہایت ذکی و صاحب استعداد اور نہایت خوشخط تھے مگر جوانی ہی مین جذبانی کیفیت کا غلبہ ہوا اور ضعف دماغ کا مرض لاحق ہو گیا اسی حالت مین گھر سے نکلگئے والد ماجد نے تلاش کیا تھوڑی مدت کے بعد پھر وطن واپس آئے مگر قلیل عرصہ کے بعد پھر وطن سے چلے گئے اور مفقود الخبر ہو گئے آپکے والد ماجد کو نہایت صدمہ ہوا مگر صبر کیا تاریخ انتقال معلوم نہو سکی عقد آپ کا آپکی چچازاد بہن دختر مولوی ابو رحم کے ساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مولوی عبد الرحیم پیدا ہوے صاحبزادی تا کتخدا انتقال کر گئین۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ فرماتی تھین کہ حیدر آباد دکن مین ایک بیوی سے ملاقات ہوئی جو اپنے کو فرنگی محل کے ایک صاحب کی لڑکی ظاہر کرتی تھین اور کہتی تھین کہ میرے والد فرنگی محل سے آئے اور یہان نکاح کیا اور میری پیدائش سے چند ماہ بعد اُنکا انتقال ہو گیا۔ جو حالات ان بیوی نے بیان کیے وہ مولوی عبد السلام صاحب پر منطبق ہوتے تھے واللہ اعلم۔

مولوی عبد الرحیم بن مولوی عبد السلام بن مولوی عبد القدوس۔ کتب درسیہ آپنے اپنے جد امجد سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ بھی اُنھین سے پڑھا عالم و فاضل ہوے جد امجد کے انتقال کے بعد علم و فضل و تدریس مین اُنکے قائم مقام ہوے مگر جوانی مین آپ کی بھی وہی کیفیت ہو گئی جو آپکے والد ماجد کی تھی مگر ریاضت و عبادت مین کوتاہی نہ فرماتے۔

کوشش سے سکون کی حالت پیدا ہو گئی تھی غدر ۱۸۵۷ء میں جب سب لوگ شہر خالی کر کے خوف جان سے بھاگ گئے آپ سوہٹائی کی مسجد میں ہتھیار لگا کر بیٹھ گئے اور قرآن شریف سامنے رکھ کر پڑھنے لگے گورہ فوج نے باغی سمجھ کر آپ کو بھی شہید کر دیا۔ عقد آپ کا اولاً اپنے ماموں مفتی محمد اصغر بن مفتی ابو الرحیم کی صاحبزادی سے ہوا جن سے اولاد بھی ہوئی مگر وہ سب خورد سالی میں انتقال کر گئی اور بیوی نے لاولد انتقال کیا دوسرا نکاح آپ کا شیوخ گڈیا ضلع بارہ بنکی میں ہوا جن سے تین صاحبزادے مولوی عبد الوہاب اور مولوی عبد الاحد اور مولوی عبد العزیز یادگار ہوئے یہ تینوں صاحبزادے اپنے والد ماجد کے بعد عالم بیکسی اور یتیمی میں مبتلا ہو گئے اور فلاح بہبود کی امید نہ تھی لیکن خداوند تعالے کے فضل و کرم نے سب کو توفیق خیر و صلاحیت دینی و علم عطا فرمایا کذا فی خیر العمل۔

مولوی عبد الوہاب بن مولوی عبد الرحیم بن مولوی عبد السلام مذکور الصدر کتب علمیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد صاحب سے پڑھیں مگر بوجہ عسرت فکر معاش کرنا پڑی اور سند وکالت حاصل کر کے بانسی ضلع بستی میں وکالت شروع کی آخر عمر میں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا آپ اپنی دیانت اور سچائی اور تقویٰ کی وجہ سے حکام عدالت کی نظر میں ذی بہت عزت تھی نہایت عزت و حرمت سے بسر فرمائی بالآخر بانسی میں مرض وجع القلب میں ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔ بیعت آپ کو مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کا پہلا عقد مولوی محمد علی بن ملا حمید ملک العلما کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی زوجہ مولوی فضل الحق بن مولوی امان الحق چھوڑ کر فوت ہو گئیں دوسرا عقد مولوی عبد الوہاب صاحب کا دختر مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق سے ہوا یہ لاولد اپنے شوہر کے بعد ۱۳۴۰ھ میں انتقال کر گئیں۔

مولوی عبد الاحد بن مولوی عبد الرحیم مذکور الصدر۔ آپ کی ولادت ۲۳ صفر ۱۲۶۶ھ روز شنبہ کو ہوئی۔ کتب درسیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے پڑھیں اور ادب مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی تلمیذ مولانا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور فاتحۃ الفراغ مولانا رحمت اللہ بن مولانا نور اللہ سے

غازیپور مین پڑھا اثنائے درس عربی مین آپ کو فارسی کا شوق ہوا اور تمام کتب فارسی درسیہ مولوی عبد الغفور نواسہ مفتی اصغر صاحب سے پڑھین۔ بعد ختم کتب شاعری کا ذوق ہوا آفتاب الدولہ قلق اور حضرت مولانا عبد العلیم آسی غازیپوری تلمیذ مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ اور سید محمد جعفر حسین کاشف سے فن شاعری حاصل کیا تمنا تخلص فرماتے تھے بعد کو اسکے جانب توجہ بہت زائد ہوگئی اور تدریس عربی کیجانب توجہ کامل نہین رہی مولانا رحمت اللہ کے انتقال کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور کے آپ ہیڈ مقرر رہے اور مولانا رحمت اللہ کے جانشین قرار پائے پھر سلسلہ تدریس جاری کیا اور مشغلہ شاعری بھی موقوف نہین کیا تین دیوان مطبوعہ یادگار ہین علاوہ انکے حاشیہ حدائق المعجم اور کنوز الاسرار اور حاشیہ حدائق البلاغۃ آپکے تالیفات مین سے ہین بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اپنی اولاد کے انتقال کیوجہ سے آپ کو صدمات عظیمہ پہونچے مگر آپنے کمال صبر فرمایا جس سے صحت پر اثر پڑگیا آخر مین علیل ہوکر وطن واپس آئے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم پنجشنبہ ۱۳۳۵ھ کو انتقال فرمایا اور باغ مولوی انوار صاحب مین دفن ہوے۔ عقد آپ کا ۳ رجب ۱۲۹۱ھ کو دختر مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے ہوا جنسے دو صاحبزادیان ایک ۸ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ کو اور دوسری ۵ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ کو پیدا ہوئین یہ دونون صاحبزادیان نہایت قابل اور کتب عربی و فارسی پڑھی ہوئی اور پابند مذہب تھین انمین سے بڑی کا عقد مولوی عظمت اللہ صاحب بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اور دوسری کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن ملا عبد الرحیم کے ساتھ ہوا دونون صاحب اولاد ہوئین مگر دونون کا انتقال اپنے والد ماجد کے سامنے ہوگیا مولوی عبد الاحد صاحب کی ان بیوی سے متعدد لڑکے بھی ہوے مگر سب صغرسنی مین انتقال کرگئے ان بیوی کا انتقال ۹ رجب ۱۳۱۵ھ مین ہوا اور بڑی لڑکی کا انتقال شب ۲۰ شعبان ۱۳۲۲ھ کو اور دوسری کا انتقال ۱۲ رمضان ۱۳۳۰ھ کو ہوا دوسرا عقد مولوی عبد الاحد صاحب نے غازیپور مین الہی رحیم کے ساتھ کیا جنسے ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوڑکر مولوی عبد الاحد صاحب نے انتقال کیا لڑکی کا عقد رسولی ضلع بارہ بنکی مین شیخ قادر بخش کے ساتھ ہوا جنکی متعدد اولاد ین ہین لڑکے کا نام عبد الاول ہے

مجھکو اُنکے حالات معلوم نہین غازیپور مین مقیم ہین واللہ اعلم۔

مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام - تمام کتب درسیہ آپنے مولانا فضل اللہ ابن مولوی نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے عـه اور کتب فارسی بھی ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھے بعد فراغت و ختم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ کی کتب درسیہ فقہیہ پر نظر بہت وسیع تھی عالم کامل زاہد و عابد شب زندہ دار تھے بیعت و اجازت آپکو حضرت مولانا عبدالرزاق سے تھی عہد شباب مین کسب معیشت کی جانب توجہ کرنا پڑی ایک زمانہ تک اضلاع فیض آباد و گونڈہ مین ملازمت کی اسکے بعد وطن مین قیام کیا اور کاکوری اسکول مین مدرس دینیات مقرر ہو گئے جس پر آخر عمر تک مقرر رہے۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین بھی کتب مطولات کا درس آپکے متعلق رہا اور آخر عمر تک مدرسہ مین اعزازًا درس دیتے رہے۔ آپکے تالیفات حسب ذیل ہین تتمہ عمدۃ الرعایہ موسوم بہ جبل لدرایہ حاشیہ کنز حاشیہ موجز یہ کتب طبع ہو گئے ہین حاشیہ میر قطبی آپنے طب بھی حکیم مظفر حسین خان سے حاصل کی تھی جسمین آپکو خاص مہارت تھی گو باقاعدہ مطب کبھی نہین کیا مگر اعزۂ فرنگی محل کا علاج ہمیشہ آپ ہی کرتے تھے۔ مین نے بھی قطبی اور شرح وقایہ اور کتب فارسی و بعض کتب نحو و صرف آپسے پڑھی ہین۔ آپ ۱۳۳۷ھ کے آخر مین بمرض استسقا بیمار رہے اور ۲۵ صفر ۱۳۳۸ھ کو پیر و مرشد کے وصال کے دن انتقال فرمایا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پیر و مرشد کے مکان مین پڑھائی اور دفن مولوی انوار صاحب کے باغ مین میرے والد کے سرہانے مغربی دیوار سے متصل واقع ہوا۔ عقد آپ کا میری پھوپھی زاد ہمشیرہ دختر مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ کو ہوا جنکا انتقال اپنے شوہر کے دو سال کے بعد ۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو ہوا تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑے صاحبزادی کا عقد میرے منجھلے بھائی مولوی سلامت اللہ صاحب سے ہوا یہ صاحبزادی عابدہ زاہدہ شب بیدار ہین صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہین ایک مولوی عبدالسلام محمد لقا دوسرے مولوی عبدالقیوم محمد قائم تیسرے مولوی عبدالقادر۔ مولوی عبدالعزیز ۱۳۱۳ھ مین حج و زیارت سے مشرف ہوئے تھے

مولوی عبدالسلام عرف محمد لقا ابن مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم مذکور۔

عـه مولوی عبدالعزیز صاحب اور انکے تینون صاحبزادون کو حضرت سید علی ظاہر وتری سے اجازت حدیث کی بھی حاصل تھی۔

ولادت آپ کی سہ شنبہ ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ھ کو ہوئی آپ نے کتب درسیہ متوسطات تک حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور مولوی عظمت اللہ بن مولوی احمد اللہ سے پڑھے اور فارسی بھی حاصل کی اسکے بعد انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کیا اسکے بعد محکمہ زراعت مین ملازمت کر لی اب بنارس مین ملازم سرکاری ہین نہایت نیک و نرم دل و صلح جو ہین اور اوراد و اشغال کے پابند ہین بیعت انکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی انکا پہلا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر خرد مولوی عبد الاحد مذکور سے ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑ کر رمضان سنہ ۱۳۳۰ھ مین وفات پا گئین دوسرا عقد کاکوری مین دختر مولوی سعید الدین سے ہوا جنسے اسوقت پانچ لڑکے ایک محمد حیات عبد الرحیم دوسرے عبد الرحمن تیسرے محمد شہاب چوتھے محمد مسعود پانچوین محمد نسیم عبد العزیز علی ہین محمد حیات مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین حفظ قرآن کر رہا ہے اور عبد الرحمن اپنے والد کے پاس انگریزی پڑھ رہا ہے بقیہ خورد سال ہین۔ مولوی محمد بقا صاحب کی صاحبزادی کا عقد مولوی عزت اللہ بن مولوی عظمت اللہ کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

مولوی عبد القیوم محمد قائم بن مولوی عبد العزیز صاحب مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ ابتدا سے لیکر انتہا تک میرے ساتھ پڑھے اور فاتحۃ الفراغ بھی میرے ساتھ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ علاوہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے جن اساتذہ سے پڑھا ہے انکا تذکرہ میرے حالات مین دیکھنا چاہیے نہایت ہوشیار اور سمجھدار تیز ذکی ہین اور امور دنیاوی کے انصرام کی بھی نہایت اچھی سمجھ رکھتے ہین بعد ختم کتب تدریس کیجانب توجہ کی ابتدا سے مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھانا شروع کیا مولوی عظمت اللہ صاحب کی ملازمت پر واپسی کے بعد مدرسہ کے افسر مدرس مقرر ہوے اور عرصہ تک یہ خدمت انجام دیتے رہے جونپور سے میری واپسی پر مدرسہ حنفیہ جونپور مین افسر مدرس مقرر ہوے اور ابتک بعہدۂ افسر مدرسی وہان مامور ہین جونپور مین مولوی صاحب نے نہایت اچھی عزت حکام و رعایا اور نواب صاحب متولی مدرسہ کی نظر و نگاہ مین پیدا کر لی ہے۔ نہایت عزت سے بسر کر رہے ہین اور تدریس و تالیف مین متوجہ ہین۔ آپ کی تالیفات

حسب ذیل ہین۔ مختصر المعانی پر ایک حاشیہ لکھا ہے جو دو جلد و ضخیم ہے اور ابھی نا مکمل ہے اور صرف مین فصول اکبری کے مشکل مقامات کا اردو مین حل کیا ہے اب ایک کتاب منطق مین میری مولفہ کتاب ہدایۃ المنطق کے طرز پر تحریر کر رہے ہین۔عـہ خدا انکو زندہ و سلامت رکھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت ارشاد ہے۔ مولوی صاحب کا عقد قصبہ سدہور ضلع بارہ بنکی مین شیخ نثار احمد کی دختر سے ہوا تھا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر مین ان بیوی نے لاولد بمرض ہیضہ شوال ۱۳۳۶ھ مین انتقال کیا مولانا نے اسکے بعد نکاح نہین کیا اور اب تک ناکتخدا ہین۔

مولوی عبد القادر بن مولوی عبد العزیز مذکور۔ ولادت ۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۳ھ کو ہوئی۔ مولوی عبد العزیز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہین کتب درسیہ مدرسۂ عالیہ نظامیہ مین پڑھیں اور سند مولانا ۱۳۳۲ھ مین حاصل کی حدیث حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی فنون سپہگری بھی سیکھے ہین نہایت شجاع اور نیک دل ہین۔ بعد ختم کتب مدرسہ نظامیہ مین درس دینا شروع کیا انکے والد ماجد نے اپنی حیات ہی مین کالون اسکول مین انکو اپنا قائم مقام کر دیا تھا جسپر اسوقت تک قائم ہین مدرسہ عالیہ نظامیہ مین تکمیل کے بعد سے اسوقت تک تدریس مین مصروف ہین نہایت توجہ سے سمجھا کر شفقت سے طلبہ کو پڑھاتے ہین۔ عہدۂ افتا مدرسہ مین انھین سے متعلق ہے جزئیات فقہ پر نظر وسیع رکھتے ہین اعزہ کے کام مین دل سے امداد کرتے ہین وعظ اور تالیف کی جانب خلاف معمول توجہ نہین ہے۔ عقد انکا مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کی بڑی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی مگر کوئی زندہ نہ رہی۔ اللہ عمر مین برکت کرے اور علم و عمل سے سرفراز کرے بیعت و اجازت انکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے انکے والد ماجد نے بھی آخر وقت انکو داخل سلسلہ کیا اور اجازت اخذ بیعت عطا کی۔ اور حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی نزادہ جب لکھنؤ تشریف لائے تو حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ مولوی عبد القادر اور مولوی صبغت اللہ اور مولوی محمد شفیع اور جناب قطب میان صاحب نے حضرت موصوف سے بھی بیعت کی۔ اور اد و وظائف خاندانی کے مولوی عبد القادر صاحب پابندی کرتے ہین خدا مجھکو اور انکو توفیق

عـہ دو کتابین منطق مین تحریر کی ہین ۱۲ اور دونون اب تمام ہوگئی ہین ۱۲ منہ ۱۳۳۷ھ

کامل خیر کی عطا فرمائے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے کتب درسی فارسی ابتدا سے لیکر انتہا تک اپنے چچا مولوی عبدالاحد سے پڑھے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالوالی بن مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ حضرت والا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے علاوہ اسکے دیگر سلاسل کی بھی اجازت آپ کو اپنے والد ماجد اور دیگر بزرگان دین سے تھی۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم آپ نے اپنے ماموں مولانا نورالحق بن ملا انوار الحق سے فرمائی اور بعد ختم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ فرمائی متفرق کتب درسیہ پر آپ کے حواشی ہیں ایک مدت تک علم ظاہری کی خدمت میں مصروف رہے اسکے بعد علم باطنی کا آپ پر غلبہ ہوا اور اذکار اور اوراد و اشغال اور علم تصوف اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیا اور تدریس کتب درسیہ ترک فرماکر مثنوی شریف کا درس دینا شروع کیا یہ حلقہ درس بہت وسیع ہوتا اور اسمیں مثنوی شریف کے نکات عجیبہ و دقائق غریبہ بیان فرماتے۔ اوائل زمانہ میں نہایت عسرت و تنگی سے بسر ہوئی مگر کبھی آپ نے کسب معاش و حصول دنیا کی جانب توجہ نہ فرمائی بعض اوقات متعدد فاقہ گھر والوں پر ہو جاتے مگر کسی سے تذکرہ نہ فرماتے۔ اور ارباب دولت کے سامنے کبھی اپنی حاجت لیکر نہیں گئے۔ عمر شریف نوے سال کی ہوئی آخر عمر میں ضعف بصر لاحق ہو گیا تھا جسقدر عمر میں زیادتی ہوتی بصارت مین کمی اور بصیرت میں زیادتی ہوتی جاتی باوجود ضعف جسمانی اور آنکھوں سے معذوری کے مسجد فرنگی محل میں نماز با جماعت آخر زمانہ تک ادا فرماتے تھے مولوی عبدالغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب جو آپکے مرید تھے اُنکے سپرد یہ خدمت تھی کہ حضرت کا ہاتھ پکڑکر مسجد لیجاتے ایکدن نماز عشا کے وقت بارش شدید ہو رہی تھی مولوی عبدالغفار صاحب حضرت کی زحمت کے خیال سے حاضر خدمت نہ ہوئے اور خود مسجد میں نماز ادا کرلی حضرت نے انتظار فرمایا جب معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی تو اسقدر تکلیف قلب مبارک پر ہوئی کہ شب بھر زار و قطار گریاں رہے جب مولوی عبدالغفار صاحب نے معذرت کی تو ارشاد فرمایا کہ تمہارا قصور نہیں ہے قصور تو میرا ہے کہ میں نے تمہارا انتظار کیوں کیا خود کیوں

نہ چلا گیا زائد سے زائد گر پڑتا چوٹ آتی تو تھوڑے دن کے بعد اچھا ہو جاتا حضرت سے سلسلۂ رشد و ہدایت بہت وسیع ہوا ہزارہا آدمی آپ کے سلسلہ مین داخل ہوے۔ فرنگی محل کے جلیل القدر اکثر علما کو حضرت ہی سے بیعت تھی سواے مولانا عبد الحکیم نبیرۂ بحر العلوم کے خاندان کے فرنگی محل کے اکثر حضرات آپ کے سلسلۂ ارادت مین داخل تھے۔ آپ کے نانا نے اپنی حیات مین امامت مسجد فرنگی محل آپ ہی کے متعلق کردی تھی اور خود آپ کی اقتدا فرماتے تھے آخر عمر مین آپ نے اسی سنت پر اپنے بھانجے اور خلیفہ حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو امامت سپرد فرمائی تھی اور خود اقتدا مین نماز پڑھتے چنانچہ اس خاندان مین قدیماً یہی دستور ہے کہ جسکو پیر و مرشد اپنا خلیفہ و قائم مقام بنانا چاہتا ہے اُسکے سپرد جمعہ کی امامت کر دیتا ہے حضرت کی وفات شریف شب ۲۲ رشعبان ۱۲۶۹ھ کو واقع ہوئی دفن مبارک ۲۲ رکی صبح کو واقع ہوا۔ مولوی عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق نے تاریخ انتقال "کنت کنزاً مخفیاً" سے نکالی ہے۔ مزار شریف آپ کا حضرت مولانا عبد الحق اور مولانا عبد العزیز رحمہما اللہ کے مزارونکے درمیان ہے پہلے قبر شریف خشتی تھی اور قبہ مزار مبارک پر نہ تھا حضرت کے خلیفہ برحق حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر مع چادر اور مزارونکے نہایت خوبصورت قبہ بنوایا اور حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزارات سنگی بنوادیے اور مقبرے کے متصل شرقی جانب حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور والدۂ حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار و نیز مسہری حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بنوائی ہے۔ اب مزارات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

مقبرہ — جنوب — مسہری

مغرب	مزار حضرت مولانا انوار الحق	مولانا عبد الرزاق	مولانا عبد الحق	مولانا عبد الوالی	مولانا عبد العزیز	والدہ مولانا عبد الحق	مولانا عبد الوہاب صاحب	مشرق

شمال

حضرت کا ملفوظ حضرت کے مرید مجاز مولوی عبد الغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب نے تحریر کیا ہے جسکا نام الاسرار الغالبیہ فی مناقب لوالدیہ ہے۔

(تنبیہ) مزارات پر قبہ بنانے کے متعلق اختلاف بین العلما ہے حضرات اہل تصوف

اور ایک گروہ علماے ظاہرین متاخرین کا اُسکے جواز بلا کراہت کا قائل ہے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کے متعلق لکھا ہے "ولیتہا لم تبن" حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو بکروہ تحریر فرمایا فہو عندی اقرب الی الحق۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپکا عقد اولاً دختر مولانا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے ہوا جب اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی تو دوسرا عقد ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے متعدد اولادین ہوئین مگر زندہ صرف تین صاحبزادیان رہین ایک صاحبزادی کا عقد مولوی لمعان الحق بن مولوی برہان الحق سے اور دوسری کا مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن غلام یحییٰ خان سے ہوا یہ دونون صاحبزادیان لاولد فوت ہوگئین۔ تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی غلام مرتضےٰ بن ملا غلام ذکریا سے ہوا جنسے اولاد ہے جنکا ذکر آگے آئیگا مولانا عبدالحلیم بن مولانا امین اللہ۔ ولادت ۱۲ شعبان ۱۲۳۹ھ مین ہوئی بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی اور مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور مفتی محمد صغر اور مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ سے پڑھین اور سولہ برس کے سن مین ختم کتب کیا مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث سے حدیث حاصل کی عمر بھر تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رہا پہلے وطن مین پھر باندہ مین نواب ذوالفقار الدولہ کے مدرسہ مین ملازم ہوگئے وہان ۹ سال قیام کے بعد جونپور مین حاجی امام بخش کے مدرسہ مین چلے گئے اور تقریباً دس سال وہان درس مین مصروف رہے اسکے بعد حیدرآباد دکن مین مدرسہ سرکاری مین مدرس مقرر ہوے ۱۲۷۹ھ مین اہل و عیال کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوے اور وہان شیوخ حدیث سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وہانسے واپسی پر حیدرآباد مین عدالت عالیہ کے عہدہ پر تقرر ہوا امرا و رؤساے حیدرآباد مین نہایت اعزاز و احترام سے بسر فرمائی خواص و عوام سب آپکے گرویدہ تھے جمادی الآخر ۱۲۸۳ھ مین وطن تشریف لائے اور صاحبزادے کے عقد سے فراغت حاصل کی اعزاے وطن مصر ہوے کہ اپنے وطن مین قیام فرمائیے اور مولوی حیدر بخش بن مولوی حاجی امام بخش جونپوری کا اصرار تھا کہ آپ جونپور تشریف لیچلین مگر قضا و قدر نے کسی کی عرض معرض قبول مین آنے نہ دی سال بھر کے بعد حیدرآباد واپس ہوے اور چندہی دنون کے بعد علالت شروع ہوئی بظاہر

دق و سل کا مرض تھا مگر کسی مخالف کا سحر بھی باطن مین کام کر رہا تھا یہانتک کہ شعبان تک مرض ایسی حالت پر پہونچگیا کہ حیات سے ناامیدی ہوگئی اپنے صاحبزادے کو وصایا فرمائے اور اجازت حدیث عطا فرمائی اور بیعت لیکر داخل سلسلۂ قادریہ رزاقیہ کیا آخر ۲۹ شعبان یوم دوشنبہ ۱۲۸۵ھ کو بوقت صبح انتقال کیا تاریخ وفات ”عالم با عمل نمود قضا“ سے حیدرآباد میں شاہ یوسف قادری کے باطین مزار دفن واقع ہوا بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی تلامذہ اسقدر کثرت سے تھے کہ سب کا شمار دشوار ہے جنمین سے اکثر خود صاحب تالیف و تصنیف ہوے۔ آپ کی تالیفات کثرت سے ہین جو نہایت مفید و نافع ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (منقول از عمدۃ الرعایہ) رسالہ فی الاشارۃ بالسبابۃ فی التشہد، حاشیۂ شرح العقائد الجلالی المسماۃ بحل المعاقد، نظم الدرر فی سلک شق القمر، امعان النظر بصارۃ شق القمر، التحلیہ شرح التسویہ، نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن، الاملا فی تحقیق الدعا، ایقاد المصابیح فی التراویح، غایۃ الکلام فی بیان الحلال و الحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل والسنن، عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر، السقایۃ شرح الہدایۃ، قمر الاقمار حاشیۂ نور الانوار، رسالۃ فی احوال رحلۃ الی الحرمین، التعلیق الفاضل فی مسئلۃ الطہر المتخلل، رسالہ فی تراجم علماء الہند، رسالہ فی جمع نتائج التحقیقات المرضیہ بحل حاشیۃ الزاہدیہ علی الرسالۃ القطبیہ، القول الاسلم بحل شرح السلم، الاقوال الاربعۃ، کشف المکتوم بحل حاشیۃ بحر العلوم، القول المحیط فیما یتعلق بالجعل المولف والبسیط، معین الغائصین فی رد المغالطین، الایضاحات لمبحث المختلطات، کشف الاشتباہ بحل حمد اللہ، البیان العجیب فی شرح ضابطۃ التہذیب، کاشف الظلمۃ فی بیان اقسام الحکمۃ، العرفان، حاشیۃ النفیسی شرح موجز الطب، الحاشیہ علی الحاشیۃ القدیمۃ الدوانیہ، شرح شرح التجرید للقوشجی، حاشیۂ بدیع المیزان، حاشیۂ المصباح یہ امر خاصکر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض درسی کتابون پر آپنے مختصر حواشی جو بین السطور کے طور پر لکھے جا سکتے ہین۔ تحریر فرمائے تھے اور خاصکر اختصار کو مدنظر رکھا تھا بعد کو وہ بصورت حاشیہ طبع ہوگئے اور اگرچہ طلبہ کیلیے وہ بھی نفع کثیر سے خالی نہین مگر مدرسین زمانہ خیال کرتے ہین کہ اسقدر اختصار مخل بالمقصود ہوگیا ہے اصلی وجہ اسکی معلوم ہونیسے غالبًا اعتراض باقی

لکھا ہے۔ ج ہیگا۔ مولانا کے تالیفات اور مولانا کے مفصل حالات آپ کے صاحبزادے نے مقدمہ سعایہ
وعمدۃ الرعایہ اور ایک خاص تصنیف حسرۃ العالم بوفاۃ مرجع العالم مین ذکر کیے ہین جسکو خواہش ہو
دیکھ لے۔ آپ کا عقد مولوی ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کی بڑی صاحبزادی سے ہوا
جنسے صرف ایک نامور صاحبزادے جو امتہ واحدہ کہے جانیکے مستحق تھے یادگار رہے ان
صاحبزادے کا اسم گرامی مولوی عبدالحی تھا آیۃ اللہ فی العالمین وارث علوم سید المرسلین
فخر خلف یادگار سلف مجدد المأۃ الرابع عشرۃ مولانا واستاذ استاذنا مولوی حافظ ابوالحسنات
محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ حق یہ ہے کہ ہمارے محلہ مین اس ذات گرامی کی کوئی نظیر سابق مین سوائے
بحرالعلوم کے دوسری نہین ہوئی ہے اور اگر مولانا کو وہی عمر اور سن ہمارے محلہ کی خوش قسمتی
سے ملجاتا جو بحرالعلوم کو ملگیا تو یقیناً یہ شہسوار میدان علم و عمل جامع علوم معقول و منقول فقیہ
و منطقی و محدث و واعظ اپنے اکابر تو کیا سچ تو یہ ہے کہ ابن ہمام اور عینی ایک طرف صدر الشریعہ
اور تاج الشریعہ سے بازی لیجاتا مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور افسوس صد افسوس کہ یہ شمس
ہمارے تحقیق یہ بدر فلک تدقیق صرف ۳۹ سال افق عالم پر ضیا بخش عالم رہا اور اسکے
بعد غروب ہوگیا۔ مگر غروب کے بعد بھی جو شفق اپنی یادگار کے طور پر چھوڑ گیا ہے جبتک
علوم اسلامیہ کا دربار مسلمانون گرم ہے وہ ہمیشہ روشنائی بخش عالم رہیگی اور اہل علم
اسکے احسان گرانبار سے اپنے سرونکو اٹھا نہین سکینگے۔ اس آفتاب علم کا طلوع بمقام باندہ
یوم سہ شنبہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ کو ہوا مگر مولوی فصیح اللہ نے ۱۲۶۵ھ اور مصرع تاریخ
"مہر افلاک حشمت و اقبال" لکھا ہے۔ حفظ قرآن کے بعد فارسی و ابتدائی حساب کی تحصیل
مولوی خادم حسین سے کی اور جملہ کتب درسیہ اپنے والد ماجد کے سوا کسی سے نہین پڑھے
صرف علوم ریاضیہ کی کتب اپنے والد کے ماموں مولانا نعمت اللہ ابن مولانا نور اللہ سے والد
ماجد کے انتقال کے بعد پڑھے جسکے متعلق آپ کے استاذ کا خیال یہ تھا کہ محض حصول تجربہ کیلیے
پڑھتے ہین ورنہ ضرورت کا سوال نہین ہے۔ والد ماجد کے انتقال تک حیدرآباد مین
قیام رہا بعد انتقال والد ماجد ارکین سلطنت نے والد کا قائم مقام کرنا چاہا آپکے حیدرآبادی
مع \ اہل پر اصرار تھا مگر اس عالی حوصلہ ذات نے خدمت علم مین حرج کے خیال سے عسرت مین

بسر کرنا گوارا کیا اور عہدہ کے قبول سے انکار کر دیا اور وطن واپس آکر خدمت علم شرع کی دنیائے
اسلام جانتی ہے کہ کیا اور کسقدر اور کتنی اہم خدمات علمی مولانا نے کیے خود مولانا نے جو اپنا تذکرہ
مختلف کتب مین لکھا ہے اُسی کو دیکھکر معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر علمی روایات کی یہ ذات گرامی
حامل تھی۔ آپکے بعد آپکے تلمیذ استاذی واستاذ استاذی مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد نے
حسرۃ الفحول بوفات نائب الرسول کے نام سے آپ کا تذکرہ لکھا ہے اور مولوی عبد الحمید بن
مولوی عبد الحلیم نے بھی آپ کا تذکرہ سراپا غم کے نام سے تحریر کیا ہے جسکو مفصل حالات
اس بدر شمس کمال کے دیکھنا ہو ان کتابون کو دیکھے۔ وطن کی واپسی پر بدستور خدمت علمی مین
محو ہو گئے کثرت محنت نے صحت خراب کر دی صرع کے دورے ہونے لگے باوجود ہر ممکن کوشش کے
کسیطرح مرض دفع نہین ہوا اسپر بھی تھوڑے افاقہ پر پھر محنت شروع ہو جاتی جو صحت کو اور
زیادہ مضر ہو جاتی آخر الامر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ کو ابتدا سے روز سے طبیعت کچھ خراب تھی
مگر میرے والد کے یہان تقریب ذکر ولادت شریف مین ہشاش و بشاش شریک رہے اور کشادہ
پیشانی سے مہمانداری مین مصروف رہے شب کو گھر پر آ کر حسب معمول باتین کرتے
رہے اسکے بعد آرام فرمانے تشریف لیگئے نصف شب کے قریب دورہ صرع کا ہوا تھوڑی دیر کے
بعد افاقہ ہو گیا دوبارہ پھر دورہ ہوا اور پھر افاقہ ہو گیا تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا اور
فرنگی محل کی اس شمع روشن کو بجھا دیا اولاً سکتہ کا خیال ہوا ڈاکٹرون اور حکیمون نے دیکھکر
بتایا کہ آفتاب علم آمد در زوال۔ جسوقت یہ خبر فرنگی محل کے گھرون تک پہونچی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ فرنگی محل کا ہر گھر ماتمکدہ بنگیا ہے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جد امجد حضرت
مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو مین نے کبھی روتے ہوئے نہین دیکھا سوائے اُسدن کے
جسکی شب کو حضرت اخی معظم مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ شہر مین جسوقت خبر
ہوئی ہر مسلمان افتان و خیزان تباہ حال فرنگی محل پہونچا۔ اور اس خبر کی تصدیق سے خود
سکتہ کے عالم مین رہ گیا، دوپہر کے قریب جنازہ تیار ہوا اور بعد زوال حضرت مولانا
عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً نماز جنازہ پڑھائی دوسری نماز مزار حضرت مخدوم
شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ مین مولانا عبد الوہاب بن حضرت مولانا عبد الرزاق

رحمہا اللہ نے پڑھائی اور تیسری نماز باغ مین مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحلیم نے ادا کی
کفن مین حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھا،
مزار احاطہ باغ مولانا انوار مین مغربی دیوار سے متصل خام ہے۔ اُسکے گرد حضرت اُستاذ
رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ مرمر کی خوبصورت جالی لگوائی ہے۔ کثرت تلامذہ کی وجہ سے اُنکا شمار
دشوار ہے۔ مولانا انوار اللہ استاذ اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو بھی مولانا
رحمۃ اللہ علیہ سے اول سے لیکر ختم کتب تک تلمذ رہا ہے۔ تالیفات کی فہرست خود مولانا نے
اور آپکے تذکرہ نویسون نے لکھی ہے اور گو سوانح عمر مصنفہ مولوی عبد الحمید صاحب مین
بعض کتابون کے متعلق تشریحات مین نہایت افسوسناک تسامحات ہوگئے ہین تاہم مولانا کی
تالیفات اور تلامذہ کا اُس سے علم ہو سکتا ہے۔ مین پوری فہرست مولانا کے مولفات کی
بانیر درج کرتا ہون۔ تصانیف حضرت مولانا محمد عبد الحی قدس اللہ سرہٗ
تبیان۔ تکملۃ المیزان۔ شرح تکملۃ المیزان۔ امتحان الطلبہ فی الصیغ المشکلہ۔ چار گل۔ ازالۃ الجہد
عن اعراب اکمل الحمد۔ خیر الکلام فی تصحیح کلام الملوک ملوک الکلام۔ الہدیۃ المختاریہ فی شرح
الرسالۃ العضدیہ۔ ہدایۃ الورے الی لواء الہدے۔ مصباح الدجے فی لواء الہدے۔ نور الہدے
لحملۃ لواء الہدے۔ التعلیق العجیب لحل حاشیۃ الجلال علی التہذیب۔ حل المغلق فی
بحث المجہول المطلق۔ حاشیہ شرح تہذیب عبد اللہ یزدی۔ حاشیہ میرزاہد رسالہ شرح رسالہ
قطبیہ۔ حاشیہ میرزاہد ملا جلال۔ حاشیہ ہدیۃ المیزان۔ حاشیہ رسالہ قطبیہ۔ الکلام المتین فی
تحریر البراہین۔ بشر السیر فی بحث المثناۃ بالتکریر۔ الافادۃ الخطیرۃ فی بحث سبع عرض شعیرہ۔
دفع الکلال عن طلاب تعلیقات الکمال۔ تعلیقات الحمائل علی حواشی الزاہد علی شرح الہیاکل
الشارۃ۔ حاشیہ شرح المواقف۔ حاشیہ صدرا۔ حاشیہ میبذی۔ حاشیہ شمس بازغہ۔ حاشیہ موجز
حاشیہ نفیسی۔ الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ۔ التعلیقات السنیہ حاشیۃ الفوائد البہیہ۔ طرب
الاماثل فی تذکرۃ الاوائل۔ النصیب الاوفر فی تراجم علماء المائۃ الثالثۃ عشر۔ خیر العمل فی تراجم
علمائے فرنگی محل۔ فرحۃ المدرسین بذکر المولفات والمولفین۔ النافع الکبیر لمن یطالع
جامع الصغیر۔ مقدمۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ السعایہ۔ مقدمۃ عمدۃ الرعایہ

مقدمة التعلیق الممجد ـ ابراز الغی الواقع فی شفاء العی ـ تذکرة الراشد برد تبصرة الناقد ـ حسرت
العالم بوفات مرجع العالم ـ طبقات الحنفیہ ـ تبصرة البصائر فی احوال الاواخر ـ القول المنثور
فی ہلال خیر الشہور ـ القول المنشور علی القول المنثور ـ الفلک الدوار فیما یتعلق برؤیۃ الہلال
بالنہار ـ الاجوبۃ الفاضلہ لاسئلۃ العشرة الکاملہ ـ الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل ـ تحفۃ النبلاء
فی جماعۃ النساء ـ الافصاح عن شہادة المرأة فی الارضاع ـ قوت المغتذین بفتح المقتدین ـ
الفلک المشحون فی انتفاع الراہن والمرتہن بالمرہون ـ تحفۃ الطلبہ فی مسح الرقبہ ـ تحفۃ الکملہ
نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر ـ النفحۃ بتحشیۃ النزہۃ ـ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر ـ خیر الخبر فی اذان
خیر البشر ـ الہسہسہ بنقض الوضوء بالقہقہہ ـ رفع الستر عن ادخال المیت وتوجیہہ الی القبلۃ
فی القبر ـ غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال ـ ظفر الانفال حاشیہ غایۃ المقال ـ افادة الخیر
فی الاستیاک بسواک الغیر ـ التحقیق العجیب فی التثویب ـ احکام القنطرة فی احکام البسملہ ـ
القول الاشرف فی الفتح عن المصحف ـ تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ـ تحفۃ الانظار
حاشیہ تحفۃ الاخیار ـ امام الکلام فی القرأة خلف الامام ـ غیث الغمام ـ زجر ارباب الریان
عن شرب الدخان ـ ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان ـ ردع الاخوان عما احدثوه
فی جمعۃ آخر رمضان ـ آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس ـ الانصاف فی
حکم الاعتکاف ـ اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ ـ تذکرة الفاکر فی حصول
الجماعۃ بالجن والملک ـ القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم ـ ہدایۃ المعتدین فی فتح
المقتدین ـ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ـ نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل
حسن الولایہ ـ عمدة الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ـ السعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ـ
حاشیہ جامع صغیر ـ حاشیہ ہدایہ جلد اول ـ حاشیہ شریفیہ ـ حاشیہ توضیح تلویح ـ حاشیہ
شرح عقائد نسفی ـ حاشیہ خیالی ـ التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ـ الآثار المرفوعہ فی ذکر
الاحادیث الموضوعہ ـ حاشیہ حصن حصین ـ ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ـ الآیات
البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات ـ اللطائف المستحسنہ بجمع خطب شہور السنہ ـ زجر الناس علی
انکار اثر ابن عباس ـ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ـ الکلام المبرم فی نقض القول المحکم

الکلام المبرور فی رد القول المنصور ۔ السعی المشکور فی رد المذہب الماثور ۔ عمدۃ النصائح ۔ زجر الشبان و الشیبہ عن ارتکاب الغیبہ ۔ جمع الغرر فی رد نثر الدرر ۔ تحفۃ الثقات فی تفصیل لاناث

ان تالیفات کے بارے مین صرف سقدر لکھنا چاہتا ہون کہ اگر مولانا کی کوئی اور تصنیف نہوتی اور صرف چار کتابین آپ کی مولفہ ہمارے ہاتھ مین ہوتین تب بھی مولانا کی عظمت شان اور مرتبۂ علمی جاننے کیلیے کافی تھین یہ چار کتابین چار فنون مختلفہ کی ہین ایک مصباح الدجی یعنے حاشیۂ غلام یحیٰی بر میر زاہد رسالہ کا مبسوط حاشیہ جو مولانا کی وسعت نظر اور قوت علمی اور منطق مین بے مثل محقق ہونے کا گواہ ناطق ہے دوسرے سعایہ یعنی شرح وقایہ کا حامل المتن حاشیہ امیر اتقانی نے اپنے حاشیہ ہدایہ کے متعلق جو کچھ اپنے قلم سے لکھا ہے وہ سب مولانا کی اس کتاب کے متعلق کہا جا سکتا ہے اور صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے اگر اس کتاب کو علامہ صدر الشریعہ دیکھتے تو وہ مولانا کے ہاتھ کو محبت سے چوم لیتے ۔ اگر یہ کتاب تمام ہو جاتی تو یقیناً علمائے زمانہ بحر رائق اور فتح القدیر کو بھول جاتے ۔ تیسرے موطا امام محمد کا مبسوط حاشیہ یعنے التعلیق الممجد اس حاشیہ کی کیا تعریف کیجائے سوائے اسکے کہ علمائے متاخرین مین اسکی کوئی نظیر عمدۃ القاری کے بعد نہین ہوئی ۔ (بحث صرف محققانہ تحریر سے ہے) اور بے تعصبی اور الحق احق بالاتباع کے اعتبار سے تو کسی آخری دور کے عالم کا آپ سے مقابلہ ہی نہین کیا جا سکتا ۔ چوتھے ظفر الامانی اصول حدیث مین بے مثل رسالہ ہے جو گو رسالہ سید شریف کی شرح ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ خود ایک مستقل تالیف ہے اور اسکے بعد مقدمہ ابن صلاح کی بھی ضرورت طالبان علم کیلیے باقی نہین رہتی ۔ اگر فرصت ہوئی تو کسیوقت مولانا کے کتب پر تبصرہ لکھونگا ۔ مولانا کا عقد حسب بیان مولوی فصیح اللہ صاحب ۱۲۸۳ھ میں مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جنسے اولا کوئی اولاد نہین ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے تمنائے اولاد مین آپ کو بانسہ شریف حاضر ہونے کی تاکید کی آپ حضرت سید السادات کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور چلہ باندھکر وطن واپس آئے خدا نے متعدد اولادین دین مگر زندہ صرف ایک صاحبزادی رہین جو مولوی محمد یوسف بن مولوی قاسم صاحب بن مولوی مہدی صاحب کو بیاہی گئین جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین اور بقید حیات ہین ۔

جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب قبلہ پھلواروی نے بانسہ شریف حاضر ہونے کی دوسری وجہ
مجھ سے بیان فرمائی وہ ارشاد فرماتے ہین کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ایک زمانہ مین دردشکم کی
شکایت لاحق ہوئی جو باوجود ہرطرح کے معالجے کے کسیطرح دفع نہین ہوتی تھی مولانا کی والدہ
صاحبہ آپ کو ہمراہ لیکر بانسہ شریف حاضر ہوئین اور درگاہ شریف کے حجرہ مین قیام کیا مولانا
خود دوسری جگہ مقیم تھے صبح کو روزانہ درگاہ شریف حاضر ہوتے اور والدہ کو سلام کرنے جاتے
ایکدن حسب معمول والدہ صاحبہ کے پاس تشریف لیگئے والدہ صاحبہ نے پان دیا مولانا نے
نوش فرمالیا اسکے بعد دوبارہ والدہ صاحبہ نے پان دیا اور آپ نے نوش فرمالیا تھوڑی
دیر کے بعد والدہ صاحبہ نے دریافت کیا کہ تمکو پان کھانے سے کوئی تکلیف تو نہین ہوئی
آپ نے متعجبانہ دریافت فرمایا کہ تکلیف کی کیا وجہ تھی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دونون
پان مین تمباکو تھی اور تمکو تمباکو کھانے سے فورًا استفراغ ہوجاتا ہے اور بہت تکلیف ہوتی
ہے. مولانا نے فرمایا کہ اسوقت تو کچھ تکلیف نہین ہوئی آپ کی والدہ نے فرمایا کہ شب کے
مین نے حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا کہ ایک پتی دست مبارک
مین ہے اور ارشاد فرماتے ہین کہ عبدالحی کو یہ کھلا یا کرو مین اُس پتی کو پہچان نہین سکی تھی
سوقت جب تم آئے تو اتفاقًا میرے پاس تمباکو کے ڈنٹھل رکھے تھے تمھین پان دیتے
وقت اُسپر نظر پڑی اور فورًا خیال آگیا کہ حضرت کے دست مبارک مین یہی تھے اسکے بعد
سے مولانا نے تمباکو کا استعمال کرنا شروع کیا اور دوہی تین دن کے عرصہ مین اللہ تعالے
نے صحت کاملہ ایسی عطا فرمائی کہ پھر کبھی اس مرض کا عود نہین ہوا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ
ایک مرتبہ دہلی بھی تشریف لیگئے تھے اور وہان مزارات مبارک حضرت قطب صاحب
و حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہما پر اولًا (ریل سے اُترتے ہی) حاضر ہوے مولانا نذیرحسین
صاحب نے واپسی پر مزاحًا مولانا سے فرمایا کہ پہلے زندہ پیرون سے ملنا چاہیے تھا اُسکے بعد
مردون کے پاس جاتے مولانا نے فرمایا کہ اُنکی موت کی حالت بھی ہماری زندگی سے
ہزارہا درجہ بہتر ہے اسلیے پہلے مین اُن حضرات کے پاس حاضر ہوا جنکو حقیقی حیات
ہوگئی ہے۔ حافظ قدرت اللہ چودہری مرید مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مجھسے

[illegible] ۱۲ منہ

جس زمانہ میں مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد جونپور میں تھے مولانا حفظ قرآن فرماتے تھے اور ۱۰-۱۲ برس یا اس سے کچھ کم و بیش سن تھا اس زمانہ میں مولانا نہایت بد شوق اور کھیل کود کے جانب مائل تھے باوجود والد کی سخت کوشش کے کسیطرح پڑھنے کیطرف توجہ نہیں کرتے تھے والد ماجد آپ کی جانب سے مایوس تھے اور کہا کرتے تھے کہ افسوس میری بد قسمتی ہے یہ لڑکا اسقدر بد شوق ہے اب علم میرے خاندان سے چلا جائیگا حافظ صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد مولانا کے والد حیدرآباد چلے گئے اس واقعہ کے ۲۵-۲۶ برس کے بعد جب کہ مولانا پر ایک شخص کو مسلمان کرنے کی وجہ سے مقدمہ قائم ہو گیا تھا اور آپ کو اس کی وجہ سے صوبہ بہار تشریف لیجانا پڑا تھا واپسی پر اہل جونپور کے بعد اصرار پر مولانا نے ایکدن کیلیے جونپور میں قیام فرمایا تھا جامع مسجد میں وعظ ہوا حافظ صاحب کہتے تھے کہ جامع مسجد اور اسکے باہر جہانتک نظر کام کرتی تھی لوگ مشتاقانہ کھڑے تھے بعد وعظ جب مولانا پالکی پر سوار ہوے تو ہر شخص اس تمنا میں ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا کہ مولانا کی ایک مرتبہ زیارت ہی کرلے مولانا کی پالکی کے گرد علما مودب ساتھ ساتھ تھے۔ میں بھی مولانا کے جائے قیام پر پہونچا مولانا سے اپنا تعارف کرایا مولانا نے کھڑے ہو کر مجھکو بٹھا لیا میں نے مولانا سے اُنکی گذشتہ زمانہ کی بد شوقی اور اُنکے والد کی خفگی کا تذکرہ کیا مولانا نے ہنسکر فرمایا یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان ہے جو مجھکو کچھ آگیا۔ انتہی۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ؁

اولاد استاذ الہند (حرف عین)

بحر العلوم مولوی عبد العلے بن ملا نظام الدین استاذ الہند بن قطب شہید۔ ابو العیاش کنیت تھی ولادت شریف استاذ الہند کی دوسری زوجہ کے بطن سے ۱۱۴۴؁ھ میں ہوئی کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور اٹھارھوین سال فراغت حاصل کی اسی سال آپکا نکاح قصبہ کاکوری میں والد ماجد نے کیا اور اُسکے بعد ہی آپکے نامور والد کا انتقال ہو گیا۔ اب آپ کو شغف علمی پیدا ہوا ملا کمال الدین شاگرد استاذ الہند کی خدمت میں جا کر سبق شروع کیا اور اس طریقہ پر علم کی ترقی میں مصروف ہوے خود ارشاد

فرماتے تھے کہ مولانا کمال کے پاس جاکر مین کسی مسئلہ پر بحث شروع کرتا اور کمال جسارت سے بے
تکلفانہ مباحثہ کرتا ملا کمال ناخوش نہوتے اور نہایت توجہ سے نکات و مشکلات مسائل حل
فرماتے جس سے میرا علم یوماً فیوماً بڑھتا لوگ ملا کمال سے کہتے کہ اسقدر رعایت ان صاحبزادہ کی
مناسب نہین ہے مگر ملا کمال فرماتے کہ میرے مخدوم زادے ہین جو کچھ مجھکو آیا ہے انھین کے
والد سے ملا ہے یہ صاحبزادے اس سن مین کلام قدما و متاخرین سے جسقدر واقف ہین انکے
والد بھی اس سن مین اسقدر واقف نہونگے - مین نے اپنے اکابر سے سنا ہے کہ چونکہ استاذ الہند کے
یہی ایک صاحبزادے تھے اور آخر عمر مین پیدا ہوے تھے اسلیے محبت و پیار مین زائد بسر ہوئی والد
ماجد کے انتقال کے وقت گو کتب درسیہ کی تحصیل سے فراغت ہو چکی تھی مگر علم کی جانب رغبت
نہ تھی اُس زمانہ مین دستور تھا کہ فاتحۃ الفراغ پڑھنے والے شاہ پیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
عرس کے موقعہ پر حاضر ہوتے اور اس عرس مین اکابر علماے وقت موجود ہوتے اُنکے
سامنے دستار بندی ہوتی استاذ الہند کی زندگی مین استاذ الہند ہی اُس مجلس کے صدر و مسند
نشین ہوتے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اُسی سال آپکی وفات کے بعد جب موقعہ دستار بندی کا آیا حضرت
بحر العلوم بھی موافق معمول کے گئے مگر صرف تماشہ دیکھنے کو بٹیر کی کابک ہاتھ مین تھی جسوقت
دستار بندی کی رسم ادا ہونے لگی تو مجمع بہت زائد تھا بحر العلوم اس رسم کو دیکھنا چاہتے تھے اور
اس غرض سے آگے بڑھے مگر کسی طرف سے کثرت مجمع کیوجہ سے جانے نہین پاتے تھے آخر ایک
طرف سے جانے لگے تو کسی نے زور سے انکو دھکا دیا اور کہا کہ کہان بڑھے چلے جاتے ہو بحر العلوم
نے جواب دیا کہ مجھکو نہین جانتے مین ملا نظام الدین کا لڑکا ہون اُس شخص نے کہا کہ
سبحان اللہ استاذ الہند کے اگر تم بیٹے ہوتے تو مسند پر صدر مین ہوتے یا یہان بٹیر کی
کابک ہاتھ مین لیے ہوے ہوتے مولانا کی حمیت جوش مین آگئی کابک وہان ہی توڑ ڈالی
اور بٹیرین اُڑا دین اور گھر آکر کتاب بغل مین لی اور پدر بزرگوار کے مزار پر حاضر ہوکر
دیر تک گریان رہے اسکے بعد کتاب کھولکر مطالعہ شروع کیا جہان ذرا بھی اشکال ہوتا
روحانیت پدر بزرگوار سے مدد پاتے یہانتک کہ فاضل بے نظیر جامع معقول و منقول
عالم علوم ظاہر و باطن ہوگئے مدت تک فیض علم لکھنؤ مین جاری رہا اسکے بعد ایک قضیہ مذہبی

بوجہ سے سکونت لکھنؤ کو خیرباد کہنا پڑا اور شاہجہانپور پھر رامپور تشریف لیگئے وہان سے
بہار ضلع بردوان تشریف لیگئے اور بعد چندے مدراس رونق افروز ہوئے سوا اسے
شاہجہانپور کے جس جگہ تشریف لیگئے وہان کے نواب یا رئیس کی طلب ہی پر تشریف
لیگئے - اور ہر جگہ عزت و احترام زائد ہی ہوتا مدراس پہونچے تو بیرون شہر سے علما و
اعیان دولت نے استقبال کیا آپ پالکی پر سوار اور تمام اعیان دولت پا پیادہ ہمراہ اس
شان سے نواب کرناٹک کے دولت خانہ پر پہونچے نواب دروازہ تک مع شاہزادونکے
استقبال کو آئے آپ نے پالکی سے اُترنے کا ارادہ فرمایا نواب نے کسیطرح اُترنے نہ دیا اور
خود پالکی کو کاندھا دیکر صدر مقام تک لیگیا مولانا کو صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ سامنے
بیٹھا نواب کرناٹک اصل مین اودھ ہی کے قصبہ گوپامؤ کے رہنے والے تھے وہ مولانا اور
آپکے والد ماجد کی عزت و احترام سے خوب واقف تھے - غرضکہ مولانا کا گرانقدر مشاہرہ
ایکہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا اور آپکے داماد ملا ازہار الحق کا بھی سو روپیہ ماہوار وظیفہ
مقرر کیا مولانا کمال عزت و احترام سے مدراس مین رونق افروز رہے نواب نے مولانا کیلیے
ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرادیا اُسی مین مولانا درس دیتے تھے نواب صاحب عمر بھر پہلے ہی
کیطرح حضرت کی آمد پر احترام کرتے اور دروازہ تک رخصت کرنے جاتے ملک العلماء کا
خطاب نواب صاحب ہی نے دیا تھا - اطراف واکناف سے لوگ سفر کرکے مدراس تحصیل علم کرنے جاتے
مولانا تالیف و تدریس مین برابر یاد فرماتے جاتے آپکے زمانہ ہی مین آپ کی تصانیف
ہندوستان مین مشہور ہوگئے تھے علم باطنی گو اپنے والد ماجد سے بطریق روحانیت حاصل
کیا تھا مگر آپ کو اجازت سلاسل اپنے والد ماجد سے بالمشافہہ بھی تھی اور دیگر سلاسل کی بھی
اجازت شاہ امین اللہ سید نوری سے تھی علاوہ اسکے حضور رسالت کی روحانیت
پاک سے اسقدر مناسبت زائد تھی کہ عالم بیداری مین زیارت شریف سے سرفراز ہوتے
اور اس زیارت مین واسطہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا اسلیے اس سلسلہ
مین جسکو داخل فرماتے اسی ایک سلسلہ سے شجرہ عنایت فرماتے اور مرید سے فرماتے
کہ مین تمہارا ذمہ دار ہون حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ سے شغف اعتقاد تھا اور کتب

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کا بکثرت مطالعہ فرماتے اور متشابہات کی تاویل صحیح فرماتے
آپکے تصانیف و تالیفات بھی کثرت سے ہین اور حق یہ ہے کہ ملا مبین رحمۃ اللہ علیہ
تک فرنگی محل مین کوئی عالم آپکے تالیفات و تصنیفات کا مقابلہ نہین کر سکتا اگر کوئی کثرت
تالیفات و تدقیقات جملہ علوم مین آپکے بعد آپ کی یادگار ہوا ہے تو وہ ملا مبین اور مولانا
ولی اللہ اور مولانا عبد الحی ہین رحمہم اللہ تعالے اجمعین آپ کی تالیفات مین وہ حقائق و
دقائق ملتے ہین اور شروح و حواشی مین اصل کتاب کا اسطرح حل اختصار کے ساتھ ہوتا ہے
کہ اسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ آپکے تصانیف مین سے بعض کے نام حسب ذیل ہین ہدایۃ المصرف
شرح فقہ اکبر فارسی مین یہ دونون طبع ہو چکی ہین۔ سلم و مسلم کی شروح مطبوع اور مسدا ول ہین
زواہد ثلثہ پر آپکے حواشی مکمل ہین۔ میر زاہد رسالہ کا حاشیہ مطبوع ہے۔ تحریر الاصول علامہ
ابن ہمام صاحب فتح القدیر کی شرح آپکے والد ماجد نے لکھنا شروع کی تھی آپنے تکمیل فرمائی
مثنوی شریف مولانا روم کی بے مثل شرح ایسی لکھی کہ سابق و لاحق مین اسکی نظیر نہین ہے۔
اپنی شرح سلم پر منہیات بھی تحریر فرمائے ہین یہ دونون طبع ہو چکی ہین۔ میر زاہد شرح مواقف
پر تین حاشیہ تحریر فرمائے ہین۔ صدرا پر حاشیہ مکمل مطبوع ہے تقریبًا اکثر کتب درسیہ پر حاشیے
ہین منار کی فارسی مین شرح تحریر فرمائی تھی وحدۃ الوجود مین تین رسالے ہین۔ احوال انبیا
مین ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے فقہ مین ارکان اربعہ یا رسائل الارکان مجتہدانہ کتاب ہے جو مطبوع
ہے۔ ان کتابونکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم مجتہد فی المذہب کے مرتبہ پر
پہونچ گئے تھے اور اگرچہ تادبًا المقام العلما اصاغر کا اکابر سے مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے
مگر بلا لحاظ بمقتضائے حق امر کہنے سے مین باز نہین رہ سکتا کہ مولانا اپنے اکابر تو کیا ابن ہمام
و جلال دوانی و صدر شیرازی سے کسیطرح کم نہ تھے۔ ارکان اربعہ لکھنے کا باعث مین نے
بزرگون سے یہ سنا ہے کہ ملا حسن جب لکھنؤ سے ترک وطن فرماکر رامپور دہلی گئے اور کچھ مدت
دہلی مین قیام فرمایا تو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگردون کو خبر ہوئی وہ بھی
ملا حسن کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کسی بحث علمی پر بحث کرنے لگے ملا حسن نے جوابات
معقولہ سے انکی تشفی کر دی وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس گئے اور ملا حسن کی تعریف

کرنے لگے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ان معقولیون کو حدیث و قرآن سے بالکل بےخبری ہوتی ہے یہ بیچارے عمر بھر قال الشیخ و قال الرازی مین پڑے رہتے ہین ملا حسن اس عرصہ مین رامپور رہ ابس ہو چکے تھے کسی نے بحر العلوم تک یہ واقعہ پہونچا دیا بحر العلوم نے جواب مین ارکان اربعہ لکھکر شاہ صاحب کی خدمت مین بھیجی حضرت شاہ صاحب نے اسکے جواب مین جو خط بھیجا اُسمین نہایت توصیف و مدح مولانا کی لکھی اور خط کے عنوان مین مولانا کو بحر العلوم کے لقب سے ملقب فرمایا خدا کی قدرت کہ حضرت شاہ صاحب کے قلم سے نکلا ہوا خطاب آج عالم مین شہرت پا گیا اور اب اہل علم کے حلقو نمین نام اور شاہی خطاب سے زائد حضرت شاہ صاحب کا عطیہ خطاب ہی مشہور ہے اس حقیقی بحر العلوم اور آسمان فضل و کمال نے ۱۲ رجب ۱۲۲۵ھ کو مدراس مین بعمر ۸۳ سال انتقال فرمایا اور مسجد والاشاہی مین دفن ہوئے مزار اب تک زیارت گاہ خلائق ہے وہان کے لوگ اب تک مولانا کی عظمت و احترام کو جانتے ہین اور مولانا کے احفاد مین سے جو کوئی وہان پہونچ جاتا ہے اُس کی عظمت کرتے ہین۔ مولانا کا عقد کاکوری محلہ جنہ یہ گڈھی مین دختر شیخ محمد مشرف بن محمد غوث بن شیخ اجیالی بن ابو المعالی بن عبد الملک بن قاضی عبد الوہاب بن قاضی بہاؤ الدین بن قاضی شیخ بن قاضی بہاری بن قاضی شیخ کلان عباسی کے ساتھ (نسب نامہ چشمہ فیض مؤلفہ منشی فیض بخش کاکوروی) ہوا جنسے تین صاحبزادیان اور تین صاحبزادے پیدا ہوے صاحبزادیون سے ایک کا عقد ملا انوار الحق بن ملا عبد الحق سے ہوا جنسے اب کوئی اولاد پسری باقی نہین ہے دوسری کا عقد مولانا عزیز اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفے کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوئین تیسری کا عقد مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق سے ہوا جنسے بفضل خدا اب تک اولاد ہے اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب انھین صاحبزادی کے واسطے سے مولانا بحر العلوم تک پہونچتا ہے مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے جانشین اُنکے یہی داماد ہوے جیسا کہ مفصلاً اوپر مذکور ہوا صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین مولانا عبد الاعلے مولانا عبد النافع ان دونون کا انتقال مولانا کی حیات مین ہو گیا۔ اور ان دونون سے اب کوئی اولاد پسری باقی نہین ہے تیسرے صاحبزادے مولوی عبد الرب تھے

مولوی عبدالاعلی ابوالفتح بن بحرالعلوم مولانا عبدالعلی محمد کتب درسیہ آپنے اپنے والد ماجد سے پڑھکر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک والد ماجد کے پاس مدراس مین قیام فرمایا سلسلہ درس تدریس بھی ایک زمانہ تک جاری رکھا مدراس مین علالت شروع ہوئی جب علالت نے طول کھینچا والد ماجد سے باصرار اجازت لیکر وطن واپس ہوے راستہ مین مدراس سے چند منزل کے فاصلہ پر ۲۸ شعبان ۱۲۴۷ھ مین دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑکر انتقال فرمایا۔
آپ کا عقد اولاً دختر ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد سے ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد شیخ نواب صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے اولاد مذکورہ ہوئی۔ صاحبزادی کا عقد مولوی قدرت علے نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید کے ساتھ ہوا صاحبزادونکے نام مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالواجد ہین۔ مولانا عبدالاعلی کو بیعت اور اجازت حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی خلیفہ حضرت میر اسماعیل بلگرامی ثم المسولوی سے تھی۔ آپ کے تصانیف مین سے رسالہ قطبیہ اور محاسن مزاتیہ اور شرح فقہ اکبر اور ایک رسالہ جواز تعزیہ مین ہے

مولوی عبدالواحد بن مولوی عبدالاعلی بن بحرالعلوم۔ کتب درسیہ مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ مدراس جاکر اپنے نامور جد بحرالعلوم سے پڑھا اسکے بعد فکر معاش فرمائی کلکتہ گئے پھر پنجاب کوشش بلیغ کے بعد رہتک صوبہ پنجاب مین بمشاہرہ ڈھائی سو روپیہ ماہوار عہدہ افتا پر مقرر ہوے اسکے بعد تبدیل ہوکر پانی پت مین قیام کیا۔ ۲۹ محرم ۱۲۶۱ھ مین انتقال ہوا۔ عقد آپ کا کاکوری مین شیخ غلام قادر کی دختر سے ہوا ایک صاحبزادے مولوی عبدالوحید پیدا ہوے۔ دوسرا عقد آپنے کلکتہ مین کیا تھا جنسے اولاد کا حال معلوم نہین۔

مولوی عبدالوحید محمد بن مولوی عبدالواحد (بالحاء المہملہ) بن مولوی عبدالاعلی مذکور۔ کتب درسیہ آپنے اپنے چچا مولانا عبدالرب اور مولانا قدرت علے اور مولانا سراج الحق بن مولانا نورالحق اور مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ سے پڑھین علم فرائض مین خاص ملکہ تھا۔ تدریس کی نوبت بہت کم ہوئی عقد آپ کا اپنی چچازاد بہن مولوی عبدالواجد کی دختر سے ہوا صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صغر سنی مین وفات پاگئی اور آپنے ۴ شعبان ۱۲۹۶ھ مین

لاولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالواجد بن مولانا عبدالاعلی بن بحرالعلوم صغر سنی مین اپنے جدامجد کے پاس چلے گئے اور مختصرات اپنے چچا مولانا عبدالرب سے اور متوسطات دو سرون سے اور مطولات جدامجد سے پڑھے ہے عالم وفاضل ہوئے وطن واپس آکر مولانا علاؤالدین بن مولانا نوارالحق رحمۃ اللہ علیہا کی دختر سے عقد کیا وطن ہی مین تھے کہ مولانا بحرالعلوم کا انتقال ہوگیا۔ اپنے چچا مولوی عبدالرب کے ہمراہ مدراس واپس ہوئے نواب کرناٹک نے مدرسہ خریدکردہ بحرالعلوم مولوی عبدالرب کے حوالہ کیا اور سرکاری مدرسہ مین بحرالعلوم کا قائم مقام اور بحرالعلوم کا خطاب شاہی ملک العلما مولانا کے داماد مولانا علاؤالدین کو دیا اور تنخواہ بحرالعلوم دونون پر آدھی آدھی تقسیم کردی مولوی عبدالرب صاحب نے اپنے اور بھتیجے کی بسر اوقات اس تنخواہ مین نہ دیکھی اپنا مختار اور جانشین اپنے بھتیجے مولوی عبدالواجد کو کرکے وطن واپس ہوئے۔ مولوی عبدالواجد مدت تک مدراس مین درس دیتے رہے یہانتک کہ وفات پائی دوصاحبزادیان آپ کی تھین ایک صاحبزادی جو آپ کے بھتیجے مولوی عبدالوحید صاحب کو منسوب تھین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا وہ آپ کے سامنے فوت ہوگئین دوسری صاحبزادی کا عقد جناب مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی اصغر سے ہوا مولانا عبدالاعلی کی یادگار اب یہین صاحبزادی سے باقی ہے جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

مولوی عبدالنافع بن بحرالعلوم عبدالعلی محمد کتب درسیہ ابتدائی مدراس جاکر اپنے والدماجد سے پڑھین پھر وطن واپس ہوکر بقیہ کتب مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز اور ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ سے پڑھکر فاضل و عالم ہوئے ذہن رسا رکھتے تھے مگر عسرت کیوجہ سے تلاش معاش پر مجبور ہوئے مدراس والدماجد کے پاس تشریف لیگئے جب وہان صورت نہ پیدا ہوئی تو وطن واپس آکر تھوڑے دنون کے بعد لشکر نواب امیرخان رئیس مین ملازمت کرلی اثناے راہ مین امیرخان نے کنوئین مین زہر ملادیا تھا مولانا نے نادانستہ کنوئین کا پانی پی لیا فوراً زہر نے اثر کیا اور علیل ہوگئے نواب صاحب سے رخصت لیکر وطن واپس ہوئے مرض نے طول کھینچا اور ورم معدہ اور استسقا ہوگیا آخر اسی مرض مین

۲۸ شعبان ۱۲۲۳ھ یا ۱۲۲۲ھ کو والد ماجد کی حیات مین انتقال کیا عقد آپ کا اولاً کاکوری مین اپنی
ماموں زاد بہن شیخ محمد یسین بن شیخ مشرف بن شیخ محمد غوث کاکوروی کی دختر سے ہوا جو لاولد
انتقال کر گئین دوسرا عقد فتحپور ضلع بارہ بنکی مین شیخ محمد محفوظ بن شیخ محمد رضا صدیقی کی صاحبزادی
سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الجامع اور دو صاحبزادیان تولد ہوئین ایک صاحبزادی
کا عقد مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد اپنے چچا زاد بھائی
مولانا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب کے ساتھ ہوا دونون صاحب لاولد ہوئین مولوی عبد النافع کا
اسم گرامی رسالہ قطبیہ اور اغصان اربعہ اور اغصان الانساب مین محمد نافع لکھا ہے اوراسیطرح
مولوی عبد الجامع کا نام مولوی جامع لکھا ہے مگر مین نے حضرت استاذی اتباع مین عبد الجامع
اور عبد النافع نام تحریر کیا ہے۔

مولوی عبد الجامع بن مولوی نافع بن بحر العلوم۔ کتب درسیہ اپنے چچا مولانا عبد الرب
اور مولانا نور الحق اور مولوی قدرت علی سے پڑھین فارغ التحصیل ہوے نوبت تدریس
نہین آئی حیدر آباد تلاش معاش مین تشریف لیگئے اور وہان بمرض ہیضہ ۲۳ شوال ۱۲۷۳ھ
کو وفات پائی عقد آپ کا ملا مبین بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنکا انتقال ۱۲۸۹ھ
مین ہوا انسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدرت علی
پیدا ہوے۔ صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین ایک مولوی ابو الحسن محمد صالح جنکا ذکر
اوپر ہو چکا ہے دوسرے مولوی عبد الرحمن تیسرے مولوی عبد الغفار چوتھے مولوی
عبد العلی ابو تراب۔ مولوی عبد الجامع کی صاحبزادی کا لاولد انتقال ہوگیا۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی عبد الجامع مذکورۂ بالا کتب درسیہ آپنے مولوی
ظہور علی بن ملک العلما اور مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھین نوبت تدریس
نہین آئی حیدر آباد مین قیام اختیار کیا اور وہان ۵ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ کو انتقال ہوا۔
مولوی عبد الرحمن حج و زیارت سے بھی مشرف ہوے اور وہان کے علما سے بھی اجازت
حاصل کی۔ آپ مدۃ العمر نا کتخدا رہے۔

مولوی عبد الغفار بن مولوی جامع مذکور نے کتب درسیہ حضرت مولانا عبد الرزاق

بن ملا جمال الدین اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے پیر و مرشد
حضرت مولانا عبد الوالی سے پڑھے اور انھیں سے اوراد و اشغال کی تعلیم پائی مدت تک پیر و
مرشد کی خدمت کرتے رہے پیر و مرشد کے درس میں مثنوی شریف کا پڑھنا آپ ہی کے متعلق
تھا نہایت خوش الحان تھے بعد پیر و مرشد کے انتقال کے بھاگلپور تشریف لیگئے اور
وکالت کی سند حاصل کر کے وہان وکالت شروع کی۔ مگر درس کا سلسلہ وہان بھی بند نہیں
کیا درس مثنوی شریف جاری تھا مدت العمر وہان ہی قیام رہا آخر میں آنکھوں سے معذور ہو کر
قدح چشم کیلیے لکھنؤ واپس آئے قدح چشم ہونے پر علیل ہو گئے اور ۲۴ شعبان ۱۳۲۲ھ کو
وفات ہوئی چبوترۂ استاذ الہند پر مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔
آپ کے تصانیف حسب ذیل ہین۔ رسالہ در احوال حضرت استاذ الہند رسالہ در احوال حضرت
ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید رسالہ در احوال حضرت میر سید اسماعیل بلگرامی ثم المسولوی
خلیفہ حضرت سید السادات آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حالات مین ایک کتاب موسومہ بہ
الاسرار العالیہ فی المناقب الوالیہ بھی لکھی ہے جو ابتک طبع نہین ہوئی۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے
اجازت اخذ بیعت بھی تھی۔ آپکے مریدین بھاگلپور صوبہ بہار مین بکثرت تھے۔ انھین کے ایک صاحب سے
ابھی حال مین ملاقات ہوئی تھی۔ مولوی عبد الغفار کا عقد کاکوری مین نواب
اکرام اللہ خان کی سالی سے ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے تولد ہوے
صاحبزادی کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی حسن یاور خان بن نواب اکرام اللہ خان کے
ساتھ ہوا جو لاولد اپنے والدین کے سامنے وفات پا گئین صاحبزادہ کا نام عبد الستار تھا یہ بھی
شباب مین ناکتخدا اپنے والدین کی حیات مین فوت ہو گئے۔ اب مولوی عبد الغفار کی کوئی اولاد
نہین ہے۔ جب مولانا عبد الغفار آخر مین لکھنؤ تشریف لائے تھے مین نے بھی مثنوی شریف کے
پندرہ بیس اسباق اُنسے پڑھے تھے کہ اس درمیان مین مولانا علیل ہو کر وفات پا گئے۔
مولانا نہایت خوش طبع پاکیزہ صورت و سیرت صاحب دل اور پر تاثیر بیان والے تھے۔ انکے
پاس بیٹھکر انسان کو فرحت روحانی حاصل ہوتی تھی۔
مولوی عبد الستار بن مولوی عبد الغفار مذکورۂ بالا کتب درسیہ آپنے اپنے والد اور

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ استاذ الاساتذہ سے پڑھیں انگریزی ایف ۔اے تک حاصل کی نہایت قابل ور سمجھدار ور متین اور مہذب روشن خیال تھے فلسفۂ جدید سے شغف تھا باوجود اسکے نہایت خوش اعتقاد تھے بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی الہ آباد ہائیکورٹ میں ملازم تھے وہاں ہی آپ کی وفات عالم شباب میں واقع ہوئی اور حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی درگاہ میں دفن ہوے آپ کا عقد نہیں ہوا تھا آپ کی تالیفات میں سے لارڈ بیکن کی سوانحعمری مطبوعہ میں ستے دیکھی ہے اُسکے تبصرہ سے آپ کی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

مولوی عبد العلی ابو تراب بن مولوی جامع بن مولوی نافع مذکورہ بالا حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتب آپنے مولانا نعیم بن ملا عبد الحکیم سے پڑھیں اسکے بعد عظیم آباد پٹنہ چلے گئے اور وہاں مولانا لطف علی مرزاپوری اور مولانا معین الدین سے بقیہ کتب پڑھے اسکے بعد فاتحۃ الفراغ کوئل جا کر مولانا لطف اللہ سے پڑھا نہایت ذکی اور ذہین تھے اہل خاندان کو اُنسے بہت کچھ امیدیں تھیں نہایت قابلیت سے درس بھی دیتے تھے افسوس کہ دق وسل میں مبتلا ہو کر عین شباب میں ۲ جمادی الاولی ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۱ھ میں یوم دوشنبہ کو وفات ہوئی عقد کی نوبت نہیں آئی تھی بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اب نسل مولانا نافع میں سوا اُنکی صاحبزادیوں کی اولاد کے اور کوئی باقی نہیں ہے۔

مولوی عبد الرب بن بحر العلوم ۔آپ کی کنیت ابو العیاش تھی بچپن سے اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے اور شاہجہانپور اور رامپور اور بوہار اور مدراس میں اپنے والد ماجد ہی سے جملہ علوم کی تحصیل فرمائی اور بعد فراغت تدریس پر توجہ فرمائی والد ماجد کو آپ کی تعلیم کیجانب خاص توجہ تھی کچھ زمانہ تک مدراس میں قیام کے بعد وطن شادی کیلیے واپس ہوے اور شیخ عزیز اللہ سہالوی کی دختر کے ساتھ نکاح کیا سیر و سیاحت کیجانب توجہ فرمائی کبھی مرتبہ مدراس تشریف لیگئے اور ممالک دکن کی سیاحت فرمائی کلکتہ میں کچھ دنوں قیام فرمایا صاحب اغصان الانساب لکھتے ہیں کہ آپ بڑے فیاض تھے بالآخر ۶ رمضان ۱۲۵۲ھ کو وفات پائی۔ اولاً آپ کا عقد شیخ عزیز اللہ بن قاضی حمایت اللہ انصاری سہالوی کی دختر سے

ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولانا ابو البقاء محمد عبد الحکیم پیدا ہوئے دوسرا اور تیسرا عقد آپنے لکھنؤ اور
مدراس میں زنان اجنبیہ سے فرمایا ہر ایک سے ایک ایک صاحبزادے تولد ہوئے جنکے نام ابو سعید
محمد عبد الرحیم اور مولوی عبد الکریم تھے مولوی عبد الکریم کی مدراس میں اولاد بھی تھی جنکے
حالات میرے علم میں نہیں ہیں۔ مولانا عبد الرب کو نواب کرناٹک نے سلطان العلما کا خطاب دیا تھا
اور دو سو روپیہ پنشن مقرر کی تھی اور سرکار انگریزی سے بھی پونے دو سو روپیہ بعوض جاگیر ملتا تھا

مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الرب ابن بحر العلوم۔ آپ کی کنیت ابو البقا تھی نہایت
قابل و عالم مستعد صاحب صلاح و تقوے صاحب تصانیف متعددہ تھے کتب درسیہ اولاً
اپنے والد ماجد اور مولانا محمد دائم مرید مولانا انوار الحق سے پڑھے اور مطولات حضرت
مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق سے پڑھی بعد ختم کتب بعد تدریس کیجانب توجہ فرمائی آپ کا
حلقہ درس بہت وسیع تھا طلبہ کی کفالت بھی آپ نہایت فراغ حوصلگی سے فرماتے
باوجود عسرت خدمت طلبہ سے دریغ نہ فرماتے بیعت و اجازت آپ کو حضرت شاہ نجات اللہ
کرسوی مرید حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی سے تھی مدت العمر تدریس و تالیف کا سلسلہ
جاری رکھا آپ کا انتقال ۲۴ صفر ۱۲۸۵ھ کو ہوا عقد آپ کا آپکی چچا زاد بہن دختر مولوی
نافع سے ہوا دو صاحبزادے مولوی عبد الحلیم اور مولوی محمد نعیم اور دو صاحبزادیاں
یادگار چھوڑیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی ابو الحسن محمد صالح کے ساتھ ہوا جو لاولد انتقال
کر گئیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی مہدی بن مولوی مفتی
محمد یوسف بن مفتی اصغر کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد ہوئیں مولانا نعیم صاحب کا ذکر حرف
نون میں آئیگا۔ مولوی عبد الحکیم صاحب کے تصانیف حسب ذیل ہیں شرح ہدایۃ الصرف
حواشی حمد اللہ تکمیل سیر الدائر شرح دائر شرح منار حاشیہ ہدایۃ الفقہ حواشی حمد اللہ سے میں نے
بھی استفادہ کیا ہے۔ سنا ہے کہ بعض دیگر تصانیف بھی ہیں جنکا مجھکو علم نہیں ہے۔

ابو الحیا مولوی عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الرب مذکورۂ بالا۔
ولادت آپ کی یکم جمادی الاولی ۱۲۴۳ھ میں ہوئی مظہر الدین تاریخی نام ہے۔ بعد حفظ
قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا نور کریم دریابادی سے پڑھے اور فاتحۃ الفراغ

مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب سے پڑھا بیعت و اجازت آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی
اذکار و اشغال کی جانب زیادہ توجہ رہی نوبت تدریس و تالیف کم رہی آپ کے چھوٹے صاحبزادے
نے آپ کا تذکرہ روضۃ النعیم فی خوارق مولانا عبد الحلیم لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے فمن شاء فلیرجع الیہ اس
تذکرہ میں مولوی عبد الحلیم کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے۔ اثنائے درس میں سبقاً سبقاً چند کتب
مثل شرح وقایہ و شرح عقائد نسفی و شرح جامی وغیرہ کی تحشی فرمائی اور فیض تدریس جاری کیا
لیکن بلحاظ اخفا تصنیف کی جانب التفات نہ فرمایا آخر زمانہ میں حسب اصرار مسترشدین کتاب
وسائل البرکات فی اوراد الصلوات علی سید الکائنات تصنیف فرمائی اور اثنائے وعظ میں تفسیر
بیضاوی کو محشی فرمایا۔ انتہے بلفظہ۔ آپ کی وفات بمرض ہیضہ شب برات شب ۱۵ شعبان
کو بوقت نصف شب سنہ ۱۳[illegible]ھ میں ہوئی۔ عقد آپ کا مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کی
دختر سے ہوا جنسے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں دونوں صاحبزادیوں کا
نکاح مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن مولوی عبد الحکیم کے ساتھ یکے بعد دیگرے جیسا کہ مولوی
اکرم صاحب کے حالات میں مذکور ہو چکا ہے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی
عبد الخالق۔ مولوی عبد الغنی۔ مولوی عبد المجید۔ مولوی عبد الحمید۔

مولوی عبد الخالق بن مولوی عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم مذکورۂ بالا۔ کتب درسیہ
اپنے چچا اور والد سے پڑھے منتظم اور ہوشیار تھے نوبت تدریس نہیں آئی حسن البحث تاریخ
فرنگی محل اور ایک رسالہ علم غیب میں آپ کی تالیفات میں سے تھا۔ آپ کی وفات جب
سنہ ۱۳۲۲ھ میں واقع ہوئی۔ آخر میں آپ نے گھر میں رہنا ترک کر دیا تھا اور حضرت شاہ وصی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر رہتے تھے آپ کی متعدد اولادیں ہوئیں اور سب نے
آپ کے روبرو انتقال کیا جسکے صدمہ سے گو آپ پر بہت اثر کیا تھا مگر نہایت صبر و سکون سے
اسکو برداشت کیا۔ پہلا عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولانا نعیم سے ہوا جنسے ایک
لڑکی خردسال چھوڑ کر انتقال کر گئیں یہ لڑکی بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہو گئیں دوسرا عقد
آپ کا مولوی مہدی بن مفتی محمد یوسف کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ
مولوی عبد القادر اور دو صاحبزادیاں خردسال چھوڑ کر وفات پا گئیں اور بعد کو ان سب کا

سکے بعد دیگرے انتقال ہوگیا۔ غرضکہ مولوی عبدالخالق صاحب کا اب عقب نہین ہی۔

مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالخالق مذکورۂ بالا نے کتب درسیہ مولوی محمد اسلم صاحب بن مولوی اکرم اور اپنے چچا سے پڑھنا شروع کیے تھے نہایت تیز و ذکی تھے افسوس کہ عمر نے وفا نہین کی ۲۴ صفر ۱۳۲۵ھ مین بمرض طاعون جوانی کے قریب انتقال کیا عقد کی نوبت نہین آئی تھی۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی عبدالحلیم مذکورۂ بالا۔ ابتدا سے مرض ضعف دماغ مین مبتلا تھے نوبت تحصیل نہین آئی نہایت بذلہ سنج اور قوی الحافظہ مرنجان مرنج اور نیک بزرگ تھے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقات دوستی تھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت شفقت بزرگانہ فرماتے تھے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ بھی انکا بہت خیال فرماتے تھے۔ عقد کی نوبت نہین آئی تھی۔

مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالحلیم مذکورۂ بالا۔ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا نعیم سے اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور فاتحۃ الفراغ استاذ الاساتذہ سے پڑھا۔ عالم مستعد و فاضل جید ہوے۔ معقولات مین خاص ملکہ تھا مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ کے انتقال کیوجہ سے جب کیننگ کالج مین مدرس عربی کی جگہ خالی ہوئی تو اُس جگہ پر مولوی عبدالمجید صاحب کا تقرر ہوا اور آخر عمر تک وہان ملازمت ہی کیا مین نہایت اعزاز پیدا کر لیا تھا شمس العلما کا خطاب ملا تھا۔ باوجود مصروفیت ملازمت تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ کے چند اسباق بھی آپکے متعلق تھے مولوی صبغت اللہ صاحب و مولوی ایوب صاحب نے بھی آپ سے معقولات پڑھے ہین جمادی الاولےٰ سنہ ۱۳۴۲ھ مین بمرض وجع الصدر انتقال ہوا اور اسی شب کو دفن واقع ہوا آپکے یکے بعد دیگرے تین عقد ہوے اول عقد آپ کا مولوی فخر الدین حفید مولوی قدرت اللہ کی دختر کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبدالرشید صاحب کو چھوڑکر وفات پاگئین دوسرا عقد کاکوری مین حافظ حمید الدین بن ناظر علی الدین نبیرۂ حاجی امین محدث کاکوروی کی دختر سے ہوا جو ایک خردسال صاحبزادے عبدالماجد کو چھوڑکر وفات پاگئین

اور لڑکے کا بھی خرد سالی میں انتقال ہوگیا تیسرا عقد آپ کا مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑکر بمرض طاعون انتقال کر گئیں اور وہ لڑکی بھی چند دن کے بعد مرگئی، مولوی عبد المجید صاحب نے صرف ایک صاحبزادے پہلی بی بی سے چھوڑکر انتقال کیا آپ کی تصنیفات کی مجھکو اطلاع نہیں، حضرت استاذ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولوی عبد المجید صاحب ہدایۃ الصرف کی شرح تحریر فرما رہے ہیں۔

مولوی عبد الرشید بن مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحلیم مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور چچا سے پڑھے اور سرکاری امتحان بھی دیا اسکے بعد بعہدۂ مدرس عربی سرکار انگریزی میں ملازم ہوگئے اب حسین آباد ہائی اسکول میں مقرر ہیں۔ عقد آپ کا شیخ عبد الرحیم ساکن دوگانوان کی دختر سے ہوا اسوقت تک ماشاء اللہ سات صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ابو القاسم محمد اور احمد موجود ہیں ابو القاسم حفظ قرآن کر رہے ہیں لڑکیاں ناکتخدا ہیں صرف دو کا عقد ہوا ہے ایک کا عقد مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم کے فرزند مولوی محمد عتیق سے ہوا دوسری لڑکی کا عقد مولوی مشیر احمد بن مولوی امیر احمد کاکوروی سشن جج نیمچ کے ساتھ ہوا جنکے ایک لڑکا ماشاء اللہ موجود ہے۔

مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم مذکورۂ بالا۔ آپ مولوی عبد الحلیم کے سب چھوٹے صاحبزادے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ آپ کو بھی شمس العلما کا خطاب سرکار سے ملا ہے حکام میں آپ کا خاص اعزاز ہے آپنے فرنگی محل سے ا ہر ٹکسال عقب چوک میں مکان لیکر سکونت اختیار فرمائی ہے اور وہاں ایک مدرسہ بنام مدرسہ قدیمیہ عرصہ بارہ سال سے جاری کیا ہے اسکے لیے زمین سرکار انگریزی نے عطا کی ہے اسپر عمارت بھی سنا ہے کہ بن رہی ہے سرکار سے بھی مدرسہ کو امداد ملتی ہے اور اعلیحضرت سلطان دکن بھی امداد دیتے ہیں۔ حفظ قرآن کے بعد آپنے کتب درسیہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے چچا مولانا نعیم سے پڑھے آپ کا عقد اپنی چچازاد بہن دختر ملا نعیم سے ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی محمد عتیق اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں ایک صاحبزادی ناکتخدا ہیں بڑی صاحبزادی کا عقد دوگانوان میں شیخ سلیم الدین بن حکیم شہاب الدین فتحپوری کے ہوا ہے جنسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے

دوسری صاحبزادی کا عقد [illegible]

مولوی محمد عتیق بن مولوی عبدالحمید شمس العلما بن مولوی عبدالحلیم مذکورہ بالا نے تعلیم اپنے والد اور بعض دیگر اساتذہ سے پائی ہے اور امتحانات سرکاری میں کامیابی حاصل کی ہے، عقد آپ کا مولوی عبدالرشید بن مولوی عبدالمجید کی دختر سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی خردسال موجود ہیں۔ مولوی عبدالحمید صاحب کے حسب ذیل تالیفات ہیں نے سنے ہیں۔ انکے علاوہ بھی تالیفات ہیں ایک رسالہ طاعون کے متعلق شرعی حکم اور تحقیق ہیں روضۃ النعیم سراپا غم سوانح اخ معظم۔ رسالہ سرغم۔ واللہ اعلم (بلا افادہ مولوی عبدالحمید صاحب کی حالات ہیں منشی سری کے بیان درج ہو گئے ہیں)

اولاد ملا رضا بن قطب شہید

مولوی عبدالحی بن ملا رضا بن قطب شہید تحصیل علم اپنے عم محترم استاذ الہند سے کی فارغ التحصیل ہوئے اسکے بعد طب حاصل کی۔ عالم وفاضل و طبیب حاذق تھے افسوس کہ عمر نے وفا نہیں کی اور عالم شباب ہی میں ایک دختر چھوڑ کر وفات فرمائی۔ ان دختر کا عقد شیخ بخش اللہ بجنوری سے ہوا ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جنکا عقد میاں منیر صدیقی بجنوری کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد تھیں مگر غالبا مولانا ولی اللہ رح کے زمانہ میں آپ کا سلسلہ نسب تمام ہو گیا واللہ اعلم۔

مولوی عبدالحی کا عقد غالبا بجنوری صدیقیوں میں ہوا تھا۔

مولوی عبدالرب عرف مولوی مشائخ بن ملا سعدالدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ چونکہ آپکے والد ماجد ہمیشہ بسلسلہ ملازمت باہر رہے اسلیے آپ اور آپکے بھائی مولوی عمادالدین اپنے ناہنال قصبہ سیجہ ضلع بارہ بنکی میں قیام پذیر رہے تھے تحصیل علم کی ذرا بھی نوبت نہیں آئی یہانتک کہ وفات فرمائی۔ عقد آپ کا سیجہ میں آپکی ماموں زاد بہن دختر شیخ رحمت علی بن شیخ محمد خانع من اولاد خواجہ عبیداللہ احرار کے ساتھ ہوا تھا جنسے تین صاحبزادے پیدا ہوئے ایک مولوی شائق جنکا ذکر ہو چکا دوسرے مولوی نقیر اللہ تیسرے میرے دادا مولوی کرامت اللہ جنکے اذکار بعد کو آوینگے۔

مولوی عمادالدین بن ملا سعدالدین مذکورۃ الصدر۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ آپ اور آپکے بھائی ناہنال میں مقیم رہے۔ اور پڑھنے لکھنے کی نوبت نہیں آئی زمیندارانہ بسر فرمائی

مولوی شائق کی علمی لیاقت بہت کمتر تھی باپ کی بے توجہی سے ...

آپکے دو عقد ہوے پہلا عقد ..عـه.. سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے مولوی کمال الدین پیدا ہوے جنکا ذکر آگے آویگا۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد اپنے ننہال مین شیخ رجب علے بن شیخ رستم علی کی صاحبزادی سے کیا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الکریم اور ایک صاحبزادی زوجہ اولی مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ پیدا ہوئین۔ یہ صاحبزادی لاولد فوت ہوئین۔ مولوی عماد الدین کی وفات ۱۰۰ سال کی عمر مین ۷ ار رمضان ۱۲۷۳ھ کو ہوئی۔

عـه [illegible] ۱۲ [illegible]

مولوی عبد الکریم بن مولوی عماد الدین مذکورۂ بالا۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے سبیحہ مین مقیم رہے اور وہان ہی عقد کیا زمیندارانہ شان رکھتے تھے عمر بہت پائی میرے بچپن مین یہ اور انکی بیوی صاحبہ لکھنؤ مین تشریف لائی تھین اور میرے گھر مین قیام کیا تھا۔ ۱۰۰ برس کے قریب عمر تھی انکے صاحبزادے امداد حسین ہین جنکا ذکر حرف الف مین ہو چکا ہے۔

مولوی عبد الکریم صاحب کی وفات سبیحہ ہی مین ہوئی اور وہین دفن ہوے۔

محمد عنایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین مذکورۂ بالا۔ یعنی مؤلف رسالۂ ہذا میری ولادت ۲۳ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ کو ہوئی۔ قرآن شریف مین نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ نواب حافظ عبد الوہاب صاحب نبیرۂ نواب ظہیر الدولہ سے پڑھا کتب ابتدائی متفرق اساتذہ سے پڑھے فارسی کچھ مولانا عبد العزیز صاحب اور کچھ مولوی نجیب اللہ سے پڑھی مشق حروف خواجہ حسام الدین صاحب لکھنوی اور منشی شمس الدین صاحب مشہور خوشنویس سے کی اور املا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا حساب اور جبر انیہ اور اقلیدس اپنے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ مرحوم سے سیکھا کتب درسیہ اول سے لیکر ختم درس تک سوا بعض کتابون کے سب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ابتدائی کتب صرف، نحو، منطق کے مولانا عبد الباقی صاحب اور مولانا عبد العزیز صاحب اور مولانا عظمت اللہ صاحب و حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور میبذی، رشیدیہ، نفحۃ الیمن اور کچھ ابتدائی اسباق ہدایہ کے مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم نبیرۂ مفتی محمد یوسف صاحب

اور شرح سلم ملا مبین اور بعض اسباق میبذی کے مولانا عبد العزیز پنجابی شاگرد مولانا عبد الحق خیرآبادی سے پڑھے اور حمد اللہ اور میر زاہد ملا جلال مولانا عظمت اللہ صاحب سے اور شرح وقایہ اور قطبی مولانا عبد العزیز صاحب فرنگی محلی سے پڑھی باقی سب کتب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اول سے لے کر آخر تک مولانا مولوی محمد قائم عبد القیوم بن مولوی عبد العزیز صاحب ہمدرس ہے اور مولوی شیخ حاجی الطاف الرحمن صاحب بن شیخ عبد الرحمن مرحوم بھی متوسطات سے لیکر ختم تک ہمدرس ہے ۱۱ ربیع الاول غالباً ۱۳۲۷ھ کو فاتحۃ الفراغ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پڑھا۔ مثنوی شریف کے ۲۰ یا ۲۵۔ اسباق مین نے جناب مولانا عبد الغفار صاحب نبیرۂ ملا بحر العلوم سے پڑھے ہین اور فصوص الحکم اور بقیہ مثنوی شریف حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور علم طب مین نے استاذی فخر الاطبا حاذق الوقت حکیم حافظ عبد الولی صاحب بن حکیم حافظ عبد العلی صاحب کشمیری سے حاصل کیا اور عرصہ تک اُنکے مطب مین نسخہ نویسی بھی کی۔ کتب حدیث مین بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف اور موطا امام محمد و شمائل شریف سبقاً سبقاً حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غایت فضل و کرم سے دوسرے تلامذہ کے مانند مجھکو بھی اجازۂ حدیث التعلیق المختار پر مہر و دستخط ثبت فرماکر بلا میری طلب کے عنایت فرمایا جب اول مرتبہ سفر حج مین تشریف لیگئے تو شیخ الدلائل سے اجازۂ دلائل اور سید احمد برزنجی سے اجازۂ حدیث میرے واسطے ہمراہ لائے چونکہ یہ دونون سندین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت مین درج ہین اسلیے مین انکو درج نہین کرتا ہون۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثبت مین تحریر فرمایا ہے کہ سید احمد برزنجی کے اسناد سب سے عالی ہین یہ سند حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے اتنے ہی واسطون مجھے حاصل ہے جتنے واسطون سے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی ۱۳۲۵ھ مین حضرت پیر سید عبد القادر حموی گیلانی زادہ جب لکھنؤ تشریف لائے تو مجھ کو اجازت حدیث مرحمت فرمائی جسکی نقل بلفظہ تحریر کرتا ہون۔ ۹ رجب الاول ۱۳۲۳ھ کو جسدن مدرسہ عالیہ نظامیہ کا افتتاح حضرت صاحبزادہ والا تبار میان شاہ سید خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حضرت سید بہادر کے دست مبارک سے بموجودگی حضرت استاذ الوقت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ ہوا تو مین نے تبرکاً مشکوٰۃ شریف سے

حدیث انما الاعمال بالنیات حضرت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور اسکو
مین اپنے واسطے باعث افتخار سمجھتا ہون ۱۳۲۳ھ سے مدرسہ نظامیہ مین درس دے رہا ہون
درمیان مین ایک سال کیلیے مدرسہ حنفیہ جونپور مین افسر مدرسی کے عہدہ پر مقرر ہو کر گیا تھا۔
وہان سے حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۳۴۱ھ مین استعفا دیکر مدرسہ مین
چلا آیا اور اسوقت سے اسوقت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ مین بعہدۂ افسر مدرسی خدمات
انجام دے رہا ہون ہمیشہ سے خاصکر معقولات سے مجھکو دلچسپی رہی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ
علیہ کے وصال کے بعد سے منقولات اور خاصکر علم حدیث کیجانب پوری توجہ کر رہا ہون
خداوند تعالے سے صاحب حدیث صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا ہے کہ وہ خلوص اور
علم نافع عطا فرماے۔ تصانیف کا ذوق ابتداے تعلیم سے تھا مگر کاہلی نے کبھی اُسے
اتمام کو نہ پہونچنے دیا۔ شریفیہ اور سلم العلوم کا اردو مین ترجمہ مع حل مطالب کے تحصیل کے
زمانہ مین شروع کیا تھا مگر ناتمام رہا۔ زمانہ تدریس مین سلم کی شرح عربی مین کافی محنت سے
لکھنا شروع کی تھی اور بحث تشکیک تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک سعادتمند شاگرد نے
دیکھنے کے واسطے لی اور ابتک واپس نہ کی۔ اسوقت تک علاوہ تعلیقات متفرقہ کے حسب
ذیل تالیفات ہین جو مکمل ہو کر طبع ہو چکے ہین۔ زبدۃ المنطق، منطق کے مسائل ضروریہ کو
بصورت متن عربی مین تحریر کیا ہے۔ ہدایۃ المنطق، منطق سادہ کے تمام مسائل مع حل و وضاحت
اردو مین لکھے ہین۔ اربعون حدیثاً، سلطنت و امارت کے متعلق چہل حدیث مجاہد اسلام سلطان
افغانستان کیخدمت مین تحفہ بھیجنے کے واسطے لکھی تھی۔ الاقتصاد نے فسخ النکاح بالارتداد۔
تذکیر الاولیاء عن انکاح الصغائر فے الصبا۔ یہ دونون فقہ مین رسائل لکھے ہین۔ رسالہ
تدوین حدیث۔ علاوہ انکے جو فے الحال غیر مکمل ہین اُنمین سے ترتیب مسند امام احمد حنبل
مع اسماء الرجال ہے جسکو اب لکھنا شروع کیا ہے۔ اور رسالہ احوال حضرت غوثیت مین تقریباً
ایک جزو کے قریب لکھا ہے اور ایک کتاب مطول الفوائد المتفرقہ من الکتب المتشتتہ لکھی ہے جو
تقریباً ختم کے قریب ہے اگر خداے تعالے نے توفیق دی تو اسکو ترتیب دیکر شائع کرونگا۔ جسپر
مین نے بہت کچھ محنت کی ہے۔ رسالہ ہذا (تذکرہ علماے فرنگی محل) چند دن کی مدت قلیل مین

علاوہ اسی تذکرہ کی علماے فرنگی محل ... الاتفاق ... رسالہ ... (۱۵۲)

صفحہ کی کتابت ۱۲ اعجاز ...

لکھا ہی۔ میرا عقد اولاً میری خالہ زاد بہن دختر حکیم محمد رشید صاحب فتحپوری کے ساتھ ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ کو ہوا جو لا ولد ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ مین انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد ۲۹ رجب ۱۳۲۸ھ کو کاکوری مین دختر مولوی عبد الغفار بن مولوی عبد الستار کے ساتھ ہوا جنسے ماشاء اللہ اسوقت تین لڑکے اور دو لڑکیان موجود ہین لڑکیان ناکتخدا ہین۔ لڑکون کے نام حسب ذیل ہین۔ بڑا لڑکا محمد حامد[عـلـه] منجھلے کا نام احمد حسین چھوٹے کا نام احمد حسن ہی۔ حامد سلمہ بعد ختم قرآن انگریزی پڑھ رہا ہے احمد حسین سلمہ قرآن شریف حفظ کر رہا ہی احمد حسن سلمہ خرد سال ہے رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین رب اجعل ولادی قرۃ اعین واجعلھم للمتقین اماما رب اغفر لی ولوالدی ولاستاذی ومرشدی ولاولادی واولادی ابی وازواجھم وذریاتھم واحشرنا تحت لواء سید المرسلین وانفعنا بشفاعتہ واسقنا من حوضہ واتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

بیعت مین نے غالباً سب سے پہلے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر محرم ۱۳۲۱ھ مین کی۔ اور تجدید بیعت وفات شریف کے وقت کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگون کو اجازت ارشاد دینا لینے وصیت نامہ مین تحریر فرمایا ہے اسمین غایت ذرہ نوازی سے میرا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین جب مولانا عبد الرؤف صاحب بن حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب بسلسلہ علالت بانسہ شریف مین مقیم تھے جس شب کی صبح کو مولانا کا انتقال ہوا اُس شب مین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مین نے بھی جناب مولانا عبد الرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ حضرت سید عبد القادر حموی گیلانی زادہ کا اجازہ حسب ذیل ہی (حضرت موصوف کا ۵ جمادی الاولے ۱۳۴۵ھ روز جمعہ کو بمقام میرٹھ بحالت مسافرت وصال ہو گیا۔ حضرت موصوف نہایت متقی پرہیزگار عالم فاضل تھے ہندوستان کا سفر محض مدارس اسلامیہ ملاحظہ فرمانے کے واسطے کیا تھا دیوبند سے واپس آکر میرٹھ مین

عـلـه محمد حامد ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مین احمد حسین ۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ کو اور احمد حسن ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مین اور بڑی لڑکی شوال ۱۳۳۰ھ کو اور چھوٹی لڑکی ۱۳۳۶ھ مین پیدا ہوئے ۱۲ منہ

عـلـه دوران چھپائی کتاب ہٰذا مین بڑی لڑکی کا نکاح شیخ وکیل احمد بن شیخ فتی احمد قدوائی زمیندار دادرہ ضلع بارہ بنکی کے ساتھ ۲۷ شوال ۱۳۴۷ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۲۹ء کو ہوا اور رمضان ۱۳۴۸ھ مین اس لڑکی کے ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام رضا احمد عرف بشیر احمد صاحب ہی ۱۲ عنایت -

شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں قیام پذیر تھے کہ جمعہ کو شب کے وقت درد القلب میں انتقال فرمایا
انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع بصحیح السند مقام العلماء الاعلام وجعلھم ائمۃ عنھم یاخذ وبھم یقتدی الخاص والعام کیف لا وھم ورثۃ الانبیاء العاملون بقول سید المرسلین ولا نقیاء الراحمین یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا محمد عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ البررۃ الاطھار واصحابہ القادۃ الاخیار والتابعین لھم باحسان الی یوم الدین وسلم تسلیما **وبعد** فقد طلب منی الاخ فی اللہ العالم التقی والعامل النقی الاجازۃ فی علوم الحدیث کما ھو معمول بہ بین العلماء فی القدیم والحدیث وھو مولانا محمد عنایت اللہ صاحب بن شرافۃ اللہ صاحب بعد نہ حسن فی نظمہ فکان لہ بذلک المنۃ اثابہ اللہ تعالی الجنۃ لنفسہ ولولدیہ محمد حامد واحمد حسین وجمال الدین عبد الوہاب بن مولانا محمد عبد البارئ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ومحمد سعید عبد الرزاق ومحمد نور عبد العلی ولدی مولانا قطب الدین عبد الوالی صاحب فاجزتہ اجازۃ تخیرلہ ان یجیز من شاء بالشرط المعتبر واجزتھم بالشرط المعتبر عند علماء الاثر وانی اوصیہ واوصیھم بتقوی اللہ تعالیٰ وملازمۃ خدمۃ العلم الشریف ونشرہ وخدمۃ العلماء والائمۃ الاسلامیۃ وان لا ینسونی من دعواتھم الصالحۃ کما اجازنی العلامۃ المفضال امام المحدثین فی ھذا العصر والمحققین سیدی مولانا السید بدر الدین الحسنی المغربی الدمشقی متع اللہ تعالیٰ المسلمین بطول حیاتہ واعاد علینا من صالح دعواتہ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی وآلہ وصحبہ وسلم۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ خادم العلماء والفقراء السید عبد القادر ابو الفضل الکیلانی الحموی ۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

حرف الغین

مولوی قاضی غلام مصطفٰی بن ملا اسعد بن قطب شہید آپ کی ولادت سہالی مین ہوئی۔ قطب شہید کی شہادت کے وقت آپ کا سن سات سال کا تھا اپنے چچاؤن کے ہمراہ فرنگی محل مین سکونت اختیار فرمائی کتب درسیہ اپنے چچا استاذ الہند سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ فکر معاش مین دہلی تشریف لیگئے اور قصبہ ملاوان مین سند قضارت حاصل فرماکر خدمات انجام دیتے رہے جس قاضی کی جگہ پر آپ کا تقرر ہوا تھا اُسکو ملا صاحب سے عداوت ہوگئی اور کوشش کرکے اُسنے دوبارہ سند قضارت سلنے لیے حاصل کرلی قاضی غلام مصطفٰی نے کوشش کرکے پھر اپنا تقرر کرالیا قاضی معزول نے پھر کوشش کرکے قاضی صاحب کو معزول کرادیا جب بار بار اسطرح واقعہ ہوا تو قاضی مصطفٰی نے خیال کیا کہ اسکا تدارک مستقل طور پر دہلی ہی سے ہو سکتا ہے اپنے بڑے صاحبزادے ملا محمد علی کو ساتھ لیکر دہلی کا سفر اختیار کیا قاضی معزول کو اسکی خبر ہوگئی اُسنے خفیہ چند لوگونکو راستہ مین مقرر کردیا جنھون نے اچانک حملہ کرکے راہ مین قاضی غلام مصطفٰی اور اُنکے صاحبزادہ کو شہید کردیا عرصہ کے بعد یہ خبر فرنگی محل مین معلوم ہوئی حکام وقت سے چارہ جوئی کیگئی مگر ثبوت شرعی نہین پہونچ سکا اسوجہ سے مجرمون کو سزا ابھی نہین ملی۔ آپ کا عقد ملا کمال الدین سہالوی ثم الفتحپوری کی ہمشیر یعنے قاضی دولت انصاری کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے ہوے بڑے ملا محمد علی جو آپکے ہمراہ لاولد شہید ہوے دوسرے ملا حسن جنکا ذکر اوپر گذرا تیسرے ملا ولی جنکا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی قاضی غلام دوست محمد بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفٰی مذکورۂ بالا۔ اغصان مین ہے کہ ملا حسن کی پسری اولاد نہین ہوتی تھی حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ ہودی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوکر دعا فرماتے حضرت موصوف سے تولد فرزند کی بشارت ہوئی اسیوجہ سے جب صاحبزادے پیدا ہوے تو غلام دوست محمد نام رکھا گیا کمسنی مین اپنے ننہال صفی پور مین قیام رہا ۱۳ سال کے سن مین فرنگی محل مین آئے اور اپنی سوتیلی مان یعنے دختر ملا احمد عبد الحق کی زیر تربیت رہے اور جملہ

علوم کی تحصیل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد قرآن شریف حفظ کیا ولولۂ ایمانی اور جوش حق پرستی آپ پر غالب ہوا اور جہاد فی سبیل اللہ کا شوق پیدا ہوا۔ ہندوستان کے امرا کو آمادۂ جہاد نہ دیکھا سفر حج کے ارادہ سے ترک وطن فرماکر سورت روانہ ہوئے راستہ مین کسی قزاق کے ہاتھ سے مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور بمقتضائے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ مرتبہ شہادت کے ساتھ ثواب حج وزیارت بھی پایا عقد آپ کا ملک محمد افضل بن ملک محمد عاشق ہاشمی ساکن گڈھی ہبلول ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جنسے تین صاحبزادے تولد ہوئے مولوی غلام یحییٰ خان اور مولوی غلام محمد اور مولوی غلام زکریا۔

مولوی غلام یحییٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے پڑھکر فراغت حاصل کی قابل اور ذہین تھے جدی جائداد چند وجوہ سے ضبط ہوگئی اسکے بعد عسرت سے مجبور ہوکر فکر معاش کیطرف متوجہ ہوئے اور بعہدۂ صدر الصدور بنارس مین مقرر ہوئے باوجود ملازمت کی مصروفیتون کے خدمت علم مدت العمر کرتے رہے اور تدریس کا سلسلہ بنارس مین بھی جاری رکھا۔ نہایت عزت و احترام کیساتھ عمر بسر فرمائی آخر بنارس ہی مین انتقال فرمایا۔ آپکے دو عقد ہوئے پہلے عقد سے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیان تولد ہوئے یہ بیوی آپ کی ننہالی عزیز اور گڈھی ہبلول کی تھین۔ صاحبزادونکے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی خلیل اللہ اور مولوی حبیب اللہ جنکے ذکر اوپر گذر گئے۔ تیسرے مولوی قطب الدین چوتھے مولوی نظام الدین۔ صاحبزادیونمین سے ایک کا نکاح اُنکے چچا زاد بھائی مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد کیساتھ اور دوسری کا مولوی غلام محمد کے دوسرے صاحبزادے مولوی غلام قادر کے ساتھ ہوا۔ دوسرے عقد سے جو زن اجنبیہ تھین اُنسے تین صاحبزادے مولوی الٰہی بخش اور مولوی محمد رضا (جنکے اذکار اوپر گذر گئے) اور مولوی ناظر نبی تھے جنکے حالات مجھکو معلوم نہو سکے۔

مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ مولانا ظہور اللہ کی خدمت مین تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد فکر معاش کیطرف متوجہ ہوئے اور عہدۂ

صدر الصدوری ضلع باندہ حاصل کیا نہایت اعزاز و احترام سے بسر کی۔ باندہ ہی مین وفات کی۔ آپکے دو عقد ہوے دونون بیویان گڈھی ہبلول کی تھین دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکی ہوئی جو قصبۂ انہوتا مین منسوب ہوئین پہلی بیوی سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوے صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا سے ہوا۔ صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ مولوی غلام علی و مولوی غلام قادر اور مولوی غلام مجتبےٰ۔

مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ عقد ان کا اپنی چچازاد بہن دختر مولوی غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی غلام حسن اور ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد پیدا ہوے۔ مولوی غلام علی کا انتقال بمقام ناگپور ۲۹ صفر ۱۲۹۱ھ کو ہوا۔ آپ نہایت فیاض اور سیر چشم تھے۔ متروکۂ پدری سے جو کچھ پایا تھوڑے زمانہ مین غربا اور محتاجون پر تقسیم کر دیا۔

مولوی غلام حسن بن مولوی غلام علی مذکورۂ بالا۔ سکونت وطن ترک کر دی تھی اور قصبۂ ہبلول مین سکونت اختیار کی تھی اسلیے انکے حالات معلوم نہو سکے۔

مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ تحصیل کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی اور فکر معاش مین متوجہ ہوے باندہ ہی مین سکونت رہی اور وہان ۱۲۶۵ھ مین انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولوی غلام یحییٰ خان کی دوسری دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی غلام ستار صاحب اور مولوی غلام حسین صاحب پیدا ہوے۔ آپ نہایت ذکی و ذہین عالم تھے لوگون کا خیال تھا کہ اگر زندگی وفا کرتی تو اپنے اجداد کا نام روشن کرتے۔ عالم شباب مین انتقال فرما گئے۔

مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر مذکورۂ بالا۔ آپنے کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ سکونت اکثر وطن سے باہر رہی۔ آپ کا عقد اپنی چچازاد بہن دختر مولوی غلام علی سے ہوا ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ چھوڑ کر

دونون میان بیوی نے عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ انتقال کیا۔ مولوی غلام ستار صاحب آخر عمر مین وطن تشریف لائے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی۔ حسن اخلاق اور وضع عالمانہ مین اگلے علما کا صحیح نمونہ تھے۔

مولوی غلام حسین بن مولوی غلام قادر مذکورۂ بالا۔ انکے حالات مجھے معلوم نہو سکے مولوی خلیل الدین بن مولوی الٰہی بخش کا بیان ہے کہ موصوف فاضل علما مین سے تھے ہمیشہ وطن کے باہر سکونت رہی اور ۱۳۴۲ھ مین بمقام ناگپور (غالبًا) انتقال ہوا۔

مولوی غلام مجتبےٰ بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورۂ بالا۔ آپنے بھی کتب درسیہ متوسطات تک تحصیل کیے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ مین ۱۲۷۵ھ مین ہوا۔ عقد آپ کا گدھی بہلول ضلع بارہ بنکی مین ہوا۔ ایک صاحبزادے مولوی احسن اللہ جنکا ذکر حرف الف مین گذر چکا۔ اور ایک دختر زوجہ مولوی غلام محی الدین یادگار چھوڑے۔

مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ کتب درسیہ مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے عالم فاضل تھے مگر عسرت نے مجبور کیا فکر معاش کیجانب توجہ فرمائی اور بنارس مین بعہدۂ منصفی مقرر ہو گئے۔ تین فرزند چھوڑکر بمقام بنارس وفات پائی۔ صاحبزادے مولوی غلام نبی دوسرے مولوی غلام رسول تیسرے مولوی غلام مرتضےٰ۔ مولوی غلام زکریا کا عقد اُنکے ننہال گدھی بہلول مین ہوا تھا

مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا مذکورۂ بالا کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ عقد آپ کا جگور ضلع بارہ بنکی مین ہوا جلسے دو صاحبزادے مولوی عبد الغنی اور مولوی عبد الغفور اور ایک صاحبزادی تولد ہوے۔ صاحبزادون کے اذکار اوپر گذر چکے صاحبزادی کا عقد مسولی ضلع بارہ بنکی مین شیخ تراب علی سے (غالبًا) ہوا جو صاحب اولاد ہین۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا۔ عقد آپ کا آپ کی چچازاد بہن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست کی لڑکی سے ہوا آپنے لاولد بمقام بنارس ۱۲۹۱ھ مین انتقال کیا۔

مولوی غلام مرتضےٰ بن مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد۔ آپ کو فارسی مین اچھی مہارت تھی مولانا عبد الحلیم بن مولانا امین اللہ سے تلمذ تھا۔ فکر معاش کیوجہ سے نوبت اتمام کتب نہین ہو سکی مدت تک فارسی و اردو انگریزون کو پڑھاتے رہے بڑے بڑے انگریز آپکے شاگردونمین سے تھے اور آپ کا نہایت احترام کرتے تھے آپ خوشخطی مین بھی ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ مین ۲۵ یا ۲۶ شوال ۱۳۲۶ھ مین ہوا۔ عقد آپ کا حضرت مولانا محمد عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے مولوی غلام محی الدین اور مولوی غیاث الدین اور مولوی غلام جیلانی صاحب چھوڑکر وفات پاگئین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ کے ساتھ ہوا جو ۲۵ رجب ۱۳۴۱ھ کو وفات پاگئین۔ مولوی غلام مرتضےٰ صاحب کی بیوی کا انتقال رجب ۱۳۸۴ھ مین ہوا۔

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ مذکور۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر امتحان وکالت دیا اور سند وکالت الہ آباد اور حیدرآباد دونون جگہون کی حاصل کی اور حیدرآباد مین وکالت شروع کی ہزارون کیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ لاکھون روپیہ پیدا کیا فیاض اسقدر تھے کہ کسی سائل کو کبھی خالی واپس نہین کیا۔ اسیوجہ سے کبھی معمولی سرمایہ بھی آپ جمع نہ کرسکے۔ نہایت نیک مرنجان مرنج طبیعت تھی۔ آخر عمر مین قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا اور متعدد مرتبہ محراب بھی سنائی۔ اخیر مین وکالت ترک کرکے لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی رجب ۱۳۵۰ھ مین بمرض فالج انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی غلام مجتبےٰ بن مولوی غلام محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو ابتک حیات ہین اور حیدرآباد مین مقیم ہین۔ آپ کی دو صاحبزادیان تھین اولاً بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ کے ساتھ ہوا جب وہ ۵ رجب ۱۳۰۰ھ مین لاولد وفات پاگئین تو دوسری صاحبزادی کا بھی عقد مولوی صاحب موصوف ہی سے ہوا جو اپنے شوہر کے ساتھ حیدرآباد مین مقیم ہین تاہنوز کوئی اولاد نہین ہوئی ہے۔ مولوی غلام محی الدین کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ مذکورۂ بالا۔ ابتدائی کتب پڑھکر

وکالت کی سند حیدرآباد مین حاصل کی اور حیدرآباد مین وکالت کے سلسلہ مین مقیم رہے نہایت کامیاب وکلا مین سے تھے وکالت کے ذریعہ سے آپنے لاکھون روپیہ کی جائداد پیدا کی نہایت عزت و وقار سے زندگی بسر فرمائی حیدرآباد مین قانونی کونسل کے آپ ممبر بھی رہے تھے مین نے مولوی غیاث الدین صاحب کا ایسا مجھدار متین اور سخت ہیجان وغصہ کے وقت بھی طبیعت پر قابو رکھنے والا کوئی دوسرا شخص نہین دیکھا۔ غالبًا کسی شخص کو بھی کبھی کلمہ سخت نہ کہا ہوگا۔ آپنے حیدرآباد مین ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مین بعارضہ درجع القلب انتقال کیا آپکے تین عقد ہوے پہلا عقد مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جولا ولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد آپنے نگرام ضلع لکھنؤ مین چودھری نظیر احمد کی دختر سے کیا جو دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑکر محرم ۱۳۲۱ھ مین انتقال کر گئین۔ انکے بعد آپنے دختر مولوی محمد اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کیساتھ عقد کیا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔ یہ بیوی حیدرآباد مین بعالم بیوگی مقیم ہین۔ مولوی غیاث الدین کے دونون صاحبزادون مولوی معین الدین اور مولوی فرید الدین کا ذکر آگے آئیگا۔ مولوی غیاث الدین کی صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن جگوری سے ہوا جو ایک لڑکی اور دو لڑکے چھوڑکر اپنے والد کے روبرو ۱۳۴۲ھ مین وفات پاگئین انمین سے لڑکی کا خردسالی مین انتقال ہوگیا اور بقیہ خردسال ہین۔ لڑکون کے نام محمد حسن اور احمد حسن ہین۔ مولوی غیاث الدین کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غلام جیلانی بن مولوی غلام مرتضےٰ مذکورۂ بالا۔ مولوی غلام مرتضےٰ کے سب سے چھوٹے فرزند۔ آپنے ابتدائی کتب پڑھکر انگریزی پڑھی اور یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہان وکالت کی سند حاصل کرکے وکالت شروع کی ابتک حیدرآباد مین مقیم ہین۔ عقد آپکا جگور ضلع بارہ بنکی مین شیخ علی حسن صاحب کی دختر سے ہوا کوئی اولاد اسوقت موجود نہین ہے۔ بیعت آپکو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی غضنفر بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید بن قطب شہید

تحصیل علوم آپ نے اپنے چچا ملا معین بن ملا مبین اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اور بعد
فراغت ایک زمانہ تک تدریس مین مصروف رہے۔ اپنے والد کے سفر حج مین ہمراہ تھے وہان
اجازۂ حدیث بھی حاصل کیا اور حیدرآباد مین اپنے والد کے ساتھ مقیم رہے اسکے بعد وطن واپس
آکر مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نبیرۂ ملا رضا کی دختر سے عقد کیا جنسے دو صاحبزادیان
پیدا ہوئین اپنے والد کی وفات کے بعد مولوی غضنفر صاحب پھر حیدرآباد چلے گئے اور اپنے
بھائی مولوی ظہور علی کے ساتھ خدمت علم مین مصروف رہے آخر حیدرآباد ہی مین ۲۷ یا ۲۵ ربیع الاول
۱۲۷۰ھ کو انتقال فرمایا اور مولوی ظہور علی صاحب کے پہلو مین دفن ہوے۔ مولوی غضنفر صاحب
اور انکے دونون بھائیون مولوی خادم احمد اور مولوی ظہور علی کو بیعت و اجازت اپنے
والد ماجد ملک العلما ملا حیدر سے تھی۔ مولوی غضنفر صاحب کی چھوٹی لڑکی کا عقد مولوی
ظہور حسن بن مولوی ظہور علی کے ساتھ ہوا جو لاولد ۸ رجب ۱۲۸۳ھ کو فوت ہوگئین بڑی
لڑکی کا عقد مولوی علی محمد بن ملا معین کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ مولوی
غضنفر صاحب شاعر بھی تھے اور ضیغم تخلص فرماتے تھے زیادہ تر نعت مین فرماتے تھے۔
کلام نہایت بہتر ہوتا تھا۔ فارسی مین تہذیب کی شرح آپ نے تحریر فرمائی تھی۔

حرف الفاء

مولوی ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کا ذکر حرف الف مین گزر چکا ہے۔
مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفے
بن ملا اسعد۔ کتب درسیہ آپ نے مطولات تک حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولوی جمال الدین اور
مولوی عبد الوحید نبیرۂ بحر العلوم اور مولوی عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھین اور مطولات
اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ عالم و فاضل تھے آپ کا حلقۂ درس وسیع تھا۔
معقولات اور خاصکر زواہد ثلثہ مین نہایت کامل ملکہ تھا۔ مولانا عبد الحق خیرآبادی بھی معقولات
مین آپ کی قابلیت کے بہت مداح تھے۔ اور اکثر مولانا کے ملنے آتے تھے۔ ایک عرصہ تک کیننگ کالج
مین مدرس دینیات رہے رامپور مین نواب کلب علی خان نے آپ کو زائد مشاہرہ پر روکنا چاہا
مگر آپ نے گھر پر مقیم رہکر خدمت علم کرنا زیادہ پسند کیا اور آخر تک کیننگ کالج ہی مین مدرس رہے

فرنگی محل مین بھی آپکے بہت شاگرد تھے۔ باوجود معقولی ہونیکے بزرگون سے اور خاصکر اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کی مولفہ ٹھمریان اپنے پیران سلسلہ کی شان مین اور بعض دوسری غزلیات ابتک اعراس کے موقعہ پر گائی جاتی ہین۔ افسوس کہ آپ کو اپنے تصانیف کے محفوظ رکھنے سے بہت زائد بے توجہی تھی میر زاہد ملا جلال اور میر زاہد شرح مواقف پر متعدد مرتبہ حاشیے لکھے مگر ہر مرتبہ ضائع ہوگئے۔ میر زاہد رسالہ کے اوپر کچھ تقریرات تھین جو اتفاقاً محفوظ رہگئین اور وہ مطبع یوسفی مین میر زاہد رسالہ کے ساتھ طبع ہوگئی ہین۔ سنہ ۱۳۰ھ مین آپنے حج بھی فرمایا تھا۔ انتقال آپ کا ۱۳ یا ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ کو ہوا۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی رحمت اللہ کے ساتھ ہوا۔ دو صاحبزادیان تولد ہوئین بڑی کا عقد مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کے ساتھ ہوا۔ دوسری کا عقد مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا جو لاولد ۲۲ محرم سنہ ۱۳۰ھ کو فوت ہوگئین۔ مولوی فضل اللہ کی زوجہ اور دخترون کا ذکر اُنکے باپ اور شوہرون کے تحت مین گذر چکا ہے۔

مولوی فرحت اللہ بن مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نبیرہ ملا اسعد۔ آپنے مدرسہ عالیہ نظامیہ مین قرآن شریف حفظ کیا اسکے بعد اپنے چچازاد بھائی مولوی عزت اللہ صاحب کے پاس غازیپور چلے گئے اور چشمہ رحمت کالج مین علوم ابتدائیہ حاصل کیے اب انگریزی پڑھ رہے ہین۔ ذہین اور تیز ہین ہنوز ناکتخدا ہین۔

مولوی فریدالدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ نبیرۂ ملا اسعد۔ آپنے کتب ابتدائی پڑھکر انگریزی حاصل کی۔ عقد آپ کا مولوی نصیرالحق بن مولوی عبادالحق بن مولوی نظام الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسری اجنبیہ بیوی زندہ موجود ہین جنسے ابتک اولاد نہین ہے۔ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی ہے کلام شیرین اور دلچسپ ہوتا ہے۔

مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ نبیرۂ ملا اسعد کتب درسیہ آپنے مفتی محمد یوسف سے پڑھین فکر معیشت کیوجہ سے نوبت تدریس نہین ہوئی آپ شاعر بھی تھے اور میر وزیر علی صباؔ سے تلمذ تھا۔ دو دیوان آپکے مطبوع موجود ہین تیسرے

دیوان کے طبع کی نوبت نہین آئی تھی مرتب ہو چکا تھا کہ آپ کا انتقال ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ مین ہو گیا۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کی تالیفات مین سے خزینۂ برکات ایک کتاب ہے جسمین مولانا انوارالحق رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مذکورۂ اغصان اربعہ کو اردو مین نظم کیا ہے۔ عقد آپ کا مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر کی صاحبزادی سے ہوا اولاد بہت ہوئی مگر زندہ صرف ایک صاحبزادی بچین جنکا عقد مولوی عبدالحفیظ نبیرۂ مولوی قدرت اللہ کے ساتھ ہوا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی عبدالبصیر پیدا ہوے تھے یہ صاحبزادہ مفقودالخبر ہین۔ مولوی فصیح اللہ کی ان صاحبزادی کا بھی بنچ والد کے روبرو شعبان ۱۳۲۰ھ مین بمرض ہیضہ انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد عظیم اللہ کی نسل لسپری ہین اب کوئی باقی نہین ہے

مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق نبیرۂ مولانا انوارالحق قدس اللہ سرہم نے کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین خاصکر حساب مین اچھی مہارت تھی فکر معاش مین حیدرآباد جانا پڑا اور بسلسلۂ ملازمت حیدرآباد مین قیام رہا اور وہان بعارضہ وجع القلب ۱۳۳۳ھ مین انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم کی دختر سے ہوا جنسے ماشاءاللہ پانچ صاحبزادے مولوی ذکاءالحق مولوی وجیہ الحق مولوی وحیدالحق مولوی منظورالحق مولوی ظہورالحق اور دو صاحبزادیان اسوقت موجود ہین صاحبزادونکے حالات اپنی جگہ پر ذکر ہین چھوٹی لڑکی نا کتخدا ہے بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ مہدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خردسال چھوڑ کر وفات پا گئے۔ بیوہ حیات ہین۔

مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ نبیرۂ ملا رضا۔ کتب درسیہ پڑھنے کی نوبت نہین آئی فکر معیشت کی جانب توجہ کی نواب شرف الدولہ اور نواب محسن الدولہ کی سرکار مین مختار رہے دنیاوی عروج بہت زائد پایا غالباً اُنکے زمانہ تک فرنگی محل مین اتنا عروج دنیاوی کسی دوسرے کو نہ ہوا ہو ہزارون روپیہ کی جائداد پیدا کی فقیر اللہ گنج واقع دولت گنج اپنے نام سے اور محسن گنج واقع پار محسن الدولہ کے نام سے آباد کیے لکھنؤ کی پرانی منڈی بھی آپ ہی کی آباد کی ہوئی تھی غرضکہ نہایت زائد عروج دنیاوی ہوا میونسپل کمشنر بھی عرصہ تک رہے حکام سے بھی بہت

عــه ان بیوی صاحب کا انتقال جمادی الاخری ۱۲۹۵ھ کو ہوا ۱۲ منہ

عــه اہلیہ مولوی فضل حق کا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو طلوع فجر کے وقت بعارضہ وجع الصدر انتقال ہو گیا ۱۲ منہ

وسیع تعلقات تھے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کے متعلق صاحب خیر العمل نے لکھا ہے ولم یزل فی عظمۃ وجاہ وکان رجلا صبورا وتودا ذا اخلق عظیم وفضل عمیم اللہ تعالیٰ کی برکت سے انھین سرون سے بے نیاز کر دیا تھا۔

عقد آپ کا دختر مولوی نیاز احمد بن مولوی وزیر علی نواسۂ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین جنکا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا جو اپنے والد کی حیات مین لاولد انتقال کر گئین مولوی فقیر اللہ کا انتقال یوم سہ شنبہ ۷ ارشعبان ۱۲۹۹ھ مین ہوا چونکہ اُنکے کوئی اولاد نہ تھی اور موصوف نے اپنے بھتیجے مولوی محمد حسین بن مولوی شائق کے حق مین اپنی اکثر جائداد کی وصیت کی تھی اور کچھ اپنے بھائی مولوی کرامت اللہ کے حق مین وصیت کی تھی مولوی کرامت اللہ کی رضامندی سے وہ جائداد مولوی محمد حسین صاحب کو ملی اور بعد انتقال مولوی محمد حسین صاحب کے بوجہ اُنکی اولاد نہونیکے سب جائداد حصۂ چہارم زوجہ کا چھوڑکر میرے والد مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کو ملی زوجۂ مولوی فقیر اللہ کا انتقال ۱۳۰۲ھ مین ہوا۔

مولوی فخر الدین بن مولوی ظفر احمد بن مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کے والد اور دادا اور دیگر خاندان والون کا تذکرہ بطور ضمیمہ آخر مین کیا جائیگا۔

حرف القاف

قطب الملۃ والدین حضرت قطب شہید کا تذکرہ اول کتاب مین گذر چکا۔

مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحیےٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن نبیرۂ ملا اسعد۔ کتب درسیہ مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور مولانا عبد الحکیم بن مولوی عبدالرب اور مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل کی۔ اکابر علما مین سے تھے۔ مدت العمر تدریس وتالیف وخدمت علم مین بسر فرمائی۔ نہایت ذکی اور قابل جامع معقول ومنقول عالم تھے۔ بنارس مین سکونت اختیار فرمائی تھی وہان تدریس وافتا مین مصروف رہے اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور وہین انتقال فرمایا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا

عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپکے تصانیف میں سے معارج العلوم اور مدارج العلوم مصنفہ ملاحسن کی شرحین اور زواہد ثلثہ کے حواشی اور ضابطہ تہذیب کا حل اور سورۂ یوسف کی تفسیر ہے آپ کا عقد اول گڈھی ہیلول ضلع بارہ بنکی مین ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی اسحاق اور مولوی الیاس اور مولوی یوسف پیدا ہوے۔ بنارس مین آپنے زن اجنبیہ سے عقد کیا۔ جنسے چار صاحبزادے مولوی حیدر اور مولوی سلیمان اور مولوی عیسےٰ اور مولوی محمد عمر پیدا ہوے۔ ان سب کے حالات اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہین۔

مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرۂ ملا سعید کتب درسیہ اپنے دادا سے پڑھین حفظ قرآن بھی کیا۔ فکر معیشت مین حیدرآباد تشریف لیگئے آپ کا عقد حیدرآباد ہی مین مولانا ظہور علی کی صاحبزادی یعنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی خالہ سے ہوا جنسے اولادین متعدد ہوئین مگر صرف ایک صاحبزادے مولوی محمد یوسف زندہ رہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیوی کا ان صاحبزادے کی پیدائش کے سلسلہ مین انتقال ہوگیا۔ اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب نے حیدرآباد مین بیرون فرنگی محل عقد کیا تھا جنسے اولاد موجود ہے مگر چونکہ انکے حالات معلوم نہین ہین اسلیے نہین لکھے گئے۔ مولوی محمد قاسم صاحب اکثر حیدرآباد مین مقیم رہے اپنے صاحبزادے کے عقد مین شرکت کیلیے لکھنؤ آئے تھے اسکے بعد آخر عمر مین تشریف لائے تھے جب مین نے بھی زیارت کی تھی نہایت ضعیف اور معذور ہوچکے تھے بالآخر ۱۳۳۳ھ مین انتقال کیا۔ انکی پہلی بیوی کے صاحبزادے مولوی محمد یوسف صاحب کی وفات ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ مین ہوئی مولانا قیام الدین محمد عبد الباری اور مولوی قطب الدین عبد الوالی اور مولوی محمد قائم عبد القیوم کے حالات حرف عین مین مذکور ہوچکے ہین

حرف الکاف

مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا اسعد۔ آپنے بعد تحصیل کتب ابتدائی انگریزی کی تعلیم حاصل کی اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگئے اور سند وکالت حاصل کرکے حیدرآباد ہی مین اپنے ماموں کے ساتھ وکالت شروع کی اب بھی مع بیوی کے حیدرآباد مین مقیم ہین پہلا عقد آپ کا آپ کی ماموں زاد بہن دختر کلان

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضےٰ کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہوگئین دوسرا عقد مولوی غلام محی الدین کی چھوٹی دختر سے ہوا جنسے ابتک کوئی اولاد نہین ہے - بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے -

مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم بن مولوی علی محمد بن ملا معین نبیرۂ ملا سعید - اپنے والد ماجد کے ساتھ حجاز مین رہے بعد والد ماجد کے انتقال کے لکھنؤ واپس آکر کتب ابتدائی اپنے چچا مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھے تقریباً دس برس ہندوستان مین مقیم رہے اسکے بعد ہجرت کرکے مدینہ شریف مین قیام کرلیا وہان عقد بھی کیا مگر اولاد نہین ہوئی مدینہ منورہ ہی مین لاولد ... مین انتقال کیا -

مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے حالات حرف الف مین مذکور ہوچکے -

مولوی محمد کامل بن مولوی محمد اسلم بن مولوی محمد اکرم بن مولانا نعیم نبیرۂ بحرالعلوم کتب ابتدائی اپنے والد ماجد سے تحصیل کرکے کچھ زمانہ تک دارالعلوم ندوۃ العلماء مین تعلیم پائی اب یونیورسٹی کے امتحانات کی تیاری کررہے ہین - ہنوز نا کتخدا ہین - خدا علم نصیب کرے

مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نبیرۂ ملا رضا - تحصیل علم کی بالکل نوبت نہین آئی مدت العمر اپنے ننہال سہجہ ضلع بارہ بنکی مین قیام رہا زمینداراانہ بسر کی اور سہجہ ہی مین اپنے والد کی زندگی مین انتقال کیا عقد آپ کا اولاً مولانا علاؤالدین بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غضنفر بن ملک العلما پیدا ہوئین ان بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد آپ کا سہجہ ضلع بارہ بنکی مین چودھری رجب علی بن چودھری رستم علی کی صاحبزادی سے ہوا (جو آپ کی سوتیلی ماں کی بہن تھین) یہ بیوی شوہر کے بعد لاولد وفات پاگئین - اب فرنگی محل مین مولوی کمال الدین کی نسل صرف اُنکی نواسی زوجۂ مولوی علی محمد بن ملا معین سے باقی ہے -

مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعدالدین نبیرۂ ملا رضا یعنی میرے جد امجد صغر سنی مین اپنے والد کے ننہال ہی مین سکونت رہی اسلیے نوبت نوشت و خواند نہو سکی جب لکھنؤ آئے تحصیل علوم شروع کی مولانا امین اللہ بن مولوی اکبر اور مولانا

عہ ان بیوی صاحبہ کا رجب ۱۳۵۷ھ میں انتقال ہوا ۱۲ منہ

نعمت اللہ بن مولانا نوراللہ اور مولانا قدرت اللہ نواسہ مفتی محمد یعقوب سے علم حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے تھوڑے زمانہ تک تدریس مین مصروف رہے اسکے بعد فکر معیشت کی ریاست منکاپور ضلع گونڈہ مین منیجر ریاست مقرر ہوئے اسکے بعد اناؤ مین جہان ایک عقد بیرون فرنگی محل کرلیا تھا اُسی سلسلہ مین وہان جائداد بھی خرید کی تھی مستقل قیام کرلیا اور ۲۳ صفر ۱۳۳۰ھ کو اناؤ مین انتقال کیا نعش لکھنؤ لاکر باغ مولانا انوار مین دفن کیگئی۔ آپ کا عقد اول دختر مولانا محمد حامد نبیرۂ مولانا انوارالحق سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی بشارت اللہ اور میرے والد مولوی عنایت اللہ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا۔ مولوی بشارت اللہ اور صاحبزادی کا انتقال اپنے والدین کی حیات مین ہوگیا سب کے حالات اوپر گذر چکے ہین۔ مولوی کرامت اللہ صاحب کو بیعت حضرت حاجی شاہ وارث علی دیوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

حرف اللام

مولوی لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرۂ مولانا انوارالحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا عبدالحکیم نبیرۂ بحرالعلوم اور مولانا نعیم بن مولانا عبدالحکیم سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی کبرسنی تک خدمت علم ظاہری فرماتے رہے آخر عمر مین علوم باطنیہ کی جانب زیادہ توجہ ہوگئی تھی مثل اپنے بزرگون کے مدت العمر مسجد باغ مولانا انوار مین ظہر سے لیکر عشا تک ہدایت خلق مین مصروف رہتے آخر شعبان سے ختم رمضان تک اعتکاف فرماتے نہایت فرشتہ خصلت اور وجیہ بزرگ تھے۔ ۷ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ مین انتقال فرمایا اولاً آپ کا عقد حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جولاولد فوت ہوگئین۔ دوسرا عقد آپ کا سید محمد مرتضے بجنوری کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی شمس الحق اور حکیم مولوی وہاج الحق اور حکیم مولوی امتیاز الحق اور پانچ صاحبزادیان تولد ہوئین۔ صاحبزادون کے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہین لڑکیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد کاکوری محلہ قاضی گڈھی مین ہوا جولاولد والدین کی حیات مین فوت ہوگئین۔ دوسری کا عقد محمود میان زمیندار بانسہ شریف کے ساتھ ہوا جولاولد فوت ہوگئے۔

بیوہ ابتک اپنے والدین کے گھر مین موجود ہین۔ تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ خورشید حسن صاحب بجنوری کے ساتھ ہوا۔ اور چوتھی صاحبزادی کا عقد شیخ قطب الدین فتحپوری کے ساتھ یہ دونون اپنے والد کے بعد انتقال کر گئین دونون کی اولاد بفضلہ تعالےٰ موجود ہے۔ پانچوین صاحبزادی کا عقد شیخ ریاض الدین احمد برادرزادہ مولوی نظام الدین حسن وکیل فتحپوری کے ساتھ ہوا جو ماشاءاللہ صاحب اولاد اور حیات ہین اور خورجہ ضلع بلند شہر مین اپنے شوہر کے ہمراہ مقیم ہین مولانا المعان الحق کی زوجہ ابتک حیات ہین۔

حرف المیم

مولوی مراد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نبیرۂ ملا اسعد۔ کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت قابل اور مستعد اور نیک نفس متقی پرہیزگار تھے والد ماجد کی موجودگی ہی مین حلقۂ درس بہت وسیع ہو گیا تھا اور تلامذہ آپکے طریقہ تدریس سے نہایت خوش رہتے تھے باوجود اسکے آپ نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے والد ماجد کو اپنی اطاعت اور سعادتمندی سے اسقدر خوش رکھا کہ میرے والد تذکرہ کرتے تھے کہ مولانا نعمت اللہ صاحب ان صاحبزادے پر فخر کرتے تھے ایک عرصہ تک بڑودہ مین خدمت علم مین مصروف رہے جب مولانا سید الحلیم بن مولوی امین اللہ جو مولوی مراد اللہ صاحب کے پھوپھو زاد بھائی تھے سفر حج کو جانے لگے تو مولوی مراد اللہ صاحب اُنسے ملنے بڑودہ سے بمبئی گئے اور اسکے بعد انکی ہمراہی مین حج وزیارت کو چلے گئے۔ سفر حج مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اس سفر مین مولانا کو اسہال کی شکایت ہو گئی تھی واپسی پر لکھنؤ مین پوری کوشش سے علاج ہوا مگر مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی میرے والد بیان کرتے تھے کہ انتقال سے ایکدن پیشتر جبکہ حالت بہت خراب تھی مولانا کے ہوش وحواس درست تھے تمام اعزہ وتلامذہ جمع تھے مولوی فضل اللہ صاحب آپکے منجھلے بھائی نے پاس آکر فلسفہ اور حکمت کے کچھ اہم مباحث کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا تمام اعزہ کو ایسے وقت مین دماغ پر بار ڈالنا نہایت ناگوار تھا مگر مولانا مراد اللہ نے تھوڑا سکوت کرکے ان مباحث کے متعلق بیان کرنا شروع کیا اور اسقدر

خوبی سے بیان کیا کہ حاضرین علما سب قابلیت علمیہ کے تعریف کرنے لگے مولوی فضل اللہ صاحب نے نہایت درد سے رو کر کہا کہ افسوس ایسا بے مثل اور قابل عالم رخصت ہو رہا ہے اور ہم کچھ نہین کر سکتے۔ تمام حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا۔ بالآخر ۵ رجب ۱۳۰۸ھ کو لاولد انتقال کیا والد ماجد کو ایسے قابل اور لائق صاحبزادے کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا۔ مولانا مراد اللہ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی اسد اللہ کے ساتھ ہوا تھا جو شوہر کے بعد ۲۳ سال حیات رہین اور ۲۵ رجب ۱۳۳۱ھ کو انتقال کیا۔ مولانا مراد اللہ کے سلسلۂ تلمذ مین مولانا حبیب الرحمن بدنی بھی داخل تھے۔

مولوی معین الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضے نبیرۂ ملا اسعد۔ آپ نے کتب رسمیہ حاصل کرنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرس پاس کر کے ولایت گئے اور وہان امتحان بیرسٹری اور بی۔ اے کا پاس کیا ۱۳۲۱ھ مین وطن واپس آئے اور لکھنؤ مین وکالت شروع کی کامیابی سے اپنا کام انجام دے رہے ہین۔ آپ کا عقد شیخ رضی الدین احمد پوری بیرسٹر گونڈہ کی دختر سے ہوا دو لڑکے اور دو لڑکیان اسوقت بفضلہ تعالیٰ موجود ہین یہ سب خرد سال ہین۔ لڑکون کے نام جلال الدین اور بشیر الدین ہین خدا سب کو زندہ و سلامت رکھے ملا حسن کا سلسلۂ نسل فرنگی محل مین اب انھین سے قائم ہے۔

مولوی محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ حضرت استاذ السند کی خدمت مین پڑھکر فارغ التحصیل اور جید عالم ہوئے قوت علمی آپ کی بہت زبردست تھی اکثر ایسا ہوا کہ ملا حسن اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے اور آپ سے تفسیر بیضاوی یا ہدایہ کے متعلق کسی امر مین مذاکرۂ علمیہ ہوتا اور آپ دلائل قویہ سے ایسے مطالب بیان فرماتے کہ دونون صاحب تحسین کرتے۔ فکر معیشت کی وجہ سے اتفاق تدریس نہو سکا اولاً اکبر یار خان کے ہمراہ سوار دکھن ملازمت کی اسکے بعد تھوڑے زمانہ تک باندہ مین میر باقر قلعدار کیطرف سے تحصیلدار رہے۔ باوجود ملازمت مطالعہ کتب مین ہمیشہ مصروف رہتے اور خاصکر بیضاوی اور ہدایہ مین مہارت کاملہ حاصل کی تھی۔ مولانا اعزہ کے ساتھ نہایت سلوک فرماتے اپنے سوتیلے بھائیون مولانا انوار الحق اور مولانا اظہار الحق کی باپ کیطرح سے نہایت شفقت سے

پرورش فرمائی جو اچھی چیز آپ کو ملتی وہ بیٹون کے بجائے بھائیون کو دیتے ملا محب اللہ مرض الموت مین مبتلا تھے بھائیون نے بیٹون سے زائد خدمت کی جب انتقال ہوا تو مولانا انوار الحق نے ارشاد فرمایا کہ آج مین یتیم ہو گیا۔ مولانا محب اللہ کا انتقال بمرض اسہال عالم شاہ کے عہد مین ہوا۔ آپکے دو عقد ہوئے پہلا عقد شیخ خلیل الرحمن بن شیخ فیض اللہ بن شیخ طاہر صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے ملا مبین اور ملا حبیب اللہ پیدا ہوئے۔ ان بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا عقد شیخ محمد مشائخ صدیقی لکھنوی کی دختر سے کیا جنسے ایک صاحبزادے مولوی محمد اسحاق اور ایک صاحبزادی تولد ہوئین صاحبزادی کا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا۔ سوائے ملا مبین کے سب کے اذکار مذکور ہو چکے ہین۔

مولوی محمد مبین بن ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ مولانا بحر العلوم کے بعد سب سے زائد کثیر التصانیف اور بے مثل حل مطالب کرنیوالے جامع معقول اور منقول حاوی فروع و اصول واعظ و محدث تھے۔ کتب درسیہ اول سے لیکر ختم تک ملا حسن سے پڑھین اور فاتحۃ الفراغ بھی انھین سے پڑھا زمانہ تحصیل ہی سے آثار ذکاوت وجودت طبع نمایان تھے استاد اپنے لائق شاگرد کی قابلیت کو دیکھتے اور خوش ہوتے۔ تحصیل سے فراغت کے بعد تدریس و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ حلقہ درس استاد کے سامنے وسیع اور مشہور ہو گیا ملا حسن جب رامپور تشریف لیگئے۔ ملا حسن کے تلامذہ اور اکناف و اطراف کے طلبۂ علم نے آپ کی خدمت مین تحصیل علم شروع کیا اور آپ کا شہرۂ علم دور دور پہونچگیا تلامذہ کی کثرت آپ کے حلقۂ درس میں سب ہمعصرون سے زائد ہو گئی۔ عوام و خواص سب کی نظر مین آپ محبوب اور معزز و محترم ہو گئے امرا مال و دولت قدمون پر نچھاور کرتے اور آپ اُسکے جانب توجہ بھی نہ فرماتے ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل مین وعظ فرماتے ایسا شیرین بیان اور پر تاثیر وعظ ہوتا کہ ہر وعظ میں سیکڑون آدمی موجود ہوتے اور جیسے ہی وعظ شروع ہوتا لوگ زار و قطار رونا شروع کرتے مین نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ مولانا مبین کا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ جیسے ہی وہ فرماتے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور حاضرین بیقرار ہونے لگتے۔ ہزارہا احادیث اپنی یاد سے وعظ مین بیان فرماتے جس سے علم حدیث مین کمال وسعت نظر

معلوم ہوتی تھی خود بھی نہایت رقیق القلب تھے اکثر وعظ مین خود بھی بہت روتے اور حاضرین روتے روتے بے حال ہو جاتے۔ مزاج مین نخوت اور تکبر نام کو نہ تھا اپنے زمانہ کے علما کی عزت و احترام فرماتے باوجود بڑے معقولی ہونیکے بزرگان دین سے نہایت خوش عقیدہ تھے مولانا شاہ حقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زائد اعتقاد تھا حضرت شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین بھی اکثر حاضر ہوتے۔ ملاحسن جب رامپور گئے ہین تو ملامبین نے حضرت شاہ شاکر اللہ سے ملاحسن کے جانیکا حال بیان کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملامبین اب تمہارا ہی نام ہم نے ملاحسن رکھدیا جائو خدمت علم کرو اور کچھ تردد نہ کرو۔ حضرت مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ اعتقاد تھا۔ شاہ حقانی صاحب نے سبز عمامہ عنایت کیا تھا جسکے متعلق آپنے صاحبزادونکو وصیت فرمائی تھی کہ قبر مین ساتھ رکھدیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ایک تاج درویشانہ بھی آپ کو شاہ صاحب نے عنایت کیا تھا جو اب تک محفوظ ہے اور ملامبین کے نبیرہ مولوی عبد الہادی صاحب کے پاس ہے۔ ملامبین کے تصانیف بہت ہین اور سب مین طلبہ اور مدرسین دونون کیلیے اس فصاحت سے مطالب کیا گیا ہے کہ بیساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ لاعطر بعد العروس پھر اسکے ساتھ فوائد متفرقہ اور مضامین متناسبہ اس کثرت سے آپ کی کتابونمین پائے جاتے ہین کہ بعض علما نے کہا ہے کہ لارطب ولایابس الا فی کتاب مبین (بالتوصیف والاضافۃ) علاوہ ہر درسی کتاب پر تعلیق کے مستقل تالیفات حسب ذیل ہین۔ شرح سلم العلوم کامل۔ شرح مسلم الثبوت تا ختم مبادی کلامیہ۔ حواشی زواہر ثلثہ۔ حل بحث مثناۃ بالتکریر مذکورہ صدرا۔ رسالہ فی الزکوۃ کنز الحسنات فی مسائل الزکوۃ شرح اسماء حسنے۔ ترجمہ حکایات الصالحین۔ شرح تبصرہ تصوف مین۔ وسیلۃ النجاۃ احوال ائمہ اثنے عشر مین۔ رسالہ مسائل صوم مین۔ جواہر الفوائد۔ انمین سے شروح سلم و مسلم اور حواشی زواہر ثلثہ اور وسیلۃ النجاۃ سے مین نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ وسیلۃ النجاۃ کسی شیعہ دوست کی فرمایش و بحث کے نتیجہ مین لکھی گئی ہے۔ فضائل رجال مین گو روایات ضعیفہ پر بھی اعتماد کیا جاسکتا ہے مگر بعض روایتین اس کتاب مین حد ضعف سے بھی متجاوز ہو گئی ہین۔ ملامبین کا انتقال ۷۶ سال کی عمر مین ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔ ملامبین کے دو عقد ہوئے اولاً دختر ملاحسن سے عقد ہوا جو ملامبین کی پھوپھی زاد بہن تھین اُنسے جب کوئی اولاد

نہین ہوئی تو ملامبین نے ضلع بارہ بنکی مین شیخ غلام مخدوم بن شیخ عبد اللہ بن شیخ خلیل الرحمن
مین احفاد مخدوم حسام الدین فتحپوری کی دختر سے دوسرا عقد کیا جنسے تین صاحبزادے ملامعین اور
ملک العلما ملاحیدر اور مولوی صفدر اور دو صاحبزادیان زوجہ مولوی عبد الجامع نبیرۂ بحر العلوم
اور زوجہ اوسلے ملانعیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ تولد ہوے۔ ملاحیدر اور ملاصفدر کا ذکر اوپر
گذر گیا۔ پارچہ والی گلی مین مشرقی نکڑ پر جو مسجد ملامبین کی مسجد کے نام سے مشہور ہے وہ
ملامبین کی پہلی بیوی کی بنوائی ہوئی ہے اور اُسکے شمالی مشرقی حجرہ مین بیوی صاحبہ موصوفہ کی
قبر بھی ہے۔

مولوی محمد معین بن ملامبین مذکورۂ بالا۔ صاحب خیر العمل نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے
والد نے ملامعین کو خاتم الفقہا و المحدثین تحریر فرمایا ہے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر
فارغ التحصیل اور فقیہ و محدث و واعظ ہوے۔ نہایت متقی پرہیزگار زاہد شب زندہ دار تھے
باوجود شغل تالیف و تدریس اوراد و اذکار وعظ و افتا مین مصروف رہتے۔ بعض صفات مین
تو مولانا اپنے زمانہ مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ مثلاً علم حدیث اور اُسکے متعلقات کا کثرت
مطالعہ اور علم فقہ اور اصول اور علم ادب مین مہارت کاملہ کثرت فتاوے۔ کثرت مطالعہ کتب
ان امور مین مولانا بینظیر تھے۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین۔ ایک رسالہ اُن محدثین کے حالات
مین ہے جنکا یا انکی کتاب کا رمزاً حصن حصین مین حوالہ ہے۔ نہایۃ البیان فی ماکیل و یحرم من
الحیوان۔ حاشیہ صدرا اور تفسیر آیات میراث اور رسالہ قرءۃ خلف الامام اور رسالہ معینہ فی تحریم
المتعہ اور مجموعہ خطب مولانا معین ہی اول فرنگی محل کے عالم ہین جنھون نے فرق مبتدعین کی 1842
کفر کا مطلقاً فتوے دیا ہے۔ ملامعین کا انتقال جوانی مین ۲ رجادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ھ مین ہوا۔
آپ کا عقد مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے دو
صاحبزادے مولوی علی محمد اور مولوی محمد امین تولد ہوے جنکے تذکرے گذر چکے۔ مولوی
معین کی بیوی کا انتقال ۲۹ محرم سنہ ۱۲۸۶ھ کو ہوا۔

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفے اور مولوی محمد علی بن ملک العلما ملاحیدر کا تذکرہ حرف عین
مین ہو چکا اور مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شاکر اور مولوی محمد حسن بن مولوی افضل حسن

صاحبزادہ مولوی عبد الباری کا انتقال ۱۳۴۴ھ ۱۹ رجب ۱۳۴۴ھ میں ہوا

ذکر حرف ھا میں گذرا۔

ولوی محمد مقیم بن مولوی محمد تقی بن مولوی محمد ابراہیم نبیرۂ ملا معین مذکورۂ بالا کتب
بیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھکر مولوی کی سند حاصل کی اسکے بعد فکر معاش کیجانب توجہ کی
ب بھی کچھ حاصل کی مگر اسکو ترک کرکے بمبی چلے گئے وہان تجارتی کاروبار کرلیے ہین تاہنوز
د نہین ہوا ہے۔

لوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ نبیرۂ مولانا محب اللہ
رۂ بالا کتب درسیہ آپنے مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولوی فضل حسن
مولوی ظہور علی سے پڑھے بعد فکر معیشت مین حیدرآباد تشریف لیگئے اور سند وکالت
ل کرکے حیدرآباد مین وکالت کررہے ہین۔ آپ نہایت نیک نفس اور مرنجان مرنج
یت رکھتے ہین۔ آپکی متعدد تصانیف ہین جنمین سے بعض کے نام یہ ہین۔ منہج البیان شرح
ن الافادہ فی باب شہادۃ۔ رسالہ جواز خرق والتیام فلک۔ آپکا عقد اولاً مولانا
الرزاق بن مولانا جمال الدین کی صاحبزادی سے ہوا اور اُنکے انتقال کے بعد دوسرا
مولانا عبدالباسط بن مولانا عبدالرزاق کی صاحبزادی سے ہوا ان دونون بیبیون سے
ہوئی مگر زندہ نہین رہی اور یہ دونون بیبیان انتقال کرگئین انکے بعد تیسرا عقد آپکا
ی ضلع لکھنؤ مین شیخ غلام احمد وکیل کی دختر سے ہوا جو ایک خوردسال لڑکے کو چھوڑکر
ھ مین انتقال کرگئین لڑکے کا نام نعیم اللہ ہے اور اپنے والد کے ہمراہ حیدرآباد مین
ہے۔ مولوی محب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

ی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ مذکور کتب درسیہ آپنے مولانا عبدالحی
اللہ علیہ اور مولانا انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ سے پڑھے اور طب بھی حاصل کی فکر معیشت
رآباد چلے گئے اور وہان سند وکالت حاصل کرکے اپنے بھائی کے ہمراہ وکالت کرتے رہے
۱۳۳۸ھ مین حیدرآباد ہی مین انتقال کیا آپ کا عقد دختر مولوی فخرالدین بن مولوی
نبیرۂ مولوی قدرت علی کے ساتھ ہوا جو دو صاحبزادیان اور تین صاحبزادے چھوڑکر بمرض ہیضہ
ب ۱۳۱۸ھ روز چہارشنبہ فوت ہوگئین دونون لڑکیان نا کتخدا فوت ہوگئین صاحبزادونکے

نام مولوی حافظ روح اللہ اور مولوی نور اللہ اور مولوی ثناء اللہ ہین جنکے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہین۔ مولوی محب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ مذکورۂ بالا۔ کتب رسمیہ پڑھنے کے بعد بوجہ تحت عسرت کے فکر معیشت کی جانب توجہ کی۔ پٹنہ مین مولوی خدا بخش خان کے مشہور کتب خانہ کے مہتمم مقرر ہوگئے اور مدت العمر وہین قیام رہا اور وہان غالباً ۱۳۲۵ھ مین انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپکا عقد اولاً مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کی دختر خورد سے ہوا جو دو صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین۔ دوسرا عقد آپنے مسولی ضلع بارہ بنکی مین کیا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے ان بیوی کا بھی بمرض طاعون ۲ محرم ۱۳۲۲ھ مین انتقال ہوگیا۔ مولوی مسیح اللہ صاحب کی پہلی دونون صاحبزادیون کا عقد کاکوری مین ہوا بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ عزیز حسن سے ہوا۔ شیخ عزیز حسن کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ شیخ عزیز حسن صاحب کا ۱۳۴۰ھ مین انتقال ہوگیا اور ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی یادگار چھوڑے صاحبزادہ کا نام مولوی کریم حسین تھا اور صاحبزادی اپنے خالہ زاد بھائی شیخ مشکور علی بن شیخ حکیم محب علی کو منسوب ہوئین۔ مولوی کریم حسین نے کتب عربیہ ختم متوسطات تک میرے ساتھ پڑھے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ مین ملازم ہوگئے مدت کے بعد حیدرآباد چلے گئے وہان ملازمت کرلی ۱۳۳۹ھ مین ایک خوردسال لڑکا چھوڑکر بعارضہ طاعون انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کے اس خوردسال لڑکے نے بھی بعد کو انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کا عقد اُنکی چچازاد بہن شیخ اعجاز حسین کاکوروی کی ہمشیرہ سے ہوا تھا بیوہ ابتک حیدرآباد مین اپنے بھائی کے پاس مقیم ہین۔ مولوی مسیح اللہ صاحب کی منجھلی صاحبزادی کا عقد حکیم شیخ محب علی کاکوروی کے ساتھ ہوا انکے شوہر کا ـــــــ مین انتقال ہوگیا۔ ان صاحبزادی کے چار صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیان تھین جنمین اسوقت بفضلہ تعالی پانچ صاحبزادیان اور چارون صاحبزادے حیات ہین۔ صاحبزادون کے نام حسب ذیل ہین۔ منشی منظور علی منشی مشکور علی منشی عزیز علی منشی سعید احمد سب نے تعلیم انگریزی حاصل کی منشی منظور علی محکمۂ زراعت مین ملازم ہین اُن کا عقد اولاً منشی اطہر علی صاحب

وکیل کاکوروی کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مشہود علی کو چھوڑ کر انتقال کر گئین ۔ مشہود علی مسلم یونیورسٹی مین پڑھ رہے ہین ۔ منشی منظور علی صاحب کا دوسرا عقد دختر منشی عبد العلی کاکوروی کے ساتھ ہوا جنسے تین لڑکے اور دو لڑکیان موجود ہین ۔ منشی مشکور علی کا عقد اُنکی خالہ زاد بہن دختر شیخ عزیز حسن کے ساتھ ہوا جنسے تین لڑکے محمد مبین احمد اور محمد معین احمد و محمد امین احمد اور دو لڑکیان اسوقت ہین منشی مبین احمد طب پڑھ رہے ہین ۔ اور معین احمد انگریزی اٹاوہ مین پڑھ رہے ہین بقیہ خرد سال ہین ۔ منشی عزیز علی کوآپریٹو بنک مین ملازم ہین اور بسلسلۂ ملازمت ہردوئی مین مقیم ہین اور تا ہنوز عقد نہین ہوا ہے محمد سعید احمد آرٹس اسکول مین پڑھ رہے ہین اور ابھی عقد نہین ہوا ہے حکیم محب علی صاحب کی لڑکیون مین سے ایک لڑکی منشی محمد خلیل کاکوروی کو منسوب ہوئی دوسری منشی نور الحسن کاکوروی کو منسوب ہوئی اور دونون لاولد فوت ہوگئین تیسری لڑکی ناکتخدا فوت ہوگئی چوتھی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی وصی علی کاکوروی کے ساتھ ہوا ہنوز کوئی اولاد نہین ہی پانچوین کا عقد اپنے چچا زاد بھائی منشی بشیر علی کے ساتھ ہوا جنسے خرد سال لڑکے اور لڑکیان موجود ہین چھٹی کا عقد مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ فرنگی محلی کے ساتھ اور ساتوین کا مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ فرنگی محلی کے ساتھ ہوا ان دونون کی اولاد کا ذکر اوپر ہوچکا ہے ۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد منشی احترام علی بن منشی احتشام علی رئیس بن منشی امتیاز علی وکیل کاکوروی کے ساتھ ہوا جنسے ایک لڑکا اور دو لڑکیان موجود ہین ۔ مولوی مسیح اللہ کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے خالہ زاد بھائی شیخ عبد المغنی بن شیخ غلام نبی مسولوی ساکن چتر اکے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین ۔ پسران مولوی مسیح اللہ کے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہین ۔ مولوی مسیح اللہ کی اولاد مین سے بڑے صاحبزادے مولوی حبیب اللہ کے سب خدا کے فضل سے حیات ہین بڑی صاحبزادی فرنگی محل ہی مین مقیم ہین۔

مولوی منہاج الحق بن مولوی امان الحق مذکور آپنے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم رسمیہ پڑھکر فکر معیشت کی جانب توجہ کی ایک عرصہ تک مطبع یوسفی مین کام کرتے رہے شوال ۱۳۳۷ھ مین بعارضہ ہیضہ انتقال کیا آپ کا عقد شیخ رزاق بخش عرف راجہ میان ساکن سرسنڈا ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جو اپنے شوہر کے

تھوڑے زمانہ کے بعد انتقال کر گئین دو لڑکیان اور ایک لڑکا خورد سال یادگار چھوڑے لڑکیان صغر سنی مین انتقال کر گئین۔ لڑکا جسکا نام مصباح الحق ہے اور دائم المرض ہی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین اپنے چچا مولوی ضیاء الحق کی زیر تربیت تعلیم پا رہا ہے خدا اُسکو زندہ و سلامت رکھے۔

مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق نبیرۂ مولوی انوار الحق۔ کتب عربی متوسطات کے ختم تک مولوی عبد الباقی صاحب اور مولوی عبد الحمید صاحب اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ[1] سے پڑھے۔ اسکے بعد علم طب حکیم ارجھوائی ٹولہ سے حاصل کیا۔ ایک مدت تک بارہ بنکی مین کامیابی سے مطب کرتے رہے ۱۲ رمضان ۱۳۴۸ھ کو بعارضہ ہیضہ انتقال کیا۔ نعش لکھنؤ لاکر مولوی انوار صاحب کے باغ مین دفن کیگئی۔ عقد آپ کا اولاً ٹیرہ ضلع بارہ بنکی مین حکیم عبد الغفور مسولوی کی دختر سے ہوا جو بعارضہ طاعون انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد آپکا مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جنکی ان شوہر سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔

مولوی منظور الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق مذکور۔ نے ابتدائی کتب عربی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھے اسکے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور مین تعلیم ادب حاصل کی۔ اور سرکاری امتحانات مین کامیابی حاصل کی اسکے بعد گورنمنٹ اسکول مین مدرس عربی مقرر ہوے۔ فی الحال لکھنؤ جوبلی ہائی اسکول مین مدرس ہین۔ عقد آپ کا ۹ شعبان ۱۳۴۵ھ مین سدھور ضلع بارہ بنکی مین شیخ نثار احمد کی دختر سے ہوا ابھی کوئی اولاد نہین ہی۔

مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم وہاج الحق بن مولوی لمعان الحق مذکور ردیف حرف لام۔ کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر مولوی کی سند حاصل کی طب اپنے والد ماجد سے حاصل کرکے سند بھی حاصل کی اور اب اپنے والد ماجد کے قائم کردہ کالج وہاجیہ نظامیہ طبیہ مین درس اور سرجری کا کام انجام دے رہے ہین۔ عقد اُنکا حضرت استاذ رحمۃ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ کو ہوا ابھی کوئی اولاد نہین ہی۔ اللہم ارزقہ ولداً صالحاً۔

مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرۂ ملا سعید۔ آپ کی کنیت ابو الحسنات تھی کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھکر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک اپنے

[1] عـه بروز دوشنبہ [illegible] ۱۲ [illegible]

والد کی قائم مقامی مین متولی افتا ہے۔ عہدۂ رجسٹراری سرکار انگریزی سے آپکے سپرد ہوا تھا
نوبت تدریس نہین آئی اثنائے سفر مین سنہ ۱۳۱۰ھ مین بمقام فیض آباد دریا مین غرق ہوکر وفات
پائی۔ عقد آپ کا مولانا عبد الحکیم نبیرۂ مولانا بحر العلوم کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے
مولوی محمد قاسم اور مولوی ابو محمد اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت
مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنکا مکہ مکرمہ مین اپنے شوہر نامدار کی وفات کے بعد سنہ ۱۳۰۹ھ
مین انتقال ہوا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی عبد الخالق بن مولوی عبد الحلیم نبیرۂ بحر العلوم سے
ہوا سب کے اذکار اوپر ہو چکے ہین۔

حرف النون

استاذ الہند العارف الکامل المولی المحقق الصدر المدقق ابو حنیفۂ زمانہ جنید اوانہ وارث علوم
سید المرسلین حسنہ من حسنات حبیب رب العالمین مولانا نظام الشرع والملۃ والدین۔ تمام
علمائے فرنگی محل کے باعتبار علم کے ابو الآباء۔ درس نظامی کے بانی اور طریقہ تعلیم کے موسس
اعظم نظام الملک کے مدرسہ نظامیہ پر کو فخر ہے کہ اُسنے غزالی اور امام الحرمین اور ابو اسحاق اور
اور سعدی کے ایسے اساتذہ اور شاگرد پائے تھے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ملا نظام الدین کے
مدرسہ کے پڑھے ہوے یا اس درس کے فیضیاب بھی اگلے بزرگون کے مساوی نہ سہی تو کم از کم
غزالی وقت اور امام الحرمین دوران اور ابو اسحاق زمان تو یقیناً تھے علمائے فرنگی محل سے قطع نظر
کرتے ہوے ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین اس درس اور اسکے مدرسین واساتذہ سے فیض
پائے ہوے علما اسوقت بھی نظر آئینگے اور باوجود اُس کی مخالفت کے تمام ممکن تدابیر کے اس
مدرسہ کے موسس اعظم کے بنائے ہوے نصاب تعلیم کو ہندوستان کا حلقہ اہل علم نہ بھول سکا
اور نہ بھلا سکتا ہے۔ یہ آفتاب عزت وکمال سہالی کے قصبہ مین قطب شہید کے گھر سے طلوع ہوا
اور تمام ہندوستان پر روشنی ڈال گیا۔ آپ کی ولادت کب ہوئی یہ کسی تذکرہ مین بصراحت
نظر سے نہین گذرا البتہ سب تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہین کہ آپ والد ماجد کی شہادت کے
وقت ۱۴ سال کے تھے اور ملا قطب الدین کی شہادت یقیناً سنہ ۱۱۰۳ھ مین ہوئی اسلیے غالباً
ولادت سنہ ۱۰۸۸ھ یا سنہ ۱۰۸۹ھ مین ہوئی۔ بہرحال کتب درسیہ والد کی حیات ہی مین پڑھنا شروع

کر دیے تھے اور شرح جامی پڑھ رہے تھے کہ والد ماجد کی شہادت ہو گئی۔ جن ظالمون نے شہید کیا
تھا وہ حضرت قطب کی نعش کے ہمراہ آپ کو بھی قید کر کے لیگئے تھے۔ بڑی کوششون کے بعد
چار دن قید مین رہکر رہائی ہوئی۔ آپ کے بڑے بھائی ملا سعید سب کو لیکر جب فرنگی محل آئے
اور اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوا تو طلب علم کی فکر ہوئی جہان جہان چشمۂ علم بہتا پایا اُس سے
فیضیابی کی پوری کوشش کی اولاً دیوہ اور دیگر قصبات مین مختصرات پڑھے پھر ملا امان اللہ
بنارسی کی خدمت مین جو آپ کے والد ماجد کے شاگرد تھے حاضر ہوئے اور اکثر علوم وہان حاصل
کیے کچھ ملا علی قلی جانسی سے بھی پڑھا اور فاتحۃ الفراغ ملا غلام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے
پڑھا۔ رسالہ قطبیہ مین ہے کہ اکثر علوم ملا علی قلی سے اور فن امور عامہ ملا امان اللہ بنارسی سے
اور رسالہ توشجیہ ملا غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھا واللہ اعلم۔ پچیس سال کی عمر مین تحصیل سے
فراغت ہوئی اسکے بعد فرنگی محل واپس تشریف لائے اور خدمت علم شروع کی بھتیجون سے
ابتدائے تدریس فرمائی تھوڑے ہی عرصہ مین ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ مین شہرہ ہو گیا۔ اکناف
و اطراف ملک سے لوگ طلب علم کیلیے خدمت مین حاضر ہوتے اور اپنے مقصد مین کامیاب
ہو کر واپس جاتے۔ آخر مین حلقہ درس کی شہرت و عزت اسقدر زائد ہو گئی تھی کہ طالب علم نے
کہین بھی کتابین ختم کی ہون مگر فاتحۃ الفراغ پڑھنے حضرت ہی کی خدمت مین حاضر ہوتا۔ علامہ
آزاد بلگرامی تحریر فرماتے ہین۔ اعتبار و اشتہار عظیم یافت امروز علماء اکثر قطر ہندوستان
نسبت تلمذ بہ مولوی دارند و کلاہ گوشہ تفاخر می کشند و کسیکہ سلسلۂ تلمذ باو میرساند بین الفضلا
علم امتیاز می افرازد و مردم بسیار را دیدہ شد کہ تحصیل جاہاے دیگر کردند برائے اعتبار
فاتحۃ الفراغ از مولوی گرفتند۔ الی ان قال۔ فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۸ھ بلدۂ لکھنؤ
یک صحبت مولوی را دیدم طریقۂ سلف صالحین داشت و شعشعۂ تقدس از ناصیۂ ہمایون میتافت
انتہیٰ۔ باوجود اس شہرت و عزت کے حضرت نہایت متواضع و منکسر المزاج تھے کسی ایک
شخص پر بھی کسی اعتبار سے اپنے تفوق کو پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی حضرت کی مدح کرتا تو
اُسکو زجر فرماتے۔ توکل علے اللہ ایسا تھا کہ مدت العمر کبھی کسی سے اپنی حاجت روائی نہین چاہی
بعض اوقات متعدد فاقے ہو جاتے مگر سوائے صبر و شکر کے کسی کے سامنے شکن ابرو سے بھی تکلیف

کو ظاہر نہونے دیتے ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھکر درس دیتے۔ اتقاء پرہیزگاری ایسی کہ پیر و مرشد کی
خدمت مین حاضر ہوتے تو غائبانہ ارشاد ہوتا کہ خبر دیت خیر دیتے ہیں کہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات
آوت ہین۔ غرضکہ یہ مستغنی عن الاوصاف ذات تحصیل علم کے بعد تقریباً پچاس سال خدمت علم
کرتی رہی بالآخر نہم جمادی الاولے ۱۲۶۱ھ یوم چہارشنبہ کو بعارضۂ قرحہ مثانہ رحلت فرمائی۔
اور باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کے مغرب جانب اپنی مملوکہ زمین پر دفن ہوے۔ قبر مبارک
اسوقت بھی مفید خاص و عام اور خاصکر مریضان علم کیلیے نسخہ شفا ہے۔ مشہور ہے کہ جسکو مطلب کتاب
کا سمجھ مین نہ آتا ہو کتاب کھولکر مزار اقدس پر حاضر رہے اور روحانیت حضرت سے توجہ کرے فوراً
مطلب سمجھ مین آجائیگا (وہو مجرب) مدت العمر درس علوم معقولہ کا شغل رہا جو آخر تک رہا مگر
خوش اعتقادی ایسی کہ کوئی بزرگ اور بزرگ زادے حاضر خدمت ہوتے تو اٹھ کھڑے ہوتے
اور انکو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ ۸۰ سال کی عمر تھی کہ نبی امی صلے اللہ علیہ وروحی فداہ کے ایک امی
صاحبزادے کی خدمت مین یہ آفتاب فضل وکمال حاضر ہوا اور اپنے فضل وکمال کو اُس کے
مبارک قدمون پر نثار کرکے دولت کونین حاصل کی۔ فرنگی محل کا ایک بچہ بچہ جانتا ہے کہ علم کی یہ
دولت اُسکے خاندان کو اسی سید السادات کے جد امجد کی متبرک دعاؤن سے اور اس سید السادات کی
خدمت کی برکتون سے حاصل ہوئی ہے۔ سوائے چند افراد کے سب کے سب علمائے فرنگی محل کا جسطرح
سلسلۂ نسب قطب شہید سے ملتا ہے اسیطرح سلسلۂ ارادت سید السادات قطب الاقطاب شہید
فی المحبت تک پہونچتا ہے بڑے بڑے منطقی فلسفی محدث مفسر متکلم اسی بارگاہ سے فیضیاب ہوے
ہین۔ استاذ الہند کے بعد مولانا احمد عبد الحق ملا رضا ملا احمد حسین مولانا بحر العلوم ملا حسن ملا مبین
ملا ولی اللہ ملا ولی فخر المتاخرین مولانا عبد الحی ملک العلما امام الوقت مولانا عبد الباری رحمہم
اللہ سب اسی خرمن کے خوشہ چین تھے۔ حضرت استاذ الہند کی تصانیف حسب ذیل ہین۔ شرح
مسلم الثبوت۔ شرح تحریر الاصول لابن الہمام۔ صبح صادق شرح منار الاصول۔ حاشیہ شرح عقائد
جلالی۔ حاشیہ حواشی قدیمہ دوانیہ۔ حاشیہ صدرا۔ حاشیہ شمس بازغہ۔ شرح رسالہ مبارزیہ۔ مناقب
رزاقیہ یعنی ملفوظ حضرت سید السادات۔ رسالہ دربیان دعوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے
کرامات ومفصل حالات عمدۃ الوسائل مین مولانا ولی اللہ نے تحریر فرمائے ہین ایک مختصر مضمون

تھوڑا زمانہ ہوا علامہ شبلی نعمانی مرحوم و مغفور نے بھی حضرت کے حالات پر مشتمل لکھا تھا۔ آپ کا عقد اولاً سہالی میں شیخ محمد آصف کی صاحبزادی سے ہوا جن سے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی اسکے بعد حضرت میر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ و اپنے بھتیجے مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ کے مطابق دوسرا عقد شیخ محمد کریم بن شیخ محمد علیم بن ملا شاہ ولی محمد عثمانی چشتی ستر کھی کی دختر سے کیا جن سے ایک صاحبزادہ کامل الوجود مولانا عبد العلی بحر العلوم یادگار رہا بلکہ فخر خاندان جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔ صاحبزادی کا عقد سہالی میں اپنے پھوپھی زاد بھائی شیخ سیف الدین کے ساتھ ہوا۔ ملا صاحب کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں ارباب فرنگی محل میں سے آپ کے تینوں بھائیوں کے سب صاحبزادے ملا احمد عبد الحق و ملا عبد العزیز پسران ملا سعید قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد ملا احمد حسین و ملا عبد الحی پسران ملا رضا۔ آپ کے بڑے بھائی کے پوتے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفےٰ آپکے دوسرے بھائی کے پوتے ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق و مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز خود آپکے صاحبزادہ مولانا بحر العلوم آپکے شاگرد خاص ملا کمال الدین فتحپوری جو آپکے ابن عم تھے۔ مولانا شاہ حقانی ٹانڈوی مولوی عبد الرشید جونپوری حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی سید ظریف عظیم آبادی مولوی غلام محمد برہانپوری مولوی محمد وجیہ دہلوی مولانا محمد مغربی تلسمانی مولانا غلام عمر شمس آبادی سید کمال الدین۔ مولوی عبد اللہ امیٹھوی۔ مولوی احمد لکھنوی مولوی غلام فرید محمود آبادی۔ قاضی مولوی قل احمد ستر کھی۔ ایک کتاب کی پشت پر میں نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ استاذ الہند نے حدیث کی سند اپنے شاگرد ملا محمد مغربی تلسمانی سے حاصل فرمائی تھی واللہ اعلم۔

مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد ملا ولی سے کی اثنائے تحصیل میں ملا ولی کی وفات ہوگئی بقیہ علوم کی تحصیل خیر آباد جاکر مولانا عبد الواحد خیر آبادی تلمیذ ملا ولی سے کی اور فاتحۃ الفراغ بھی انھیں سے پڑھا علاوہ دیگر علوم کے علم ریاضی کے اکثر شعبے خیر آباد ہی میں حاصل کیے۔ وطن واپس آکر خدمت علم شروع کی اور عموماً تمام کتب معقولہ و منقولہ اور خاصکر فن ریاضی میں تبحر خاص پیدا کر لیا ریاضی میں جسقدر ملکہ مولانا نور اللہ کو حاصل تھا آپکے ہمعصروں میں کسی دوسرے کو نصیب نہ تھا۔ بلکہ علمائے

ملہ ملا ولی کے ... بیٹے تھے ... فرزند ... اور سب سے بڑے ... مولوی ... [illegible]

فرنگی محل مین آپ اور آپکے صاحبزادے مولانا نعمت اللہ کو جو تبحر فنون ریاضیہ مین حاصل تھا وہ
کسی دوسرے عالم کے حصہ مین نہین آیا۔ اسیطرح یہ دونون بزرگ اور انکے بھائی مفتی ظہور اللہ
طرز تدریس کے ماہر فرد تھے جس کسی نے کتب مطولہ کے چند اسباق بھی پڑھ لیے اُسکو پھر کسی دوسرے کے
سامنے زانوے ادب تہ کرنے کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کتابونکے مطالب کے متعلق تقاریر
اسقدر حاوی جامع و مانع حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھین کہ مین نے معتبر بزرگون سے سُنا ہے
کہ ان تقریرون کے بعد طلبہ کو کسی قسم کا شبہ باقی نہین رہتا تھا اور اگر اس تقریر مین سے کوئی لفظ
ہٹا دیا جاتا تو کوئی نہ کوئی اہم خرابی پیدا ہو جاتی۔ جو طلبہ آپسے پڑھتے گو کیسے ہی غبی ہوتے
مگر اُنمین کافی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ آپکے متعلق سرکار اودھ کیجانب سے لکھنؤ اور فیض آباد کی
خدمت افتا بھی تھی۔ آخر مین تدریس کا سلسلہ کم کر دیا تھا اور زیادہ تر یاد الٰہی مین بسر فرماتے
یہانتک کہ ۲۹ رجمادی الآخر سنہ ۱۲۶۲ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا یہ سنہ وفات حضرت استاذ
رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ الطاف الرحمن قدوائی نے احوال علماے فرنگی محل مین اور خود مولانا
نور اللہ کے نبیرہ مولوی برکت اللہ مرحوم نے رسالہ نعمت مین لکھا ہے لیکن خیر العمل مین مرقوم ہے
کہ مولانا نور اللہ کی وفات شوال مین ہوئی سنہ وفات مذکور نہین ہے اسکے بعد خیر العمل مین تحریر
ہے کہ مولانا نور اللہ کی ایک دختر میری دادی تھین جنکی وفات ۲۹ رجمادی الاخری سنہ ۱۲۶۱ھ
یوم دوشنبہ کو ہوئی۔ غالبًا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مین کاتب کی غلطی سے درمیانی
عبارت رہگئی اور احوال علماے فرنگی محل اور رسالہ نعمت مین اُسی غلطی کی اتباع کیگئی ہے
اغصان الانساب مین مولانا کا سنہ وفات سنہ ۱۲۴۲ھ تحریر ہے وہو الصواب واللہ اعلم۔
مولانا کی تصانیف مین سے ایک رسالہ جبر و مقابلہ مین ہے اور کتب درسیہ پر متفرق تعلیقات
ہین۔ آپ کا عقد ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادی
زوجہ مولوی امین اللہ بن مولوی اکبر یعنے جدہٗ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ اور تین صاحبزادے
مولانا نعمت اللہ اور مولانا رحمت اللہ اور مولانا اسعد اللہ یادگار ہوے سوا مولانا نعمت اللہ کے
اور سبکے حالات گذر چکے۔ مولوی نور اللہ کی زوجہ کی وفات ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۹ھ کو ہوئی۔
مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ مذکورہ بالا اپنے والد ماجد اور اپنے چچا مفتی

له سب سے بڑے مولوی اسد اللہ اور سب سے چھوٹے مولوی رحمت اللہ تھے ۱۲

ظہور اللہ سے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی عالم و فاضل ہوے آپکے حالات مین آپکے پوتے
مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ نے ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے جسکو مولانا کے مفصل
حالات دیکھنا ہو اُسکو دیکھے۔ مین خیر العمل اور دوسرے تذکرون سے مختصر حالات مولانا کے لکھتا ہون
بعد تحصیل علوم مولانا نے اپنے والد ماجد کی حیات مین خدمت علم شروع کردی اور تمام علوم نقلیہ
مین تبحر کامل حاصل فرمایا خاصکر فنون ریاضی مین تو مولانا آیۂ عظمے تھے۔ مولانا مین چند
خصوصیات ایسے تھے کہ اُنکے اوصاف کا جامع بقول صاحب خیر العمل علمائے فرنگی محل مین
کوئی دوسرا نہین ہوا آپ کا طرز تعلیم اور تقریر ایسی خوب ہوتی کہ بلید سے بلید طالب علم بھی
کتاب کو سمجھ لیتا مجھ سے حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ العالی نے پرسون
بتاریخ ۱۲ محرم ۱۳۴۷ھ یوم جمعہ بیان فرمایا کہ مین نے مولانا کو دیکھا ہے۔ آپ جب بتیا صوبہ
بہار مین تشریف رکھتے تھے تو کسی شخص کو آپنے چند اسباق سے زائد نہین پڑھائے مگر
اتنے ہی پڑھانے سے آپکے طالب علم کو وہ قوت حاصل ہوجاتی کہ اُسکو پھر کسی دوسرے
استاد کی حاجت نہ رہتی اُنتہے۔ مولانا نعمت اللہ کثیر المطالعہ تھے جس کتاب کو پڑھاتے اُسکے
تمام حواشی کو مطالعہ فرماتے اور اُسکے مضامین آپ کی یاد مین رہتے۔ علاوہ کتب علمیہ کے
لاتعداد اشعار اور قصہ آپ کو ایسے یاد تھے کہ جب آپ کسی صحبت مین تشریف فرما ہوتے تو
بڑون اور چھوٹون سب کو آپ ہی کی باتون سے دلچسپی ہوتی اور کسیطرح اس صحبت کے ختم
ہونے کا دل نہ چاہتا۔ ایک کمال آپ مین یہ تھا کہ مدت العمر کبھی خود آپنے کسی کی غیبت
نہین کی اور جو کوئی دوسرا غیبت کرتا تو آپ اُسکو روکدیتے ہمیشہ سچائی کے عادی تھے اور
اور دیانت اور امانت آپ کا شعار خاص تھا۔ لکھنؤ اور فیض آباد کا عہدۂ افتا مدتون آپکے
سپرد رہا اور آپنے نہایت دیانت سے فرائض کو انجام دیا۔ عہدۂ افتا سے غدر کے بعد جب آپ
کنارہ کش ہوے تو ریاست بڑودہ تشریف لیگئے اور وہان حکیم محمد ہاشم موہانی کے یہان
تدریس کی خدمت پر مامور ہوے اسکے بعد ریاست بتیا مین راجہ بتیا کے یہان مدرس
ہوگئے اور آخر تک وہان قیام رہا اس عرصہ مین رامپور سے آپ کو نواب کلب علیخان رحمۃ
اللہ علیہ نے طلب کیا مگر آپنے تشریف لیجانا منظور نہین کیا بتیا سے رخصت ہوکر وطن واپس

آرہے تھے کہ بنارس میں پہونچکر فالج میں مبتلا ہوے اور ۲۳ محرم سنہ ۱۲۹۰ھ کو بنارس ہی میں انتقال ہوا اور حضرت شاہ طیب بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے میں یا علی حزین شاعر کی قبر کے قریب دفن واقع ہوا میں نے بھی مزار کی زیارت سنہ ۱۳۰۵ھ یا اسکے قبل کی ہے جو نہایت شکستہ حالت میں تھا اور صرف ایک صاحب کا بیان تھا کہ یہ مزار مولانا نعمت اللہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔ مولانا نعمت اللہ کی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں ہے۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ آپنے خود اپنے ہاتھ سے اپنے تالیفات تلف فرما دیے تھے۔ تمام کتب درسیہ خاصکر کتب ریاضی پر تعلیقات متفرقہ ہیں۔ جو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتبخانہ اور چشمہ رحمت کالج غازیپور کے کتبخانہ میں محفوظ ہیں۔ آپ کا عقد مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ نبیرۂ ملا احمد عبدالحق کی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے بڑے مولوی مراد اللہ مولوی فضل اللہ مولوی احمد اللہ یادگار ہوے سب کے اذکار اوپر گزر چکے۔

مولوی نظام الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن کتب درسیہ مولانا عبدالحلیم بن مولوی امین اللہ سے باندہ میں پڑھے اور فراغت تحصیل کے بعد مدرس مقرر ہوکر ناگپور تشریف لیگئے اور وہاں قیام کرلیا نہایت خوش مذاق و خوش صحبت عالم تھے۔ ناگپور ہی میں جمادی الاولی سنہ ۱۲۹۳ھ میں دفعۃً انتقال کیا۔ رات کو آرام کیا صبح کو مردہ پائے گئے۔ عقد آپکا کاکوری میں شیخ محمد حسین ولد شیخ عبدالحسیب حجاجی کی دختر سے ہوا تھا جنسے صرف دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ انمیں سے ایک کا عقد مولوی محمد الیاس بن مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حرف الف میں گزر چکا دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری میں شیخ شریف حسین کی دختر سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑکر فوت ہوگئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد کاکوری ہی میں شیخ حسن احمد کے ساتھ ہوا۔ اور انسے صرف ایک صاحبزادہ تقی احمد موجود ہیں۔

مولوی نورالمرتضیٰ بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپ ملا حیدر کے حیدرآبادی اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولوی ظہوراللہ صاحب سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے تھے عین جوانی میں لاولد سنہ ۱۲۷۶ھ میں اپنے والد کے سامنے انتقال کیا۔

عـه [illegible] مولوی فضل [illegible] ص ۱۲ [illegible]

مولوی نور المبین بن ملک العلما ملا حید رہ۔ آپنے صغر سنی مین انتقال کیا۔
مولوی نور الحسنین بن ملک العلما ملا حید رہ۔ آپ کتب درسیہ مولانا عبد الحلیم بن مولانا امین اللہ یعنے مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سے اور اپنے سوتیلے بڑے بھائی مولانا ظہور علی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر العمل مین انکے اور انکے چھوٹے بھائی مولانا نور الصدیق کے متعلق لکھا ہے و ملغا رتبۃ الکمال والتصفا بحسن الاخلاق والسخاوۃ وعظم جاہھما واعتبارہما بین امراء تلک البلدۃ۔ الغرض مولانا نور الحسنین صاحب عالم جید تھے نوبت تدریس کی بوجہ مشاغل زیادہ نہین ہوئی پھر بھی دو ایک سبقو نکا سلسلہ جاری رہتا تھا اور وعظ وارشاد خلائق مین مصروف رہتے تھے۔ حج وزیارت سے بھی مشرف ہوے تھے اور وہانکے علما سے سند حدیث حاصل کی تھی اور ملک العلما مولانا حیدر کو جو سند علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی اُسمین اُنکی تمام اولاد کو جو علامہ عابد سندھی کا زمانہ پائے سب کو اجازت تھی اسلیے مولانا نور الحسنین کو عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت حدیث تھی اور اُنکی سند دیگر اُنکے تمام ہمعصرون سے عالی تھی۔ کذا سمعت عن حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ۔ مولوی نور الحسنین کی عزت ووقار اُنکے تمام معاصرین سے زائد اہل حیدرآباد اور وہانکے امرا بلکہ خود سابق حضور نظام خلد آشیان کی نظر وں مین تھا۔ اعلیحضرت کبھی کبھی خود بنفس نفیس اُنکے مکان پر قدم رنجہ ہوتے اور انعامات واکرامات سے سرفراز فرماتے۔ پائیگاہ کے امرا اکثر گھر پر ملاقات کیلیے آتے۔ تقریبون اور غمی کے موقعون پر تمام مذہبی امور مولانا ہی کے ہاتھون انجام پاتے۔ باوجود اسکے نہایت متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوے تھے اور اہل حاجت کی حاجت براری کیلیے بعض اوقات پاپیادہ بڑے بڑے امرا کے یہان جانے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔ آپ کا انتقال غالبًا ۱۳۱۳ھ کے بعد ہوا آپ کا عقد اولاً حیدرآباد ہی مین ہوا تھا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑکر وفات پاگئین۔ ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی افضل حسن بن مولوی ظہور علی سے ہوا۔ مولوی افضل حسن کی تمام اولاد انھین بیوی سے ہے جو بفضلہ تعالے ابتک حیات ہین۔ مولوی نور الحسنین نے دوسرا عقد بھی حیدرآباد ہی مین کیا

جنسے ایک صاحبزادہ مولوی نور الرزاق عرف مولانا میاں اور تین صاحبزادیاں تولد ہوے۔ بڑی صاحبزادی کا عقد احمد پادشاہ صاحب حیدرآبادی سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی نورالرسول نبیرۂ مولوی نورالاصفیا کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادے اور متعدد صاحبزادیاں تولد ہوئے انمیں سے ایک صاحبزادے کا انتقال ہوگیا اور بقیہ صاحب اولاد ہین مولوی نورالرسول صاحب مع زوجہ کے بفضلہ تعالے بقید حیات ہین۔ مولوی نورالحسنین کی تیسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد بھائی مولوی نورالحسید صاحب کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی نورالحسنین صاحب کو بیعت سلسلۂ قادریہ مین حضرت صاحبزادہ والاتبار سید شجاعت علی نبیرۂ حضرت سید لسا داتسے تھی اور سلسلۂ چشتیہ مین بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ مولانا جب اپنے پوتے میاں نجانی کی تقریب مین تشریف لائے ہین تو مین نے مولانا کا وعظ سنا تھا نہایت دلچسپ وعظ فرماتے تھے۔

مولوی نورالرزاق عرف مولانا میان بن مولوی نورالحسنین مذکورہ بالا۔ آپنے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے تفسیر قرآن مجید تحریر فرماتے ہین نہایت خوشخط ہین۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ عقد آپ کا قاضی حیدرآبادی کی دختر سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نورالرحمن عرف محمد میان اور ایک صاحبزادی چھوڑکر وفات پاگئین۔ دختر کا عقد حیدرآباد مین ہوا اور ماشاء اللہ صاحب اولاد ہین۔

مولوی نورالرحمن عرف محمد میان۔ کتب ابتدائی کچھ حیدرآباد مین پڑھے اور کچھ لکھنؤ مین۔ مگر فکر معاش اور پریشانیون نے مہلت ختم کتب کی نہ دی۔ نہایت ہوشیار اور سمجھدار اور مہذب صاحبزادے ہین۔ عام طور پر صنعت سے اور خاصکر طغرا بنانے مین خاص دلچسپی ہے اگر زمانہ موافق ہوتا تو نہایت درجہ ترقی کرتے مگر افسوس قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم۔ انکا عقد حیدرآباد مین ہوچکا ہے جنسے ایک لڑکا اور لڑکی خردسال موجود ہین۔

مولوی نورالصدیق بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپنے بھی تحصیل کتب درسیہ سے اپنے بھائی کے ساتھ اُنھین اساتذہ سے فراغت پائی جنکا اوپر ذکر ہوچکا ہے اور مانند اپنے بھائی کے عزت واحترام جاہ ومنصب حاصل فرمایا لوگ آپسے بہت محبت کرتے تھے آپ نہایت سمجھدار اور عقلائے

زمانہ مین سے تھے۔ تو بت تدریس نہین ہوئی۔ آپ کا عقد سابق نواب نصیر جنگ بہادر کی صاحبزادی یعنے موجودہ نواب نصیر جنگ مولوی ظہور اللہ کی خالہ سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی نور الحمید عرف مولوی میان اور چار صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین۔ مولوی نور الصدیق کو بیعت مثل اپنے بھائی کے حضرت سید شاہ شجاعت علی اور حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے تھی۔ مولوی نور الصدیق کا انتقال ١٦ رجمادی الاولی ١٢ھ کو ہوا۔ صاحبزادیان حیدرآباد ہی مین منسوب ہوئین اور صاحب اولاد ہوئین طرف دو صاحبزادیان اب باقی ہین دو کا انتقال ہوگیا۔ ایک صاحبزادی کی صاحبزادی مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بن مولوی ظہور الحسن بن مولوی ظہور علی کی بیوی ہین بقیہ کے حالات مجھکو مفصلاً معلوم نہین ہین

مولوی نور الحمید عرف مولوی میان بن مولوی نور الصدیق مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے چچا اور دیگر بزرگون سے پڑھے اور رسالہ جواہر الفرد تالیف فرمایا۔ آپ بھی بہت خلیق منکسر المزاج ہین آپ ہی کی ذات سے اب اس خاندان کی عزت حیدرآباد مین قائم ہے۔ نیز اب حیدرآباد مین ایک آپ ہی کا دم ہے کہ جنکی وجہ سے تمام اعزاے فرنگی محل اور اعزاے حیدرآباد سے تعلقات قائم ہین۔ دو تین سال کے بعد آپ ضرور فرنگی محل اعزا سے ملاقات کرنے تشریف لاتے ہین۔ اور کسی نہ کسی بچے کی نہایت تزک و احتشام سے تقریب کرتے ہین۔ اپنے صاحبزادے مولوی نور الحق عرف میانجانی کی تقریب مین تو آپ مولانا حیدر کی تمام اولاد کو ہمراہ لائے تھے اور اعزاے خاص کو حسب رواج قدیم جوڑے بھی تقسیم فرمائے تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک سلسلہ تقریب رہا تھا۔ اپنے دوسرے صاحبزادہ کی بھی تقریب بسم اللہ فرنگی محل ہی مین کی۔ اپنے نواسہ پسر مولوی محمد محسن کی تقریب بسم اللہ بھی آپنے لکھنؤ ہی مین کی۔ دو سال ہوے جب فرنگی محل اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے۔ اور اس زمانہ مین ١٢ ربیع الاول ۴۵ھ کو اپنے پوتے نور الوہاب بن میانجانی کی تقریب بسم اللہ یہان ہی ادا کی تھی۔ غرضکہ فرنگی محل کے تعلقات اعزاے حیدرآباد سے آپ کی وجہ سے بہت کچھ قائم ہین۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کا عقد آپکی چچازاد بہن دختر مولوی نور الحسنین سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی نور الحق

عرف میانجانی اور مولوی نور الصدیق عرف وہاب میان اور چار صاحبزادیان تولد ہوے۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی محمد محسن بن مولانا وحید الزمان لکھنوی سے ہوا جنسے ایک صاحبزادے پیدا ہوے اولاً بیوی کا اُسکے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا لڑکا چچا کے پاس پرورش پا رہا ہے مولوی نور الحمید کی دوسری صاحبزادی ناکتخدا فوت ہو گئین تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی انوار الدین عرف چاند پادشاہ بن مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہین چوتھی صاحبزادی ابھی ناکتخدا ہین

مولوی نور الحق عرف میانجانی بن مولوی نور الحمید عرف مولوی میان مذکورہ بالا کتب ابتدائیہ فرنگی محل مین پڑھے اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بھی پڑھی مثل اپنے والد ماجد کے نہایت ملنسار اور خوش اخلاق اور نیک مزاج جوان صالح ہین فرنگی محل کے ہمسنون سے اُنکے تعلقات بہت زیادہ ہین۔ اعزہ فرنگی محل کو اُنکے والد ماجد اور اُن سے ملنے کا اشتیاق رہتا ہے۔ ان کا عقد نواب قدر یار جنگ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے اسوقت ایک صاحبزادے نور الوہاب اور دو صاحبزادیان خردسال موجود ہین۔

مولوی نور الصدیق عرف وہاب میان بن مولوی نور الحمید مذکور۔ آپ تحصیل علم کر رہے ہین ہنوز ناکتخدا ہین۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب ظلہ العالی فرماتے ہین کہ اس خاندان کو ہم لوگ نوری خاندان کہا کرتے تھے۔

مولوی نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ نبیرۂ ملا سعید تیرھوین صدی کے شروع مین یعنے سنہ ۱۲۰۰ھ کے بعد پیدا ہوے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھے جیسے بیضاوی شریف اور دیگر کتب مطولہ اپنے چچا ملا مبین سے پڑھکر فراغت حاصل کی تدریس و خدمت علم مین مصروف ہوے مگر فکر معاش کیوجہ سے زیادہ نوبت تدریس کی نہین ہوئی۔ حساب و علم الفرائض مین خاصکر مہارت تھی غدر کے زمانہ تک ملازمت سرکار اودھ مین نہایت عزت و حرمت کے ساتھ بسر فرمائی غدر کے بعد خانہ نشین ہو گئے اور بمرض سرطان ۱۶ شوال شب شنبہ سنہ ۱۲۸۲ھ کو وفات پائی آپ کی تالیفات مین سے علم الفرائض مین ایک رسالہ موسوم بخلاصۃ الفرائض مطبوع موجود ہے آپ کا پہلا عقد آپکے چچا ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا

جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد بہلول ضلع بارہ بنکی مین کیا جو ایک دختر زوجہ مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ چھوڑ کر وفات پا گئین۔ تیسرا عقد آپ کا قصبہ فتحپور ضلع بارہ بنکی مین مولوی اکبر علی من احفاد مخدوم حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی احسان اللہ اور دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی احمد حسین بن ملک العلما ملا حیدر اور دوسری زوجہ مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد عیسے بن مولوی یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کو چھوڑ کر ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۱ھ کو انتقال کر گئین۔

مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ
مذکورۂ بالا کتب رسمیہ ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر حیدرآباد چلے گئے اور وہان تحصیل انگریزی شروع کی انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور ملازمت حاصل کی دو سال ہوے کہ وکالت کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی ہے اور اب حیدرآباد مین وکالت کر رہے ہین۔ عقد آپ کا مولوی عبد الہادی صاحب بن مولوی علی محمد بن ملا معین کی دختر کلان سے ہوا جن سے اس وقت ایک لڑکی جسکی عمر ۵ سال موجود ہے۔

مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ نبیرۂ مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ۔
آپ کتب درسیہ استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الباقی سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے اور درس فارسی کی تکمیل و تحصیل جناب خواجہ عزیز الدین عزیز سے جو فارسی کے زبردست قابل تھے کی۔ ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ مین درس فارسی دیتے رہے اسکے بعد مشغلۂ علمی چھوڑ دیا اور طریقۂ تصوف اختیار فرمایا نہایت خوش مزاج و خوش فکر ہین شاعری بھی فرماتے ہین۔ اردو فارسی دونون زبانون مین کلام بہتر ہوتا ہے۔ وارستگی و بفکری مزاج مین بہت زائد ہے۔ اکثر مجالس اعراس مین حاضر ہوتے ہین۔ بیعت آپ کو متعدد بزرگون سے ہے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب و حضرت مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما سے اجازت سلاسل چشتیہ و قادریہ حاصل ہے عقد آپ کا آپ کی خالہ زاد بہن دختر شیخ غلام نبی مسولوی ثم حیدرآبادی سے ہوا جنسے اسوقت

سلمہ مولوی لطف الدین بن مولوی نجم الدین بن مولوی قدرت اللہ اور اسحاق صاحبزادی ... نصیر الدین ... ۱۳۱۱ھ

ایک صاحبزادے حبیب اللہ اور ایک لڑکی موجود ہیں۔

مولوی نصیر اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ
کتب رسمیہ مولانا عبد الباسط بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھکر وطن میں فکر معیشت فرماتے رہے اسکے بعد حیدر آباد تشریف لیگئے اور بسلسلہ فکر معیشت حیدر آباد میں مقیم رہے آخر ١٣١٩ھ میں علیل ہوکر وطن واپس آئے اور شوال ١٣١٩ھ میں اپنی والدہ کے روبرو انتقال کیا آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد محلہ دوگانوان میں ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادے انوار اللہ تولد ہوے۔ انوار اللہ مولوی عبد الحمید صاحب سے تحصیل علوم ابتدائی کررہے تھے کہ ١٣٢٣ھ میں بمرض طاعون انتقال کیا انکی والدہ ابتک حیات ہیں۔

مولوی نور الحق بن مولانا انوار الحق بن مولانا احمد عبد الحق جیسا کہ مولانا ازہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کے احوال میں گزرا آپ اور آپکے چھوٹے بھائی مولانا علاؤ الدین اپنے چچا کے ساتھ سفر کرکے رامپور اور بوہار مولانا بحر العلوم کی خدمت میں گئے اور تحصیل علم فرماکر فاتحہ فراغ مولانا بحر العلوم سے پڑھا۔ وطن واپس آکر مدت العمر خدمت علم میں مصروف رہے نہایت بڑے عالم متبحر اور فاضل کامل تھے آپکے تلامذہ بڑے بڑے باکمال بزرگ علما میں سے ہوے مشہور عالم بزرگ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی اسی چشمۂ علم کے فیضیاب تھے حضرت مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث اسی خرمن کمال کے خوشہ چین تھے۔ آپکے بعد اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلہ تلمذ آپ تک پہونچتا ہے حلقہ درس بہت وسیع ہوتا تھا۔ باوجود معقول و منقول میں تبحر کے نہایت زائد متواضع منکسر المزاج اور خوش خلق تھے۔ علم ظاہری کے علاوہ علم باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا تھا اور والد ماجد سے بیعت کرکے اُنسے اذکار و اشغال سیکھے تھے اور اجازت ارشاد بھی والد ماجد سے حاصل کی۔ علم باطن میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ خود آپکے والد ماجد فرمایا کرتے کہ میان نور نور ہی ہیں۔ آپ کی وفات کی خبر سُنکر مولانا شاہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور میان سر سے پانوٗن تک نور ہی نور تھے۔ آپکے کشف و کرامات بہت زائد تھے۔ ایثار و توکل ایسا تھا

کہ آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کی نظیر نہ تھی۔ جب آپ کے والد ماجد کی وفات ہوئی تو باوجودیکہ آپ فرزند اکبر اور تمام صاحبزادوں میں سب سے زیادہ ہر حیثیت سے قابل و مستحق جانشینی کے تھے مگر آپ نے اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی مولانا محمد احمد کو جو صرف ۱۹-۲۰ ہی سال کے تھے اپنے والد ماجد کا سجادہ نشین کیا اور دیگر مریدوں کی طرح خود بھی چھوٹے بھائی کو نذر دی۔ باوجود عسرت و تکلیف کے ہمیشہ امرا کی صحبت سے پرہیز فرماتے کسی امیر کے دروازہ پر جانے کا کیا ذکر۔ لیکن اگر کوئی حاجتمند حاضر ہوتا اور کسی امیر سے سفارش کا طلبگار ہوتا یا اُسکے پاس چلکر سفارش کرنیکی خواہش کرتا تو حضرت حاجت روائی میں دریغ نہ فرماتے گو اسمیں آپ کو کیسی ہی زحمت کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی۔ مریدین آپ کے بکثرت تھے والد ماجد کی حیات ہی سے یہ سلسلہ والد ماجد کے حکم سے شروع ہو گیا تھا۔ بوجہ کثرت تدریس و ریاضت اکثر آپ کو درد کمر کی شکایت رہنے لگی تھی۔ علاج سے کم ہو جاتا تھا مگر بالکلیہ دفع نہ ہوتا تھا۔ والد ماجد کے انتقال سے ۱۹ ماہ کے بعد اس مرض نے ایسا غلبہ کیا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور ۲۳ ربیع الاول شب یکشنبہ ۱۲۳۸ھ کو وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مزار سے تھوڑا ہٹکر مغرب جانب مدفون واقع ہوا مزار شریف کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بلند کرا کر سنگ مرمر کا تعویذ لگوا دیا ہے۔ "در جلوۂ نور نبوت پیوست" مادۂ تاریخ انتقال ہے۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبدالحق کی صاحبزادی سے ہوا جس سے دو صاحبزادے مولانا سراج الحق اور مولانا برہان الحق اور دو صاحبزادیاں ایک زوجہ مولوی اسد اللہ بن مولوی نور اللہ نبیرۂ قاضی غلام مصطفی اور دوسری زوجۂ مولوی علیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ پیدا ہوئیں۔ مولانا برہان الحق اور مولانا سراج الحق لاولد گزر گئے۔ مولانا انوار الحق کی تصانیف میں سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمائی تھی اور اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ طالعتہ فوجدتہ نفیسًا حسنًا شاہدًا علی جلالۃ مؤلفہ اسکے علاوہ کتب درسیہ پر حواشی ہیں۔

(تنبیہ) حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں مولوی غلام محمد پنجابی نے تحریر کیا ہے کہ مولانا انوار الحق کو مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت تھی۔

اور اُسکے متعلق ایک قصہ بھی لکھا ہے یہ واقعہ اور قصہ بیعت بالکل غلط ہے جسکی کوئی اصلیت نہین ہے اغصان اربعہ جسکے مولف سے مولانا نورالحق سے دوستی تھی اور جسکے سامنے مولانا نورالحق کا انتقال ہوا تھا اُسمین صاف موجود ہے بیعت و ارادت در خدمت والد خود رسید اشت۔ خیر العمل اور تمام تذکرونمین بھی یہی ہے اغصان الانساب جسکے مولف مولانا ولی اللہ کے ہمعصر ہین اُسمین ہے مرید و خلیفہ پدر خود بودند۔ معلوم نہین مولف ملفوظ نے یہ روایت کیسے لکھدی باوجود تلاش کسی دوسری جگہ اسکا ذکر مین نے نہین دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی نظام الحق بن مولانا سراج الحق بن مولانا نورالحق مذکورہ بالا۔ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا برہان الحق بن مولانا نورالحق سے پڑھکر فراغت حاصل کی آپ نہایت نیک نفس پاک طینت خوش بیان واعظ تھے۔ قرآن پاک نہایت خوش آوازی سے پڑھتے۔ کچھ زمانہ تک وطن مین خدمت تعلیم کرتے رہے اسکے بعد کئی مرتبہ بلاد پورب (بہار وغیرہ) تشریف لیگئے اور وہان رشد وہدایت مین مصروف رہے۔ بہت لوگ آپکے سلسلہ بیعت مین داخل ہوے۔ عالم شباب مین مرض دق مین مبتلا ہوکر ۲۵ محرم سنہ ۱۲۷۲ھ مین انتقال کیا۔ بیعت واجازت اپنے چچا مولانا برہان الحق سے تھی۔ چچا کے ہمراہ حج وزیارت سے بھی سرفراز ہوے تھے۔ عقد آپ کا اپنی پھوپھو زاد بن مولوی اسد اللہ بن مولوی نوراللہ کی صاحبزادی سے ہوا جنسے چار صاحبزادے مولوی حسام الحق اور مولوی صمصام الحق اور مولوی عباد الحق اور مولوی زہاد الحق اور ایک صاحبزادی زوجہ اولے مولوی امان الحق بن مولوی برہان الحق پیدا ہوئین۔ صاحبزادونکے اذکار گزرچکے۔ صاحبزادی نے لاولد انتقال کیا۔ مولوی نظام الحق کی زوجہ کا انتقال ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ کو ہوا۔

مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق مذکورہ بالا۔ ولادت سنہ ۱۲۹۰ھ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپنے حضرت شاہ حافظ علی انور رحمۃ اللہ علیہ کاکوروی اور مولانا عبد الباقی اور استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ اور مولانا عبد المجید سے تحصیل کرکے فراغت حاصل کی اور علم طب حکمائے جھوائی ٹولہ سے حاصل کیا ایک زمانہ تک مطب فرماتے رہے اسکے بعد ملازم سرکاری ہوگئے اب آگرہ مین امدادی اسکول مین

مدرس عربی ہین۔ آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر خورد مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق
کیساتھ ہوا جنسے اولادین ہوئین مگر صغر سنی مین انتقال کر گئین۔ تین صاحبزادیان بڑی ہو کر
کتخدا ہوئین۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی عبد القادر بن مولوی عبد العزیز نبیرہ مولوی عبد القادر
کیساتھ ہوا جو ہنوز صاحب اولاد نہین ہین دوسری صاحبزادی کا عقد منشی علی اختر تحصیلدار ابن
مولوی شید اعلی کاکوری کے ساتھ ہوا جنسے دو لڑکے خورد سال اس وقت موجود ہین۔
تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین نبیرہ مولوی
غلام زکریا کے ساتھ ہوا۔ جو ۱۳۰۵ھ مین لاولد آگرہ مین بمرض دق وفات پا گئین۔
شمس العلما مولانا محمد نعیم بن مولانا عبد الحکیم بن مولانا عبد الرب بن بحر العلوم کتب
درسیہ از اول تا آخر اپنے والد ماجد سے تحصیل فرمائے۔ ریاضی مولوی کمال الدین موہانی تلمیذ
مولانا نعمت اللہ سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی اور یگانہ عالم زمانہ ہوئے آخر عمر تک
سلسلۂ تدریس و تالیف بند نہین ہوا خاصکر علوم فقہیہ مین کمال وسعت نظر حاصل فرمائی تھی
آپکے زمانہ مین آپ کا کوئی نظیر نہین باقی رہا تھا۔ زہد و اتقا و احتیاط مین درجۂ اعلے
حاصل تھا۔ باوجود وسعت نظر و کمال علم معمولی استفتون کا جواب بھی بغیر کتاب پر
نظر کیے ہوے نہین تحریر فرماتے تھے۔ باوجودیکہ نہایت عسرت سے بسر ہوتی تھی مگر کبھی دنیا کی
جانب رغبت نہین فرمائی اور نہ کبھی امرا و حکام سے خلا و ملا رکھا۔ گورنمنٹ کی جانب سے
بلا آپکے علم کے غیر ملکی کوشش سے شمس العلما کا خطاب ملا تھا مگر نہ کبھی اُس سے ذرا بھی
عزت و وجاہت کا فائدہ حاصل فرمایا اور نہ کبھی دربار مین تشریف لیگئے اور نہ کبھی سرکاری
حکام کی ملاقات کی تکلیف فرمائی۔ ہر جمعہ کو مولوی حیدر علی کی مسجد مین وعظ فرماتے تھے
نہایت آہستہ گفتگو فرماتے شکل نہایت نورانی اور پاکیزہ واقع ہوئی تھی۔ آپ کی صحبت
مین حاضرین کو دنیاوی اشغال سے غفلت اور یاد خدا کی جانب رغبت پیدا ہوتی تھی۔
باوجود ارباب دنیا سے قطع تعلق کے جو حاضر خدمت ہوتا اُس سے اخلاق کریمانہ سے پیش
آتے۔ مین کمسنی مین اکثر اپنے ننھیال قصبہ فتحپور کے شیوخ اور ارباب فرنگی محل کے نسب پوچھنے کیلیے
حاضر ہوتا جسکے آپ سے بہت بڑے واقفکار تھے۔ آپ شفقت بزرگانہ سے باوجود میری کمسنی کے

نہایت وضاحت سے امور مستفسرہ کے جواب عنایت فرماتے ہیں ستے بزرگون کو دیکھا ہے
انمیں مولانا کے پایہ کو باعتبار علم و عمل باعتبار صورت و سیرت اکثر سے بڑھا ہوا پایا۔ اگلے
بزرگون کے بعد مولانا کی ذات فرنگی محل کی اگلی روایتونکی حامل اور اگلے بزرگونکا
نمونہ تھی بیعت و اجازت ارشاد آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی تکملہ خیر العمل مین ہے کہ
حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو مکہ مکرمہ مین سلسلہ چشتیہ مین اجازت
حاصل ہوئی تھی۔ مولانا اسلم صاحب فرماتے ہین کہ حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی
آپ سے اجازت حاصل کی تھی جب مولانا حج و زیارت سے مشرف ہوے تو مدینہ منورہ کے
مشہور عالم سید امین رضوان نے مولانا سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ آپکے سلسلہ بیعت مین
ہزارون اشخاص داخل تھے خاصکر حیدر آباد کے بہت حضرات کو آپ سے بیعت تھی۔ تالیفات
آپکے معلوم ہوا ہے کہ بہت ہین مگر تکمیل نہین ہو سکے۔ ایک کتاب تنقید الکلام آپکی مولفہ
مطبوعہ ہے مگر افسوس کہ مین اس کتاب کی بھی زیارت سے محروم رہا۔ آپکی وفات مرض
ہیضہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو بوقت شب ہوئی اور دفن صبح کو قبل زوال حضرت
استاذ الہند کے مزار شریف کے پہلو مین واقع ہوا مزار مبارک زیارتگاہ خلائق تھا اور اب
بھی ہے۔ جب آپکی وفات ہوئی ہے میرا سن ۱۲ سال کا تھا اور اُس زمانہ مین فرنگی محل
مین بچونکو جنازہ مین شرکت کرنے سے بوڑھی عورتین مانع ہوتی تھین مگر مجھکو اور میرے
ساتھیون کو شرکت جنازہ کی تاکید کیگئی اور باوجود سخت تپش اور گرمی کے ہزارہا آدمیونکے
ساتھ ہم نے بھی شرکت جنازہ کی۔ آپ کا پہلا عقد گدھی ہبلول ضلع بارہ بنکی مین شیخ محمد تقی کی
صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی محمد اکرم صاحب اور ایک صاحبزادی زوجہ اولے
مولوی عبد الخالق صاحب چھوڑکر وفات فرما گئین دوسرا عقد آپ کا قصبہ احمد پور مین
شیخ فصیح الدین کی ہمشیرہ سے ہوا جنسے تین صاحبزادیان تولد ہوئین ان بیوی کا انتقال
شوہر نامدار کے بعد ہوا۔ تینون صاحبزادیون مین سے بڑی صاحبزادی کا عقد مولوے
زاہد الحق بن مولوی نظام الحق نبیرۂ مولوی نور الحق کے ساتھ ہوا دوسری کا عقد اپنے
چچازاد بھائی مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد الحلیم کے ساتھ ہوا ان سب کے اذکار اوپر گذر گئے

چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی شیخ مسیح الدین بیرسٹر بن شیخ فصیح الدین احمد پوبلی کے ساتھ ہوا جو ماشاء اللہ صاحب اولاد ہیں۔ یہ سب بہنیں خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے پانچ لڑکے شیخ نظام الدین شیخ قطب الدین شیخ محی الدین شمس الدین قمر الدین ہیں۔ شیخ قطب الدین و نظام الدین نے علم انگریزی تحصیل کی اور انگلستان جاکر امتحان بیرسٹری پاس کیا دونوں وکالت کرتے ہیں۔ دونوں کے عقد شیخ نعیم اللہ سید نپوری کی دختران سے ہوا۔ خدا کے فضل سے دونوں صاحب اولاد ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے دوسرے بچے تحصیل علم انگریزی میں مصروف ہیں۔ مولانا نعیم صاحب کے مولوی کمال الدین موہانی سے تلمذ کا مولانا محمد اسلم کو انکار ہے یہ میں نے رسالہ نعمت آثار الاول وغیرہ کی تتبع میں تحریر کیا ہے والعلم عند اللہ

حرف الواو

مولوی محمد ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ ابن ملا اسعد بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے حقیقی ماموں ملا کمال الدین فتحپوری تلمیذ استاذ الہند سے پڑھکر فراغت علمی حاصل فرمائی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ استاذ الہند سے بھی پڑھا تھا واللہ اعلم۔ علمائے گرامی اور فضلائے نامداروں سے تھے۔ سلسلۂ تدریس و تالیف آخر تک جاری رکھا۔ آپ کے حلقۂ تدریس سے بڑے بڑے علمائے روزگار فارغ التحصیل ہوکر مشہور زمانہ ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست میں آپ کے حسب ذیل تلامذہ کے نام ہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادوں کے علاوہ مولانا عبد النافع بن بحر العلوم مولوی فضل امام خیرآبادی (والد ماجد مولانا فضل حق خیرآبادی) قاضی سراج الدین موہانی مولوی احسان اللہ ثانی مولوی نظام الدین دیوتی مولوی شاہ نعیم اللہ بہرائچی قاضی رکن الدین فتحپوری انشاء اللہ خان مشہور شاعر مولوی عبد الواجد خیرآبادی مولوی لطیف اللہ بنگالی سید شاہ شاکر اللہ۔ ایک امر مجھکو آخری نام کے متعلق بیان کرنا ضرور ہے اگر یہ حضرت سید شاہ شاکر اللہ سندیلوی کا اسم گرامی ہے تو بظن غالب صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب نے کتب درسیہ ملا نظام الدین ہی سے ختم کر لیے تھے اور انھیں کی حیات میں ختم کتب فرماکر حضرت میر سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت استاذ الہند کے حکم سے بیعت کی تھی۔ الغرض مولانا محمد ولی کا شہرۂ علم و سلسلۂ درس دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف سے اپنے والد ماجد کی جگہ پر قاضی پرگنہ ملاوان کے مقرر ہوئے اور جبتک کہ

قفنارت کے احکام شرعیہ مین حکام وقت کے باب سے بجا مداخلت شروع نہین ہوئی آپ قاضی سے ہے
اسکے بعد استعفا داخل فرما کر وطن مین قیام اختیار فرمایا اور تالیف و تدریس مین مصروف ہوے
سـ...ـہ مین انتقال فرمایا۔ آپ کی تالیفات مین سے سلم کی شرح اور حواشی زاہدیہ علیٰ الجلالیہ
اور حواشی زاہدیہ علیٰ شرح المواقف پر آپکے حواشی مستقلہ ہین دیگر درسی کتب پر حواشی ہین مینے
شرح سلم سے استفادہ کیا ہے۔ عقد آپ کا آپکی ماموں زادہ بہن یعنی ملا کمال الدین کی دختر
سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی عزیز اللہ مولوی مفتی ظہور اللہ مولوی نور اللہ تولد ہوے
سب کے اذکار اوپر گزر گئے۔

مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید

راس المحققین سراج المدققین جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول اللاحق بالمہرۃ السابقین
السابق علی العلماء المتاخرین قدوۃ الاکابر والاصاغر مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ علمائے
فرنگی محل مین جن چند بزرگون پر اللہ تعالے نے باعتبار وجاہت دنیاوی اور خدمت علم کے غیر معمولی
فضل و عنایات فرمائے تھے انہین سے مولانا ولی اللہ بھی تھے استاذ الہند اور بحر العلوم اور
ملا مبین کے بعد یہ چوتھا شہسوار میدان علم و تالیفات کا ہے جو کثرت تالیفات مین اگلون سے
بھی بازی لیگیا تھا۔ فرنگی محل مین آپ پہلے عالم ہین جنہنے تفسیر قرآن مجید تحریر فرمائی آپکے
قبل یا ... آپکے بعد کسی نے خدمت قرآن اسقدر نہین کی جیسے آپنے کی البتہ آخر زمانہ مین حضرت
استاذ ... رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکھنا شروع فرمائی تھی چند ہی پارون کی تفسیر ہوئی تھی کہ حضرت
... صاحب ... وفات ہوگئی۔ غرضکہ یہی دو عالم فرنگی محل مین ایسے گزرے ہین جنھون نے قرآن شریف کی
... آپ سے کسی آیت یا چھوٹی سورۃ کی تفسیر کی یہانپر بحث نہین ہے۔ مولانا ولی اللہ کی یہ
... بڑی تقطیع کی سات موٹی موٹی جلد ونمین بزبان فارسی ہے مولانا ولی اللہ کی ولادت
... ـہ مین ہوئی تحصیل علم ابتدائی اپنے ماموں مولانا عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب اور
... خالو مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اسکے بعد متوسطات اور مطولات اپنے چچا مولانا مبین
... ملا محب اللہ سے پڑھے فارغ التحصیل ہو کر کتب متقدمین اور کلام متاخرین کا مطالعہ شروع کیا
... کہین خزانہ کتب پایا انہین سے کتابین لیکر مطالعہ فرمایا غرضکہ کتب متقدمین و متاخرین پر

حاوی ہوگئے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے من اکابر العلماء الواقفین علی تحقیقات المتقدمین والمتاخرین نال من البراعۃ والمہارۃ بالحظ الوفر والف تالیفاً کثیرۃ تدل علی صعودہ علی معارج العلوم العقلیۃ والنقلیۃ۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب قبلہ پھلواری ارشاد فرماتے تھے کہ استاذ معظم یعنے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ علمائے فرنگی محل میں سب سے زاہد مولانا ولی اللہ کے کتب کا مطالعہ فرماتے اور سب سے زائد انکی تعریف میں کلمات ارشاد فرماتے (انتہیٰ کلامہ) مدت العمر خدمت علم تالیف و تدریس میں بسر فرمائی حلقۂ درس نہایت وسیع ہوتا اسکے ساتھ اللہ تعالے نے ثروت و وجاہت ظاہری بھی عنایت فرمائی تھی ہمیشہ سرکار اودھ میں اعزازی عہدہ پر مقرر رہے وزرا اور امرا احترام و تعظیم سے پیش آتے۔ عمر بھی خداوند تعالے نے بڑی عنایت فرمائی تھی بالآخر ۱۲ صفر ۱۲۸۲ھ شب شنبہ کو بعمر ۸۸ سال وفات پائی بیعت آپ کو مولانا انوارالحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی جیسا کہ اغصان سے ظاہر ہوتا ہے اور مجھ سے خود آپ کے فرزند مولانا انعام اللہ نے بھی یہی بیان کیا تھا۔ پیر و مرشد سے آپ کو غیر معمولی حسن عقیدت اور شفقت محبت تھا اغصان اربعہ کی تالیف محض حضرت کے حالات و ملفوظات لکھنے کی غرض سے کی تھی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر و مرشد کی بھی کسقدر عنایت مولانا کے حال پر مبذول تھی مولانا کی تالیفات حسب ذیل ہیں۔ حاشیہ بر میر زاہد رسالہ جسکی تالیف سے سنہ ۱۲۱۱ھ میں فراغت ہوئی حاشیہ بر میر زاہد ملا جلال (؟) قاضی (؟) شرح ہدایۃ الحکمۃ للصدر الشیرازی۔ حاشیہ بر حاشیہ کمال علی شرح العقائد الجلالی وحمد اللہ بحر (؟) نے ملا مبین کے ارشاد کے مطابق تحریر فرمایا تھا اور یہ ۱۲۱۵ھ میں ختم ہوا۔ رسالہ جو میر یف اللہ (؟) بحث علم میں۔ شروع تالیف اس رسالہ کی پنجشنبہ ۱۹ شوال ۱۲۰۵ھ میں اشارہ الٰہی (؟) سید ہوئی اسکے بعد اسکی شرح بھی خود تحریر فرمائی جو شوال ۱۲۰۶ھ کو ختم ہوئی۔ ایک رسالہ (؟) تشکیک میں ایک رسالہ بحث کلامی ہذا کا ذب شرح سلم العلوم۔ نفائس الملکوت شرح مسلم (؟) جو دو بڑی موٹی جلدوں میں بادیک قلم سے ہے۔ رسالہ عمدۃ الوسائل یہ رسالہ فارسی میں حضرت قطب الاقطاب اور حضرت قطب شہید اور حضرت قطب الاقطاب کے خلفا اور استاذ الہند کے بعض تلامذہ کے حالات میں صاحبزادہ والا تبار حضرت سید شاہ غلام علی بانسوی نبیرۂ حضرت

قطب الاقطاب کے ارشاد سے لکھا گیا۔ حاشیہ[9] بر میر زاہد شرح مواقف۔ رسالہ[10] مباحث سلطنت و ریاست موسوم بہ آداب السلاطین۔ مرآۃ[11] المومنین و تنبیہ الغافلین فی مناقب آل سید المرسلین۔ شرح[12] غایۃ العلوم۔ شرح[13] معارج العلوم۔ کشف[14] الابرار فی خصائص سید الابرار۔ حاشیہ[15] ہدایہ چار ضخیم جلد دونین عبادات و معاملات پر (غالباً چار رون جلد دون پر) تذکرۃ[16] المیزان۔ تکملہ[17] شرح سلم مولانا احمد عبد الحق۔ تکملہ[18] شرح سلم ملا حسن۔ تفسیر[19] معارف الجواہر سات جلد دنین جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اغصان[20] اربعہ جسمین مولانا انوار الحق کے کرامات ذکر ہین اور قطب شہید کی تمام اولاد کا مجملاً ذکر ہے اسی تذکرہ پر بعد کے تمام تذکرہ نویسان فرنگی محل کا اعتماد ہے۔ مین نے انمین سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ صدرا اور عمدۃ الوسائل اور اغصان اربعہ دیکھی ہین شرح مسلم الثبوت کے متعلق مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسکے آخر مین مولانا ولی اللہ نے اپنے ان دونون لڑکون کے متعلق دعا کی ہے جو بیرونی بیوی سے تھے مین نے شرح مسلم الثبوت خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے جسکا ختم ۲۶ شعبان ۱۲۲۹ھ یوم چہارشنبہ مین ہوا ہے اسکے آخر مین اولاد عطا ہونیکی دعا ہے نہ کہ کسی اولاد موجودہ کیلیے دعا عجیب امر یہ ہے کہ یہ مسودہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور خود مولانا کے قلم سے اسپر تحریر ہے کہ مین نے اسکو اول سے لیکر آخر تک ۱۲۸۶ھ مین مطالعہ کیا ہے واللہ اعلم مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے ان تصانیف کے علاوہ بہت سے دیگر تالیفات صاف شدہ اور مسودات نہایت نفیس معقولات و منقولات مین تھے مگر اُنکے چھوٹے صاحبزادہ نے اپنی غفلت سے اُنکو ضائع فرمادیا۔ مولانا نے تین عقد برادری مین کیے۔ پہلا عقد آپ کا فتحپور ضلع بارہ بنکی مین حکیم عبد الغنی حفید ملا کمال الدین کی دختر سے ہوا جو لاولد وفات پاگئین دوسرا عقد شیخ منہاج الدین سہالوی از بنی اعمام قطب شہید کی صاحبزادی سے ہوا ایک صاحبزادی زوجۂ مولوی اکرام اللہ بن ملا سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ اور ایک صاحبزادے مولوی انعام اللہ صاحب چھوڑکر وفات پاگئین۔ تیسرا عقد آپ کا امیٹھی مین شیخ عبد اللہ امیٹھوی نبیرۂ ملا جیون مولف نور الانوار کی دختر سے ہوا یہ بیوی مولانا امیر علی شہید کی سالی تھین۔ جنسے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے مولوی افضال اللہ اور مولوی صفی اللہ تولد ہوے۔

یہ بیوی مولانا ولی اللہ کے بعد بھی حیات رہین - مولانا ولی اللہ کی ان دوسری صاحبزادی کا عقد
مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جو محرم ۱۲۹۴ھ مین دو
صاحبزادیان چھوڑکر وفات پاگئین سب کے اوکار اوپر گزر گئے - مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے
تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے انکے علاوہ دو صاحبزادے ایک بیرونی بیوی سے تھے
اغصان اربعہ مین انکا ذکر نہین ہے واللہ اعلم -

مولوی وحید اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب - آپ حضرت
حاجی شاہ وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ومخلصین سے ہین ہمیشہ سے شان فقیرانہ رکھتے ہین
آخر عمر مین آپنے مولوی عبد الجلیل پروفیسر بنارس کالج کی سالی سے عقد کیا جو ایک صاحبزادہ
مولوی حیات اللہ کو چھوڑکر بمرض دق وفات پاگئین دوسرا عقد آپنے بیرونی بیوی سے
ضلع گونڈہ مین کیا جنسے تین صاحبزادے خرد سال موجود ہین جنکے نام سعید اللہ، اسلام اللہ، بقاء اللہ ہین
خدا مولوی وحید اللہ صاحب کو زندہ وسلامت رکھے اب فرنگی محل مین آپ ہی سب سے
بزرگ ہمارے سرو نیر باقی ہین[عہ] -

مولوی حکیم وہاج الحق بن ملا لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرۂ مولانا انوار الحق -
جناب حکیم صاحب نے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ منقولات اپنے والد ماجد سے اور معقولات وادب
مولانا عین القضاۃ سے پڑھکر فراغت حاصل فرمائی اسکے بعد علم طب کی تحصیل کیجانب توجہ
فرمائی اور حکیم محمد حسن دہلوی اور جناب حکیم عبد العزیز صاحب دریابادی سے اولاً کتب
طبیہ پڑھے اسکے بعد جھوائی ٹولہ کے نامور اطبا جناب حکیم عبد العزیز اور جناب حکیم عبد الحمید
صاحب سے تکمیل طب فرمائی اسکے بعد مطب شروع فرمایا اور ایک مدرسہ بنام طبیہ وہاجیہ
اصول جدید پر قائم فرمایا جو کئی سال سے کالج کے درجہ پر ترقی دیدیا گیا ہے اس مدرسے کے
متعلق دار الاقامہ اور ایک مفید شفاخانہ کا بھی حکیم صاحب نے افتتاح فرمایا ہے جس سے غربا
کو مفت دوائین تقسیم ہوتی ہین اعمال بالید یعنے سرجری کے کام کیلیے بھی ایک ڈاکٹر موجود
رہتا ہے آپکے صاحبزادے مولوی حکیم معراج الحق صاحب بھی اُسمین کام کرتے ہین
کامیابی کے ساتھ یہ کالج اور اُسکے متعلق شفاخانہ ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ کالج مین طب کے

عہ مولوی وحید اللہ صاحب کا ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ کو انتقال ہوگیا۔ مرتب

کتب فارسی و عربی مین پڑھائے جاتے ہین اور اسناد حسب قواعد دیے جاتے ہین حکیم صاحب اور اُنکے صاحبزادے کے علاوہ دیگر مدرسین بھی اس مدرسہ مین کام کرتے ہین اسکے متعلق ایک کمیٹی بھی قائم کیگئی ہے۔ حکیم صاحب نے سنہ ۱۹ء مین اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج بھی کیا تھا۔ آپ کو بیعت و اجازت ارشاد اپنے والد ماجد سے ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ھ کو حاصل ہوئی۔ آپ نہایت قابل طبیب ہین حکیم امجد علی صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ دہلی نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جسقدر قواعد طب کے مطابق نسخے مین نے حکیم وہاج الحق کے پائے کسی دوسرے لکھنؤ کے طبیب کے نہین پائے۔ آپ اپنی راے مرض و دوا کے متعلق ظاہر کرنے مین بالطبع نہایت آزاد ہین اور اسمین کسی کی پروا نہین کرتے۔ حکیم صاحب کا عقد اول انگرام ضلع لکھنؤ مین ہوا تھا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی ان بیوی کا لاولد انتقال بمرض سل و دق ہو گیا۔ دوسرا عقد حکیم صاحب کا چترہ مین شیخ غلام نبی مسولوی کی دختر سے ہوا جنسے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیان باقی رہین دونون صاحبزادون مولوی سراج الحق اور مولوی حکیم معراج الحق کا تذکرہ اوپر گزر چکا۔ صاحبزادیون مین سے بڑی لڑکی کا عقد شیخ تاج الدین بن شیخ وہاج الدین بیرسٹر احمد پوری کے ساتھ ۲۷ رجب سنہ ۱۳۴۱ھ کو ہوا جنسے تین صاحبزادیان خردسال اسوقت موجود ہین۔ بقیہ دونون صاحبزادیان توام پیدا ہوئی تھین ہنوز ناکتخدا ہین۔ (ان دونون صاحبزادیونکی شعبان سنہ ۱۳۴۸ھ مین شیخ مکرم علی اور شیخ مشرف علی پسران شیخ اکرم علی

مولوی وجیہ الحق بن مولوی فضل حق نبیرۂ مولوی برہان الحق مذکور الصدر۔ آپنے ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کرکے فکر ملازمت کی اب بعہدۂ قانون گوئی ضلع فتحپور ہسوہ مین مقیم ہین۔ آپ کا عقد راجہ میان کی صاحبزادی سے ہوا سال گذشتہ رمضان سنہ ۱۳۴۶ھ مین یہ بیوی دو خردسال صاحبزادے چھوڑکر وفات پاگئین۔ ایک لڑکا چند دن کے بعد فوت ہو گیا موجود لڑکے کا نام وسیم الحق ہے خدا زندہ رکھے۔

مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق مذکور۔ آپنے بھی ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ مین پڑھکر انگریزی شروع کی اور بی اے تک پڑھکر ملازمت کی فکر کی ٹریننگ پاس کرکے بعہدۂ مدرسی ملازم سرکاری ہو گئے۔ اسکے بعد سرکار نظام کی سلک ملازمت مین داخل ہو گئے اور بسلسلۂ ملازمت سررشتہ تعلیم عثمان آباد مملکت نظام مین مقیم ہین۔

حرف الھاء

مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نبیرۂ ملا رضا
میرے بڑے بھائی مرحوم تھے جو مجھ سے عمر مین تخمیناً ۲۰ سال بڑے تھے اُن کا پہلا لڑکا جو خرد سالی مین مرگیا مجھ سے ۲۰ دن چھوٹا تھا۔ ولادت آپ کی ۳ رمضان ۱۲۸۱ھ کو ہوئی۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب ابتدائیہ رسمیہ پڑھکر انگریزی شروع کی انگریزی پڑھنے کے بعد عربی پڑھنا شروع کی اور مولوی عبد الباقی بن مولوی علی محمد اور مولوی انعام اللہ مرحوم بن مولوی انعام اللہ صاحب سے کتب منقول مثل شرح وقایہ ہدایہ موطا شریف کے پڑھے کتب معقولہ تھوڑے پڑھے تھے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے وہان وکالت کا امتحان پاس کیا اور حیدرآباد ہی مین وکالت کرتے رہے چونکہ جائداد کا کوئی منتظم نہ تھا اسلیے تمام انتظام خراب ہو رہا تھا والد ماجد کے اصرار پر وطن واپس آکر انتظام جائداد کرتے رہے امور دنیاوی کا نہایت بہتر سلیقہ تھا نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھے محلہ کی تقاریب و تعمیرات وعرس کا انتظام آپ ہی نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے مدرسہ نظامیہ مین ایک زمانہ تک طلبہ کو درس دیتے رہے جب سے مدرسہ مین دارالاقامہ قائم ہوا اسوقت سے وفات کے وقت تک آپ مہتمم دارالاقامہ رہے لڑکون پر شفقت پدرانہ فرماتے تھے اپنے والد کی جائداد کا ایسا بہتر انتظام کیا کہ اُسوقت سے جبکہ جائداد قبضہ مین آئی وقت وفات تک جائداد کی آمدنی دوگنی ہوگئی باوجود امور دنیاوی مین انہماک کے ہمیشہ صلاح وتقوے سے بسر فرمائی ہر قسم کی اچھی اور بری صحبتون مین شرکت دوستانہ فرمائی مگر اپنا دامن محرمات شرعیہ سے ملوث نہونے دیا حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور جمیع سلاسل مین اجازت ارشاد پائی تھی۔ پیر و مرشد سے بیحد اعتقاد اور شغف محبت تھا۔ اکثر اوقات حضرت کے احوال وقصص بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے معلومات عامہ بھی بہت زیادہ تھے۔ مجھکو چونکہ بچپنے سے اپنے بڑے بھائیصاحب مرحوم ہی کے پاس رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا تھا اسلیے اُنکی فیض صحبت سے بہت زائد واقعات اور قصص وحکایات مجھکو معلوم ہوے۔ میرے والد ماجد بسلسلۂ ملازمت ہمیشہ باہر رہے اسلیے ہم سب کی تربیت و تعلیم بھائیصاحب کے متعلق تھی اور سچ یہ ہے کہ جو کچھ بھی مجھکو آیا اُسمین بڑا دخل بھائیصاحب کی تربیت کا بھی تھا۔ حضرت استاذ

عـــلہ ۱۷ جمادی الاول ۱۲ عنایت

رحمۃ اللہ علیہ کو بھی میرا خیال ہے کہ اپنے تمام عزیزوں سے زائد بھائیصاحب مرحوم کا خیال اور اُنسے محبت تھی. مین نے اپنی عمر مین حضرت استاذ کو کسی دوسرے عزیز کے انتقال پر اتنا متاثر ہوتے کم دیکھا ہے جیسا کہ بھائیصاحب مرحوم کے انتقال پر متاثر ہوے تھے. بھائیصاحب مرحوم اکثر دردگردہ مین مبتلا رہتے تھے جس سے اُنکی صحت بہت خراب ہو گئی تھی دفعۃً جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۱ھ مین اُنکی شق پر فالج کا حملہ ہوا اُس سے رفتہ رفتہ بالکل صحت ہو گئی صرف خفیف ضعف کے سوا اور کوئی اثر بھی فالج کا نہین رہا تھا کہ اس اثنا مین ۹ ذیقعدہ سنہ ۳۱ھ کو انکی منتظم اور نہایت سمجھدار اور عاقلہ بیوی کا بمرض استسقا انتقال ہو گیا جسنے بھائیصاحب کے دماغ اور اعضا پر نہایت خطرناک اثر ڈالا اور اسکے بعد سے اضمحلال بڑھنا شروع ہو گیا یہانتک کہ اواخر ذی الحجہ سنہ ۳۱ھ کو دوبارہ فالج کا بائین جانب حملہ ہوا جس سے جانبری نہو سکی اور ۶ محرم سنہ ۱۳۳۲ھ یوم دوشنبہ کو تقریبا ۱۱ بجے انتقال کیا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان مین نعش لاکر اُسی جگہ اور انھین تختو پر غسل دیا جہان ۔۔۔ انکے پیر و مرشد کو غسل دیا گیا تھا۔ اور بعد مغرب مولانا محمد احمد اور مولانا نور الحق صاحبزادگان مولانا انوار الحق کے مزاروں کے درمیان دفن کیے گئے۔ آپ کا عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کی صاحبزادی سے سنہ ۱۳۰۳ھ مین ہوا جنسے اولاد کثرت سے ہوئی مگر زندہ نہ رہی بھائیصاحب کے انتقال کے وقت صرف تین صاحبزادے مولوی سعادت اللہ اور مولوی محمد حافظ صبغت اللہ اور مولوی حکیم محمد سمیع ارادت اللہ اور دو لڑکیان موجود تھین لڑکوں کے حالات اوپر ذکر ہو گئے۔ بڑی لڑکی کا نکاح اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد شفیع حجت اللہ کے ساتھ ہوا جنسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر یہ لڑکی سنہ ۱۳۴۲ھ مین لاولد بمرض ذات الجنب انتقال کر گئی دوسری لڑکی کا عقد مولوی حامد حسن بن مولوی نور الحسن بن ملا احمد رسول مولوی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کاکوروی کے ساتھ ۳ رجب سنہ ۱۳۳۰ھ کو ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر بمرض دق ۳۰ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۴۲ھ مین انتقال کر گئین یہ خرد سال لڑکی بھی اسی سال رمضان سنہ ۱۳۴۲ھ مین بمرض چیچک انتقال کر گئی۔ اب لڑکیون سے کوئی اولاد نہین باقی ہے۔

حرف الیاء

مولوی محمد یوسف بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ - آپ ملا حسن کی رامپوری بیوی سے صاحبزادے تھے - تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی اور بعد ختم کتب درسیہ رامپور ہی مین مقیم رہے اور وہان وفات پائی - زیادہ حالات بوجہ ترک تعلقات معلوم نہو سکے -

مولوی محمد یوسف بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان نبیرۂ ملا حسن - کتب درسیہ آپنے اپنے والد ماجد سے پڑھے اور کسب معیشت کی غرض سے حیدر آباد ہی مین سکونت فرمائی زیادہ حالات مجھکو نہین معلوم ہو سکے -

مولوی محمد یوسف بن مولوی محمد اسحاق بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق - کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھکر علم طب بھی حاصل فرمایا اسکے بعد کسب معیشت کیجانب توجہ کی اور امرائے لکھنؤ کی صحبت مین پھنس گئے وکان علمہ اکبر من عقلہ اور عقائد مذہبی مین خلل واقع ہو گیا - لکھنؤ کے کسی امیر کے ساتھ مرشد آباد چلے گئے وہان ہیضہ مین مبتلا ہو کر انتقال کیا - آپ کا عقد آپ کی چچازاد بہن دختر مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیان خورد سال چھوڑ کر اپنے شوہر کے روبرو انتقال کر گئی تھین - ان بچون کی پرورش انکی دادی نے کی جب خبر انتقال مولوی محمد یوسف کی والدین کو معلوم ہوئی سخت صدمہ ہوا والدہ ماجدہ نے اسی غم مین قصد ہجرت کیا اور اپنے شوہر کے بھتیجے ملک العلما مولانا حیدر کے ہمراہ حج کو روانہ ہوئین اور جیسا کہ ملا حیدر کے ذکر مین گزرا واپسی مین جہاز غرق ہو گیا مولانا اسحاق کی بیوی بھی غرق ہو گئین - مولوی یوسف کے صاحبزادہ مولوی محمد عیسےٰ کا ذکر اوپر گزر چکا اُنکی دونون صاحبزادیون سے ایک کا عقد مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد مولانا معین بن ملا مبین کے ساتھ ہوا جنکے اذکار اوپر گزر گئے -

مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد عیسےٰ بن مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ - آپنے کتب درسیہ مولوی خادم احمد اور دیگر علما سے پڑھے اسکے بعد فکر معیشت کی جانب توجہ فرمائی اخبار کارنامہ اور مطبع جاری فرمایا جو ایک مدت تک نہایت خوبی سے چلتا رہا آپکو پیرانہ سالی مین سابق انتظام اُسکا باقی نہین رہا اور آخر کار بند ہو گیا - آپنے حکام کی نظر دیکھ

بھی اعزاز پیدا کیا تھا آپ نے آخر زمانہ مین بوجہ مطبع اور اخبار کے بند ہو جانے اور آمدنی نہ رہنے کے نہایت عسرت مین بسر فرمائی غیور بہت زاہد تھے اسلیے دست سوال امرا کے سامنے دراز نہین فرمایا آخر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ مین طویل علالت کے بعد انتقال فرمایا آپ کا عقد مولانا نعیم اللہ بن مولانا حبیب اللہ کی دختر سے ہوا تھا جو ولد شوہر کی حیات مین ۱۳۱۵ھ مین وفات پا گئین ان سے فرنگی محل سے ایک دختر تھین جو مولوی حکیم امتیاز الحق صاحب بن مولانا المعان الحق نبیرہ مولانا نور الحق صاحب سے منسوب ہوئین یہ بھی ایک خرد سال لڑکی محمد سعید الحق کو چھوڑ کر ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ مین بمرض ہیضہ انتقال فرما گئین۔ اب مولوی اسحاق صاحب کی اولاد نسبی مین کوئی باقی نہین ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایک زمانہ تک مدرسہ اشاعۃ العلوم کے بھی مہتمم اعلے و منتظم رہے تھے یہ مدرسہ مولانا عبدالحی اور مولانا عبدالوہاب رحمہما اللہ نے ابتدائی تعلیم کے لیے قائم کیا تھا جسکے ناظم مولانا عبدالوہاب صاحب تھے مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال تک یہ مدرسہ نہایت آب و تاب سے چلتا رہا اسکے بعد مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ اپنی مصروفیتون کے اس سے علحدگی اختیار کی اور یہ مدرسہ کمزور ہو گیا اسپر بھی ۱۳۱۲ھ تک مولوی یعقوب صاحب کے اہتمام مین کسی نہ کسی طرح چلتا رہا آخر کار بند ہو گیا۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عالیہ نظامیہ کو انھین بنیادون پر نئے سرے سے اعلےٰ پیمانہ پر قائم فرمایا اور خدا کے فضل و کرم سے ابتک قائم ہے۔

مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ تحصیل علوم حضرت استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور ملا حسن سے کر کے فارغ التحصیل ہوے۔ زبردست عالم اور مفتی تھے خاصکر علوم دینیہ مین ایسی مہارت حاصل تھی کہ اپنے زمانہ مین ان علوم کے ممتاز افراد مین سے تھے استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی مین آپ کی تدریس کی شہرت ہو گئی تھی آپ کی دیانت اور تقوے پر عوام اور خواص سب کو بھروسہ تھا یہانتک کہ سرکار اودھ کی جانب سے آپ کو عہدۂ افتا سپرد ہوا جسکو آخر عمر تک آپ نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے حکام کو آپ کے فتاوون پر بہت زائد اعتبار و اعتماد تھا۔ آخر عمر مین آنکھون سے معذور ہو گئے تھے یاد الٰہی مین بسر فرماتے تھے اور گھر پر فتووں پر دستخط فرماتے اپنے صاحبزادہ مفتی احمد ابوالرحیم

کو طریقہ فتوے لکھنے کے سکھاتے صاحبزادون کی تعلیم وتربیت کے بذات خاص نگرانی فرماتے ۔
نصف قرآن شریف بھی حفظ فرمالیا تھا آخر ۶۰ سال کی عمر مین بعہد شاہ عالم وفات پائی۔ عقد
آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولانا احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سے ہوا تھا جنسے چار صاحبزادے
مولوی عبد القدوس اور مولوی مفتی احمد ابو الرحم اور مولوی ابو الکرم اور مولوی ابو الفضل اور
تین صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ صاحبزادون کے اذکار اوپر گذر چکے۔ صاحبزادیون سے ایک کا عقد
مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی کے ساتھ دوسری کا عقد اپنے ماموں زاد بھائی ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ
کیساتھ ہوا ان دونون کے تذکرے اوپر گذرے تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض الدین
لکھنوی کے ساتھ ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی قدرت علی اور مولوی نذیر علی پیدا ہوئے ان
ان دونون صاحبون کے حالات بطور ضمیمہ آخر کتاب مین ذکر کرونگا۔ اولاد قطب شہید مین
انکی اولاد کا تذکرہ بے وجہ تھا۔ مفتی صاحب کے تلامذہ مین سے منشی غلام مرتضے کاکوروی بھی تھے

مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نبیرہ مفتی محمد یعقوب مذکورۂ بالا۔ ولادت آپ کی آپکے
دادا کی حیات مین ۱۲۲۳ھ مین ہوئی۔ اکثر کتب درسیہ آپنے اپنے والد ماجد سے پڑھے رسالہ قوشجیہ
مولانا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور کچھ کتابین مولانا مفتی ظہور اللہ سے پڑھکر فارغ التحصیل
ہوئے۔ سیرت و صورت دونون مین یوسف ثانی تھے نہایت خوبصورت کسرتی بدن تھا ورزش
آخر عمر تک ترک نہین فرمائی ایک مدت تک وطن مین تدریس و تالیف مین مصروف رہے
آپکے والد ماجد کے انتقال کے بعد عہدۂ افتا آپکے سپرد ہوا تھا جسکو غدر ۱۲۷۳ھ تک آپ
انجام دیتے رہے ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین آپ کا گھر بار لوٹ لیا گیا تھا اسمین
آپکے مال و اسباب کے ساتھ کتب خانہ بھی بہت کچھ ضائع ہوگیا اس کے بعد نہایت عسرت سے
بسر ہوتی تھی سفر حج کا ارادہ فرمایا مگر زاد راہ ممکن نہوا ۱۲۷۷ھ مین جب آپکے شاگرد مولانا
عبد الحلیم بن مولانا امین اللہ جونپور سے حیدرآباد چلے گئے تو آپ کو اپنی جگہ پر جونپور مین
مقرر کر گئے ۱۲۸۳ھ مین جب مولانا عبد الحلیم صاحب اپنے صاحبزادہ مولانا عبد الحی کا نکاح
کرنے آئے تھے جو آپ کی پوتی سے ہونیوالا تھا تو آپ بھی جونپور سے اپنی پوتی کے عقد مین
شرکت کیلیے تشریف لائے تھے اس اثنا مین آپ سخت علیل ہوگئے یہانتک کہ سب کو آپکی

حیات سے مایوسی ہوگئی اس اثنا میں آپنے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ آپ کی موت سفر میں ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا عقد سے فراغت کے بعد جب مولانا عبد الحلیم صاحب ۱۲۸۴ھ میں حیدرآباد واپس جانے لگے تو باصرار آپ کو حیدرآباد چلنے پر راضی کیا مگر مولوی حید حسین صاحب وکیل بن حاجی امام بخش جونپوری (والد نواب عبد المجید وجد نواب محمد یوسف وزیر امور عامہ) نے کسیطرح آپ کو اپنے مدرسے سے جانے نہ دیا مجبوراً آپنے جونپور میں تھوڑے دنوں قیام فرمایا اور شعبان ۱۲۸۵ھ میں وطن آکر بمبئی بارادۂ حج روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ پہونچکر کچھ قیام فرمایا اواخر شوال میں بارادۂ زیارت روضہ اطہر مدینہ منورہ علے صاحبہا الف الف تحیۃ وصلوٰۃ وتسلیم روانہ ہوئے راستہ سے بخار اور اسہال میں مبتلا ہوئے مدینہ منورہ پہونچکر وار ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ کو انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے فطوبی لہ من حسن خاتمۃ وفضل مضجع ومدفن۔ آپ نہایت عابد وزاہد شب زندہ دار تھے۔ جونپور میں حافظ قدرت اللہ سے میں نے سُنا کہ آپ کا معمول تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور عبادت اور ذکر بالجہر فرماتے صبح ہونے پر نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن شریف فرماتے اسکے بعد ورزش فرماتے ورزش کے بعد غذا نوش فرماتے اور شب وروز میں صرف اسی وقت غذا نوش فرماتے اسکے بعد سے درس شروع ہوتا ۱۱ بجے تک درس ہوتا اسکے بعد تھوڑی دیر تالیف و تصنیف میں صرف فرماکر آرام فرماتے اُٹھکر نماز ظہر سے فراغت کے بعد پھر تدریس فرماتے مغرب کے بعد پھر تالیف و تصنیف میں مصروف رہتے عشا کی نماز کے بعد آرام فرماتے تھے اب میں مولانا کی دیانت کے متعلق ایک قصہ جو مجھ سے میرے والد نے بیان فرمایا تحریر کرتا ہوں والد ماجد فرماتے تھے کہ غدر کے پانچ چھ سال کے بعد جبکہ میری عمر تقریباً ۱۲ سال کی ہوگی ایک انگریز فرنگی محل میں مفتی محمد یوسف صاحب کو دریافت کرتا آیا مجھ سے بھی مولانا کو پوچھا میں نے پتہ بتادیا مجھ سے کہا کہ چلکر وہاں تک پہونچادو میں مولانا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک انگریز آپ کو دریافت کررہا ہے آپنے فرمایا بلا لاؤ وہ حاضر خدمت ہوا اُسوقت مولانا ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھے ہوئے کچھ تحریر فرمارہے تھے انگریز کو ایک شکستہ مونڈھے پر بٹھایا اُس نے کچھ شرعی مسائل نکاح وطلاق کے متعلق آپ سے دریافت کیے آپنے اُسکے جوابات مفصل ارشاد فرمائے اسکے

بعد اُسنے دریافت کیا کہ جناب کی بسر اوقات کیسے ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ اب ظاہر اسباب
مین سے کچھ باقی نہین رہا ہے عسرت مین بسر ہوتی ہے اُسنے عرض کیا کہ مین سرکاری ملازمت
آپ کو دلا دونگا آپنے فرمایا کہ مین مدتون شرع کے احکام جاری کر چکا ہون اب مجھکو اپنے
خدا سے شرم آتی ہے کہ خلاف شرع احکام دون اور انگریزون کی ملازمت مین یہ ضروری
ہوگا اُسنے کہا کہ نہین مین ایسی صورت کر دونگا کہ آپکے متعلق احکام دنیا ہو اور کوئی خلاف
شرع امر آپکے متعلق نہ کیا جائے آپنے منظور فرمایا وہ انگریز چلا گیا اور دوسرے دن پھر آیا
اور اپنے ساتھ ایک مسلمان منشی کو لیتا آیا اور آپسے عرض کیا کہ مین نے آپکے لیے رجسٹراری
کا عہدہ تجویز کیا ہے جسکی آمدنی اسوقت چھ سات سو روپیہ ماہوار سے زائد تھی آپنے دریافت
کیا کہ رجسٹراری کیا شے ہے اُسنے آپ کو سمجھایا اُسکے بعد کہا کہ آپ کو کچھ زحمت نہ کرنا پڑیگی
ایک کمرہ دیدیجیے اُسمین یہ منشی بیٹھکر سب کام انجام دے لینگے آپ کو چار بجے صرف
رجسٹرون اور دستاویزون پر دستخط کر دینا ہونگے رجسٹری کا دفتر آپکے یہان رہیگا آپنے
منشی کو نیچے کے کمرہ مین بیٹھنے کی ہدایت کر دی دوسرے دن سے کام شروع ہوگیا یہ انگریز
اُس زمانہ مین فنانشل اور جوڈیشل کمشنر اودھ کا تھا۔ دوسرے دن جب منشی کام ختم کر چکا اور
تمام دستاویزون کو درج رجسٹر اور مکمل کر کے مفتی صاحب کے پاس دستخط کو لیگیا آپنے دستاویز دیکھ
پڑھنے کا ارادہ کیا منشی نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہین مین نے دیکھ لیا ہے سب
صحیح اور مکمل ہین صرف دستخط فرما دیجیے آپنے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے میرے دستخط تو بمنزلہ
میری شہادت کے ہونگے جبتک پڑھ نہ لون شہادت کیسے دون منشی نے عرض کیا کہ آپ کو
اختیار ہے مگر اسکی ضرورت نہین ہے۔ آپنے رجسٹر کھولکر دستاویزین ملاحظہ فرمانا شروع کین
اتفاقًا پہلی دستاویز سودی قرضہ کے متعلق تھی دیکھتے ہی غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہوگیا
اور رجسٹر اُٹھا کر دور پھینکدیا اور منشی سے کہا کہ ابھی نکل جاؤ اور فورًا اُسکو نکالدیا وہ متحیر
ہوکر انگریز کے پاس گیا اور اُس سے واقعہ بیان کیا اوسکو یقین نہین آیا اُسنے منشی سے کہا
کہ ضرور تم نے کوئی نالائقی کی ہوگی اُسنے جب اصرار سے انکار کیا تو وہ انگریز منشی کو لیے
ہوے دوسرے دن مفتی صاحب کیخدمت مین آیا آپنے صورت دیکھتے ہی اُسکو بھی ڈانٹا

شروع کیا اور فرمایا کہ کافر سے اسکے سوا اور کیا امید ہو سکتی تھی میری ہی غلطی تھی جو کافر کے کہنے مین آگیا اور زار و قطار رونا شروع کیا وہ انگریز بالکل ساکت بیٹھا رہا تھوڑی دیر کے بعد اُس نے عرض کیا کہ آخر ارشاد ہو کہ کیا غلطی منشی سے ہوئی آپنے فرمایا کہ سودی دستاویز پر میرے دستخط کرا رہا تھا جو گویا میری شہادت ہے حدیث شریف مین سود کے متعلق لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت آئی ہے ابھی تھوڑے زمانہ تک تو میرے دستخط خدا اور رسول کے احکام پر ہوتے تھے اب میرے دستخط سودی دستاویز پر ہونگے۔ اُسنے آپسے بہت معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھسے غلطی ہوگئی ہین اب ایسی صورت تجویز کرونگا کہ یہ بھی زحمت نہ رہے اور کسی غیر مشروع امر کی زحمت نہ پیش آئے۔ آپنے باوجود اُس انگریز کے بیحد اصرار کے کسیطرح منظور نہ فرمایا۔ یہ انگریز اسکے بعد بھی کبھی کبھی مسائل دریافت کرنے حاضر خدمت ہوتا تھا۔ انتہٰی۔ آپ کا عقد مولانا عبدالواحد نبیرۂ بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جنسے ایک صاحبزادہ مولوی ابوالجیش محمد مہدی جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور دو صاحبزادیان ایک زوجہ مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ جنکا انتقال یکم جمادی الثانیہ ۱۲۹۹ھ کو ہوا اور دوسری زوجۂ مولوی انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ یادگار ہین۔ مفتی صاحب کو بیعت حضرت مولانا ابوالحق قدس سرہ سے تھی اور تعلیم اذکار و اشغال حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی۔ آپکے تصانیف حسب ذیل ہین۔ حاشیہ شرح سلم ملاحسن حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک حاشیہ شمس بازغہ تکملہ حواشی ملاحسن بر شمس بازغہ حاشیۂ طبعیات شفا حاشیہ شرح وقایہ اسکے علاوہ بخاری شریف اور بیضاوی پر متفرق تعلیقات ہین آپکے حالات مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ سعایہ اور مقدمہ عمدۃ الرعایہ مین بھی ذکر کیے ہین۔

مولوی محمد یوسف عرف مفتی صاحب بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف مذکورۂ بالا۔ ولادت ۱۲۸۸ھ کو ہوئی کتب ابتدائیہ آپنے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور بقیہ کتب مولانا حفیظ اللہ اعظمگڈھی اور استاذ الاساتذہ مولانا عین القضاۃ شاگردان مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے ابتدا مین تدریس کا اتفاق نہین ہوا جب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۱ھ مین سفر حج کو

تشریف لیگئے تو مفتی محمد یوسف صاحب مجھکو اور مولوی محمد قائم صاحب کو ہمراہ لیکر مولانا عین القضاۃ
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گئے اور اُنسے ہماری تعلیم کیلیے عرض کیا مولانا نے فرمایا کہ مین نے مولوی
حافظ احمد کے پڑھانے کے بعد پڑھانا بالکلیہ ترک کردیا ہے اسکے بعد مفتی صاحب نے پڑھانے پر
بیحد اصرار و تاکید فرمائی اور ہم لوگون سے کہا کہ تم انکا پیچھا نہ چھوڑنا غرضکہ مین نے اور مولوی
قائم صاحب نے میبذی اور نفحۃ الیمن اور رشیدیہ اور ہدایہ کے کچھ اسباق مفتی صاحب سے پڑھے
جب مدرسہ عالیہ نظامیہ قائم ہوا تو اسمین بھی آپ برابر درس دیتے رہے۔ غالبًا تالیف و تصنیف
کا اتفاق نہین ہوا۔ اللہ نے آپسے علمی خدمت اسکے بدلے اسطرح لی کہ آپنے اپنے مطبع یوسفی کے
ذریعے سے ہزارون کتابونکی عالم اسلام مین اشاعت فرمادی۔ آپکو آخر مین ذیابیطس کی
شکایت ہوگئی تھی ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ مین ایک معمولی پھنسی پاؤن مین گھٹنے کے قریب نکلی
جسمین اندر ہی اندر مواد پیدا ہوگیا ختم محرم تک تمام پاؤن مین مواد پیدا ہوگیا اور درد
برابر بڑھتا جاتا تھا۔ یہانتک کہ شروع صفر ۱۳۴۴ھ مین بوقت صبح آپنے انتقال فرمایا
اور باغ مولانا انوار مین اپنے جد امجد مفتی محمد یعقوب سے متصل اور مولانا نورالحق کے قبر کے
پائین آپ دفن ہوے۔ آپکو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد
آپکا مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی سے ۹ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو ہوا
جو اسوقت تک بفضلہ تعالےٰ حیات ہین۔ انسے مفتی صاحب کے تین صاحبزادے ہوے جنکے
نام یہ ہین مولوی ابوالرحیم محمد ایوب مولوی ابوالکریم محمد یونس مولوی ابوالفضل محمد ادریس
انمین سے مولوی یونس کا اپنے والدین کے روبرو انتقال ہوگیا۔ انکا ذکر آگے آتا ہے
بقیہ کے اذکار اوپر گزر گئے۔

مولوی محمد یونس بن مفتی محمد یوسف ثانی بن مولوی قاسم نبیرہ مفتی محمد یوسف اول
حفظ قرآن شریف کے بعد کتب درسیہ کی مدرسہ عالیہ نظامیہ مین تحصیل کرے اور مولوی اور مولانا کی
سند حاصل کین یہ صاحبزادے نہایت ہونہار عقلمند ذکی و ذی فراست تھے علوم جدیدہ سے بھی
اچھی واقفیت حاصل کی تھی انگریزی بھی خود اپنے شوق سے پڑھ لی تھی غرضکہ ان صاحبزادے
سے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب کو امید قوی تھی کہ اپنے نامور نانا کے صحیح قائم مقام

نگے اور اُنکے نام کو اور روشن کرینگے مگر افسوس کہ دست قضانے تمام امیدون کو مٹی مین
صاحبزادے حیدر آباد مین عثمانیہ یونیورسٹی مین پروفیسر تفسیر مقرر ہو کر گئے اور تھوڑے
دنون کام کرنے پائے تھے کہ کھانسی اور بخار نے جو اُنکا پرانا مرض تھا عود کیا علیل فرنگی محل
مین واپس آئے اور ربیع الاول ۱۳۴۲ھ مین اسی تاریخ جس مین اُن کے نامور نانا نے
وفات پائی تھی رہگرائے عالم بقا ہوئے اور اپنے والدین اور دیگر اعزا کے دل پر داغ
حسرت رکھ گئے۔ تالیف وتصنیف کا پڑھنے کے وقت سے شوق تھا اور ختم تعلیم کے بعد
محققانہ لکھنے کا ذوق پیدا ہوا حسب ذیل تالیفات لکھے تھے ایک بینظیر رسالہ مسئلہ
خلافت کے متعلق لکھا تھا جو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے لندن بھیجا تھا افسوس کہ وہ گم ہو گیا
کلی طبعی اور بعض مسائل منطقیہ پر اعتراضات اور جدید علوم کی روشنی مین اسپر محققانہ بحث
اس موضوع پر جو رسالہ لکھا تھا وہ مجھکو بھی دکھایا تھا۔ ایک کتاب روح الاجتماع جو
دسیوبرنی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ابن رشد کے نام سے حالات ابن رشد مین ایک
مبسوط کتاب لکھی ہے جسمین ابن رشد کے کتب پر نہایت قابلانہ تبصرہ ونقد بھی ہے یہ
دونون کتابین دار المصنفین اعظمگڈھ کی طرف سے طبع بھی ہو گئی ہین۔ تفسیر پر بھی متفرق یادداشت
یا دروس لکھے تھے۔ عقد کی نوبت نہین آئی تھی کہ ہیکل سہرا باد خزان کے جھونکون
سے کھُلا گیا۔

مولوی محمد یونس اپنے نامور نانا کے پہلو مین مشرقی طرف دفن ہوئے اور اوپر سے
دونون مزارونکو ایک کرکے دونون کے گرد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ
مرمر کی جالی لگوا دی ہے (قد تم اصل الکتاب فالحمد للہ)

ضمیمہ

در ذکر اولاد مولانا قدرت علی و مولوی وزیر علی نواسگان مفتی محمد یعقوب بن مولوی
بن ملا سعید بن قطب شہید۔ جیسا کہ مفتی محمد یعقوب صاحب کے حالات مین ذکر ہوا انکی
صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض علی کے ساتھ ہوا اُنسے دو فرزند مولانا قدرت علی اور مولوی و
پیدا ہوے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل مین ہی سکونت اختیار کر لی تھی اور فرنگی مح
انکے تعلقات رہے اسلیے انکا ذکر بطور ضمیمہ اولاد قطب شہید کے ذکر کے ساتھ مناسب

مولوی قدرت علی نے بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم اولاً مولانا نور الحق سے
تکمیل مدراس جاکر حضرت بحر العلوم سے فرمائی اور فارغ التحصیل ہوے عالم با عم
فاضل زمانہ تھے مدت العمر خدمت علم مین بسر فرمائی آپ سے بعض علماے فرنگی محل
پڑھا تھا۔ آپ کا عقد اولاً مولانا محمد عبد الاعلی بن بحر العلوم کی دختر کے ساتھ ہوا جو ا
صاحبزادی چھوڑ کر وفات پا گئین ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی
بن مولوی وزیر علی کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی قدرت علی صاحب کا
عقد ثانی شیوخ مین ہوا جنسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوے صاحبزادی کا
عبد الحلیم بن مولوی عبد الحکیم نبیرۂ بحر العلوم کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حرف عین مین ہو چکا
صاحبزادون کے نام ظفر احمد اور عبد الرحمن تھے۔ مولوی قدرت علی کی وفات سنہ
مین ہوئی۔ مولوی ظفر احمد کتب درسیہ پڑھکر فارغ التحصیل ہوے ملک العلما م
صاحبزادی سے عقد ہوا اور ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین یادگار چھوڑ کر ١٢٦٦ھ میں
کیا۔ مولوی فخر الدین کتب درسیہ فرنگی محل مین پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت
سخن اور خوش بیان واعظ تھے اپنے زمانہ مین بلکہ اپنے قبل بھی اس امر مین اپنا نظیر نہیں
تھے نہایت عقلمند اور سمجھدار تھے۔ بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی
عقد اولاً شیخ زین العابدین سہالوی از بنی اعمام قطب شہید کی دختر سے ہوا جو تین عد
ایک زوجہ مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ اور دوسری زوجہ مولوی ابراہیم بن مو

عـــه ان صاحبزادی کی وفات ١٢٨٠ھ مین ہوئی ١٢

عـــه مولوی ابراہیم کی بیوی کا ٢ رمضان ١٣٠٢ھ مین انتقال ہوا اور مولوی محب اللہ کی بیوی کا ٢٧ رجب ١٣١٨ھ مین انتقال ہوا اور زوجہ مولوی عبد المجید صاحب کا نانیا ١٣١٣ھ مین انتقال ہوا ١٢

لی محمد اور تیسری زوجہ مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالحلیم بن مولوی عبدالحکیم اور ایک
صاحبزادہ مولوی نظام الدین چھوڑ کر وفات پاگئین دوسرا عقد مولوی فخر الدین نے اپنی
موت زادبہن دختر مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر سے کیا جو لاولد انتقال کر گئین
مولوی فخر الدین صاحب نے تیسرا عقد کلکتہ مین بھی کیا تھا مولوی فخر الدین صاحب ستے اا
جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۱ھ کو کلکتہ مین انتقال کیا اور مٹیا برج مین ایک مسجد کے مشرقی گوشہ مین دفن
ہوے۔ مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ
علیہ سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے نہایت قابل اور زبردست فاضل تھے حضرت مولانا
عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زبان سے اُنکی قابلیت کی تعریف فرماتے تھے آپنے
فرنگی محل کے قیام کے زمانہ مین تدریس کی جانب بھی توجہ فرمائی مگر پھر ترک تدریس فرمادیا
علم طب بھی حاصل فرمایا اور اُسمین بھی کمال پیدا کیا فکر معیشت مین بنارس چلے گئے اور
وہان ہی قیام فرمایا اور وہان مطب بھی شروع فرمایا آپکے علاج کی وہان بہت شہرت
تھی خاص عزت و احترام کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے آخر سنہ ۱۳۲۹ھ مین علیل ہوکر وطن
واپس ہوے اور مدوا کرتے رہے جب کچھ فائدہ نہوا تو جائس ضلع رائے بریلی مین کسی
طبیب سے علاج کرانے کی غرض سے تشریف لیگئے اور وہان ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹ھ مین بمرض
دق انتقال کیا۔ آپ کا عقد حضرت مولانا عبدالرزاق کی صاحبزادی سے ہوا تھا اور
اولاد بھی ہوئی تھی مگر زندہ نہ رہی اور بیوی صاحبہ نے لاولد انتقال کیا بنارس مین
آپنے بیرون فرنگی محل بھی ایک عقد کیا تھا جنسے صرف ایک صاحبزادے نصیر الدین
اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئین ان بیوی کا بھی بعارضہ دق انتقال ہوگیا اور صاحبزادی
بھی بمرض دق ناکتخدا فوت ہوگئین۔ مولوی نصیر الدین بن مولوی نظام الدین نے
اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکی حسب وصیت لکھنؤ مین قیام حضرت مولانا عبدالباری
رحمۃ اللہ علیہ کے مملوکہ وخریدکردہ مکان یعنی مکان مولوی یعقوب بن مولوی علیم مرحوم
معروف بہ مسجد والا گھر واقع شمال مسجد فرنگی محل مین اختیار کیا اور انگریزی مین کمال حاصل
کیا نہایت قابل اور ہوشیار اور سمجھدار تھے بی اے پاس کرکے ایم اے کا امتحان دیا تھا کہ

رض دق مین مبتلا ہو گئے بالآخر ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ مین انتقال کیا اور باغ مولوی انوار الح
مین دفن ہوے۔ انکا عقد شیخ عابد علی نیناموی کی لڑکی سے ہوا جنسے ایک لڑکا خرد سال جمیل ا
موجود ہے اور اپنی مان کے ساتھ ننہال مین مقیم ہے۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدرت علی کا نکاح اولاً مولوی عبد الجامع بن مولوی
بن بحر العلوم کی دختر سے ہوا جو لاولد انتقال کر گئین۔ دوسرا عقد مولوی عبد الرحمن ـ
شیخ علی بخش لکھنوی کی صاحبزادی یعنے مولوی وحید اللہ اور مولوی نصیر اللہ پسران مو
حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کی خالہ کے ساتھ کیا۔ یہ میان بیوی دونون شباب مین ای
صاحبزادہ مولوی عبد الحفیظ چھوڑکر وفات پاگئے۔ مولوی عبد الحفیظ نے کتب درسیہ پڑھ
فکر معاش کی اور مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ نبیرۂ ملا محب اللہ کی دختر سے عقد ہوا
اور بیوی تقریباً ۱۵ دن کے آگے پیچھے انتقال کر گئے ان کا ایک لڑکا عبد البصیر تھا جو ا
مفقود الخبر ہے۔ مولوی عبد الرحمن کا انتقال صفر ۱۲۵۷ھ مین ہوا۔

مولوی قدرت علی کے دوسرے بھائی مولوی وزیر علی نے جوانی مین ایک صاحب
مولوی نیاز احمد چھوڑکر انتقال کیا۔ مولوی نیاز احمد نے بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے
مولوی قدرت علی سے کیا اور ایک صاحبزادے مولوی نثار احمد اور ایک صاحبزادی ت
مولوی نصیر اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ نبیرۂ ملا رضا چھوڑکر ۲ ذیقعدہ
جمعہ ۱۲۷۱ھ مین بمقام سہالی انتقال کیا اور پائین مزار حضرت قطب شہید دفن
مولوی نیاز احمد کی صاحبزادی کا حال مولوی نصیر اللہ کے بیان مین گزرا کہ لا و
فوت ہو گئین۔ مولوی نثار احمد رامپور مین مقیم تھے حفظ قرآن کیا تھا اسکے علا
حالات معلوم ہو سکے۔ الحاصل مولوی قدرت علی اور انکے بھائی کی نسل سوائے جمیل الدین بن محمد نصیر الدین کے کوئی معلو

قد وقع الفراغ من تسويد هذه الاوراق بعد العصر يو
الثلاثاء في الثامن والعشرين من شهر الله الحرام المحرم سنة س
وا ربعين بعد الالف وثلثمائة من هجرة من لولاه لما خلقت الافلا
بيد الفقير الراجي عفو ربه القوي محمد عنايت الله بن مولوي شرافة